قومیں ماؤں کی گودوں میں بنتی ہیں ایک ناقابل انکار حقیقت

اسی سلسلہ کی ایک بہترین کتاب

ایک ماں کو کن اوصاف کا حامل ہونا چاہئے

مثالی ماں

پسند فرمودہ

حضرت مفتی نظام الدین شامزی
استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی

اسکولوں و مدارس کے اساتذہ
و معلمات کے لئے ایک انمول تحفہ

خوشحال اور مطمئن معاشرہ کی تشکیل کے چند سنہری اصول
اور ان جیسے بے شمار اہم مضامین پر مشتمل ایک مفید کتاب

چند خصوصیات

- بچوں پر شفقت و محبت
- بچوں کو حافظ، عالم، داعی، مجاہد ملت بنانا
- بچوں میں قائدانہ صلاحیت پیدا کرنے کے طریقے
- بچوں کی اصلاح کے مختلف طریقے
- بچوں کے مزاج کو پہچان کر ان سے بات کرنا
- بچوں میں اطاعت و فرمانبرداری کا جذبہ پیدا کرنا
- بچوں کی تربیت کے دینی و شرعی اصول
- بچوں کی دینی ذہن سازی کی چند تدبیریں

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ
۴۲۲ مٹیا محل اردو مارکیٹ جامع مسجد دھلی ۱۱۰۰۰۶
فون آفس: ۳۲۷۹۹۹۸، ۳۲۶۵۴۰۶ رہائش: ۳۲۶۲۴۸۶

مسلمان عورتوں کے لئے ایک مفید اور بہترین کتاب

مثالی ماں

پسند فرمودہ

حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزی مدظلہ

استاذ حدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن کراچی ۵

تألیف

مولانا محمد حنیف عبدالمجید

سابق استاذ و رفیق دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ

علامہ بنوری ٹاؤن۔ کراچی

فرید بکڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ

FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.

Corp. Off.: 2158, M.P Street, Pataudi House, Darya Ganj, N. Delhi - 2

Phones : 3289786, 3289159 Fax : 3279998 Res : 3262486

E-mail : farid@nd.vsnl.net.in Websites : faridexport.com, faridbook.com

فہرست

مضمون	صفحہ
تقریظ	۹
کتاب کا تعارف	۱۰
حرف آغاز	۱۱
آپ اس کتاب کو کیسے پڑھیں؟	۱۳
پرخلوص ہدیہ	۱۶
حاملہ ہونا اللہ کی بڑی نعمت ہے	۱۷
حمل کا پہلا مہینہ	۱۹
زمانہ حمل میں ماں کا خوش رہنا	۲۲
غم غلط کرنے کی تدبیریں	۲۵
جنت کو سوچیں	۲۸
مسکراہٹ کو اپنائیے	۲۹
غم اور پریشانی دور کرنے کی دعا	۳۰
حمل کے دوران غیبت اور جھوٹ سے بچنے کا اہتمام	۳۱
غیبت کرنے والی دو عورتوں کا حال	۳۲
حمل کے دوران نیکیاں زیادہ کریں	۳۵
حاملہ عورت کیا نیت کرے	۳۶
حمل کا نواں مہینہ	۳۸
حمل کے دوران اللہ کی قدرت اور وحدانیت کو یاد کریں	۳۸
حاملہ کیلئے بہشتی زیور سے چند ہدایات	۴۰

حاملہ سے متعلق خطرناک غلطیاں ۴۱
لڑکیوں کو برا سمجھنا زمانہ جاہلیت کی گندی اور ناپسندیدہ عادت ہے ۴۲
لڑکیاں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں ۴۵
بعض عورتیں عورتوں کیلئے ظالمہ ہیں ۴۸
ابتدائی نقوش ۵۴
تربیتی خطوط ۵۷
بچے کے لئے ماں کا پہلا تحفہ ۶۵
دودھ کی مقدار میں کمی ۶۶
پہلا تجربہ ۶۸
غذا دوا اور احتیاط ۷۰
شیرخوار بچوں کی بیماری کا ایک اہم سبب ۷۰
فیڈر اور چوسنی ۷۰
بچوں کی پرورش سے متعلق تدبیروں اور احتیاطوں کا بیان ۷۲
بچیوں کی تربیت کی فضیلت ۷۸
بچے کی پیدائش کے بعد نماز و تلاوت کا حکم ۸۰
پیدائش کے بعد ماں باپ کی ذمہ داریاں ۸۳
اذان کی سنتیں ۸۴
شیرخوار بچے روتے کیوں ہیں؟ ۸۶
ماں بحیثیت خاندان ۸۹
اپنے بچوں کو سلام کی عادت ڈلوائیے ۹۳
لفظ تحیہ کی تشریح اور اس کا تاریخی پہلو ۹۳
اسلامی سلام تمام دوسری اقوام کے سلام سے بہتر ہے ۹۴
شفقت اور ممتا ۹۹
بے جا لاڈ پیار بچہ کے لئے نقصان دہ ہے ۱۰۰

بچہ کی ناپسندیدہ عادات پر آپ کی ذمہ داریاں ۱۰۲
بچہ اور سزا ۱۰۳
ماں کی غلط شفقت ۱۰۶
بچوں کی بے جا ضد کا علاج ۱۰۸
بچوں میں غصہ ۱۱۱
ماں وقتاً فوقتاً بچوں کی نفسیات کا مطالعہ کرے ۱۱۳
بچوں کی خود مختاری ۱۱۵
ہر ماں کو چاہئے کہ صرف اللہ تعالیٰ سے امید رکھے ۱۱۶
ہر عظیم آدمی کے پیچھے عظیم خاتون کا ہاتھ ہوا کرتا ہے ۱۲۳
ماں کو چاہئے کہ بچوں کے لئے دعا کرے ۱۲۷
بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت ۱۳۱
عورت کی سب سے بڑی ذمہ داری ۱۳۳
اولاد کی تندرستی کی بنیاد ۱۳۴
اولاد کی تربیت ۱۳۵
تربیت کا بنیادی اصول ۱۳۵
بچے کی ذہنی نشوونما ۱۳۶
اپنی اور اپنے بچوں کی صفائی ستھرائی کی اہمیت ۱۳۹
بچوں سے محبت اور ان پر شفقت اور رحم ایک عطیہ ربانی ہے ۱۴۸
بچوں کی گھٹی میں توحید ڈلئے ۱۵۴
اپنے بچوں کو قرآن کریم سکھایئے ۱۵۹
اولاد کی پرورش کے سنہری طریقے ۱۶۱
بچوں کی تربیت کے تین سنہری اصول ۱۶۴
فرض نمازوں کی پابندی ۱۶۵

جھوٹ سے مکمل اجتناب ١٦٦
خدمت خلق کی عادت ١٦٧
بچوں کو ادب سے بولنا سکھائیں ١٧١
بزرگوں کا ادب سکھاؤ ١٧٣
بچوں کی تربیت کے سلسلے میں قیمتی باتیں ١٧٣
بچوں کے بارہ سنہری قواعد ١٧٥
بچوں کو آپ کی انفرادی توجہ کی ضرورت ہے ١٧٧
ماں کا اثر بچوں پر ١٨١
بچہ کے ساتھ والدین کا نامناسب اور برابرتاؤ کرنا ١٨٥
بچوں کو دھمکی نہ دیجئے ١٩١
اپنے بچوں کو بہادر بنایئے ١٩٥
ذرا آنے دے تیرے باپ کو ١٩٩
بچوں کو بزدل نہ بناؤ ٢٠١
بچوں کو جھوٹے وعدے نہ دو ٢٠٢
بازاری چیزوں کی چاٹ ٢٠٢
اپنے بچوں کو متوازن غذا دیجئے ٢٠٣
بچوں کو اچھا ناشتہ کرایئے ٢٠٥
روتے ہوئے بچے کو مسکرا کر دکھلایئے ٢٠٧
بچوں کو خوش رکھنے کی فضیلت ٢١٠
دل کا میل اور معافی ٢١١
بچوں کی ضد پوری کرنا ٢١٤
بچوں کو غلام نہ بناؤ ٢١٥
اپنے بچوں کو رنگے ہاتھوں نہ پکڑیں ٢١٥
اسکول سے واپسی پر ٢٢٠

بچوں سے کیسے باتیں منوائی جائیں ۔۔۔۔۔ ۲۲۳
بچوں کو طعنے نہ دیں ۔۔۔۔۔ ۲۲۵
بچوں سے تعلق پیدا کیجئے ۔۔۔۔۔ ۲۲۹
بچوں کی تعلیم و تربیت ۔۔۔۔۔ ۲۳۶
بچوں میں جھوٹ بولنے کی عادت ۔۔۔۔۔ ۲۳۹
بچوں کو بالکل ڈھیل بھی نہ دیں ۔۔۔۔۔ ۲۴۰
بچوں میں چوری کی عادت ۔۔۔۔۔ ۲۴۲
بچوں کو مارا جائے یا نہیں ۔۔۔۔۔ ۲۴۳
بچوں کو برائی سے روکنے کا طریقہ ۔۔۔۔۔ ۲۴۴
قانون کی پابندی ۔۔۔۔۔ ۲۴۵
قومی تعمیر کی ضمانت ۔۔۔۔۔ ۲۴۶
بچے کے دل میں عربی زبان کی محبت پیدا کیجئے ۔۔۔۔۔ ۲۴۹
بچوں کے اچھے کاموں کی تعریف ضرور کریں ۔۔۔۔۔ ۲۵۱
بچوں کی حوصلہ افزائی ۔۔۔۔۔ ۲۵۲
بچوں کی نقلیں ۔۔۔۔۔ ۲۵۴
آپ کے بچے صحیح اردو بولیں ۔۔۔۔۔ ۲۵۶
بچوں کے سوالات ۔۔۔۔۔ ۲۵۸
بچوں کو عملی تعلیم دو ۔۔۔۔۔ ۲۶۰
کیا آپ کا بچہ کند ذہن ہے؟ ۔۔۔۔۔ ۲۶۰
کند ذہن بچوں کی تعلیم ۔۔۔۔۔ ۲۶۳
بچوں کو سمجھاتے ہوئے تین سنتیں زندہ کیجئے ۔۔۔۔۔ ۲۶۴
ٹی وی بچے کے لئے مضر ہے ۔۔۔۔۔ ۲۶۸
برے ماحول اور دوستوں سے اپنے بچوں کی حفاظت کیجئے ۔۔۔۔۔ ۲۶۹

اپنے بچوں کے لئے سمجھ دار اور دین دار دوستوں کا انتخاب کیجئے ۲۷۰
قریب البلوغ بچوں کو شرعی مسائل سکھلائیں ۲۷۲
بچوں کے لئے کتب خانہ بنائیں ۲۷۳
آپ کے لئے ۲۷۵
نرم لہجہ اور میٹھی زبان ۲۷۶
نظم وضبط کی پابندی ۲۷۸
خود اعتمادی ۲۸۰
ماؤں کو چند ہدایات ۲۸۵
مولانا محمد احمد سورتی رحمہ اللہ علیہ کی طرف سے بچیوں کو نصیحت ۲۹۰
ماں کو چاہئے کہ وہ اس طرح بچیوں کو سمجھائیں ۲۹۰
بڑوں کے ساتھ برتاؤ ۲۹۱
مدرسہ اور اسکول کی تیاری ۲۹۲
بیٹی کی خاص خوبیاں ۲۹۳
شادی کی منزل ۲۹۳
سسرال میں رہنے کے طریقے ۲۹۴
کھانے پینے کے آداب ۲۹۶
ایسی غلطی کبھی نہ کریں ۲۹۷
بچے کی موت پر صبر کا اجر وثواب ۲۹۹
ماں وصیت کا اہتمام ضرور کرے ۳۰۶
آنکھ کے تارے سو جا ۳۱۱
سو جا میرے لال ۳۱۲
شوہر بیوی کی قبر پر ۳۱۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کلمات تبرک از مفتی نظام الدین شامزئی دامت برکاتہم

کسی بھی قوم کا سب سے قیمتی سرمایہ بچے ہوا کرتے ہیں اگر اس وقت وہ گود کا کھلونا ہیں تو آگے چل کر وہی مستقبل کے معمار بنیں گے۔

اور یہ ایک اٹل حقیقت ہے کہ ماں کی گود بچے کی پہلی درسگاہ ہے یہیں سے بچے کے اچھا یا برا بننے کی بنیاد پڑتی ہے۔ اسی درس گاہ سے وہ اچھے یا برے جذبات واخلاق اور اطاعت یا نافرمانی کو اپنے اندر جذب کرتا ہے۔ اسلئے ماں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی اولاد کی تربیت اس ڈھنگ پر کرے کہ ان کے رگ وریشہ میں دین کی روح پھونک دے اس کے لئے ضروری ہے کہ ماں خود بھی ان صفات کی حامل ہو اسلئے کہ بچہ جیسے ماں کو دیکھے گا ویسا ہی بننے کی کوشش کرے گا۔

ماں کے اخلاق اچھے ہوں وہ سچ بولتی ہو' نماز کو اہتمام اور پابندی سے پڑھتی ہو ہر طرح کی بری باتوں اور گناہ کے کاموں سے بچتی ہو تو بچہ بھی خود بخود ایسا ہی طریقہ اختیار کرے گا اس کے لئے الگ سے محنت کرنے کی زیادہ ضرورت نہیں پڑے گی۔

آج سے چودہ سو سال پہلے رسول اللہ ﷺ نے ماؤں کو تربیت کے وہ اصول بتائے جن پر عمل پیرا ہو کر ماؤں نے اپنے بچوں کی ایسی تربیت کی جو کہ اسلام کا معیار مطلوب تھا۔ وہ اپنے بچوں کی تربیت کس کس ڈھنگ اور حکمت سے کرتی تھیں کہ ان کے دلوں میں اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام کی محبت پیدا ہو اور انکی خوشی غمی جینا مرنا سب اسلام کیلئے ہو۔ ابن عمر' ابن عباس' ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنھم ایسی ہی ماؤں کے تربیت کا نتیجہ ہیں اسی طرح ایک مسلمان ماں کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے شوہر یعنی بچوں کے والد کی خود بھی اطاعت کرے اور بچوں کو بھی اطاعت کی ترغیب دے اور والد کا حاکم ہونا سمجھائے اسی درد کو لیکر ہمارے فاضل

دوست مولوی محمد حنیف عبد المجید صاحب اور انکے رفقا نے کچھ ایسی اصلاحی کتابیں مثلاً تحفہ دلہن اور تحفہ دولہا وغیرہ مرتب کی ہیں جس پر عمل کرنے سے خانگی جھگڑے ختم ہو.اور ایک صحت مند معاشرہ وجود میں آئے زیر نظر کتاب مثالی ماں بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے جس میں بچوں کے صحیح اسلامی اصولوں پر تربیت کرنے اور انکو کامل مسلمان بنانے کی اسلامی تدبیریں درج ہیں بندہ نے جستہ جستہ اس کو دیکھا امید ہے باقی مضامین بھی صحیح ہونگے انداز تحریر پر زرد آسان اور مبسوط ہے جس سے عامۃ المسلمین کو بات سمجھنے کا موقعہ ملتا ہے بندہ کے خیال میں گزشتہ دو کتابوں کی طرح زیر نظر کتاب بھی بچوں کی تربیت کیلئے نہایت مفید ہے۔

اللہ تعالیٰ ان کتابوں کو شرف قبولیت بخشے اور امت مسلمہ کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے اور مولانا موصوف اور انکے احباب کیلئے ذخیرہ آخرت بنائے اور انکو ایسی مزید خدمات کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

۹/۱۳/۱۴۱۸ھ

کتاب کا تعارف

اس کتاب میں ایک مسلمان ماں کیلئے دوران حمل اختیار کرنے والی احتیاطیں ...... بچوں کی دینی وشرعی تربیت کے اصول ...... بچوں کی اصلاح اور اسلامی ذہن سازی کی چند تدابیر ...... نیز آج کا یہ معصوم بچہ آئندہ کا کامل مومن کیسے بنے ...... بچوں کا مزاج پہچان کر ان میں اطاعت وفرمانبرداری کا جذبہ پیدا کرنا ...... توحید انکی گھٹی میں ڈالنا ...... ان میں حافظ عالم داعی بننے کا شوق پیدا ہو ...... ان کے دلوں میں والدین کی محبت پیدا ہو ...... باپ کی حاکمیت وعظمت کو پہچانیں ...... اور ان جیسے بیشمار مضامین کو اس انداز سے تحریر کیا گیا ہے کہ ماں نہایت آسانی سے ان دینی اصول وتدابیر پر عمل پیرا ہو کر مثالی ماں بن سکے گی۔ اللہ تعالیٰ سے امید واثق ہے کہ ان تدابیر پر عمل کرنے سے خوشحال ومطمئن معاشرہ وجود میں آئے گا اور ہر گھر ان شاء اللہ جنت کا نمونہ بن جائیگا۔

اہم گزارش

آپ ایک مثالی ماں ہیں۔ اگر آپ کو واقعی شکر ہے کہ آپ نے اپنے بچوں کی صحیح اسلامی تربیت کی' اور انہوں نے بھی پھر دین اور ملک کی قابل فخر انداز میں خدمت کی یا اسکی توقع ہے تو آپ ہمیں اپنی روداد مختصراً لکھ کر بھیجئے ان شاء اللہ ہم اسے مثالی ماں کے دوسرے حصہ میں شائع کریں گے تاکہ دوسرے والدین کو بھی اس سے رہنمائی حاصل ہو۔

بِاللهِ يَا نَاظِرًا فِيْهِ وَمُنْتَفِعًا
مِنْهُ سَلِ اللهَ تَوْفِيْقًا لِّجَامِعِهٖ

وَقُلْ اَنِلْهُ اِلٰهَ الْعَرْشِ مَغْفِرَةً
وَاقْبَلْ دُعَاهُ وَجَنِّبْ عَنْ مَّوَانِعِهٖ

وَخُصَّ نَفْسَكَ مِنْ خَيْرٍ دَعَوْتَ بِهٖ
وَمَنْ يَّقُوْمُ بِمَا يَكْفِيْ لِطَابِعِهٖ

وَالْمُسْلِمِيْنَ جَمِيْعًا مَّا بَدَا قَمَرٌ
اَوْكَوْكَبٌ مُّسْتَنِيْرٌ مِّنْ مَّطَالِعِهٖ

درخواستِ دُعاء

اُن تمام مسلمان بھائی بہنوں سے گزارش ہے جن کو اس کِتاب کے پڑھنے سے کچھ بھی فائدہ ہوا ہے وہ اس کے مؤلّف و معاونین اور طابع و ناشر کے لئے مزید توفیق اور استقامت اور مغفرت کی ضرور دُعاء فرمائیں۔ اسی طرح اپنی دُعاؤں میں تمام مومنین و مومنات کو یاد رکھیں۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

آپ اس کتاب کو کیسے پڑھیں؟

یاد رکھئے مسلمان کی نیت بہت ہی زیادہ اہمیت رکھتی ہے' لہٰذا پڑھنے سے پہلے یہ نیت کرلیں کہ اس لئے پڑھ رہی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی ہوجائے اور اس کتاب میں جو دین کی بات میں پڑھوں گی' ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے کی پوری کوشش کروں گی' اس نیت سے آپ پڑھیں گی تو اللہ تعالیٰ آپکو عمل کی توفیق ضرور عطا فرمائیں گے۔ جس بات پر عمل کرنا مشکل ہوگا' آپ کی سچی نیت اور پکے ارادہ کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنا آسان فرمادیں گے' اور جتنا وقت پڑھنے پر لگے گا وہ دین بنتا جائے گا اور عبادت میں شمار ہوگا۔

چونکہ یہ کتاب خاندانی زندگی کیلئے بہت اہمیت رکھتی ہے اور خاندان صحیح ہو تو معاشرہ بنتا ہے یعنی اگر گھر کی زندگی صحیح کرلی تو باہر کی زندگی بھی صحیح ہوسکتی ہے اس لئے ہماری گذارش یہ ہے کہ

> اس کتاب میں درج مضامین ہدایات اور اصلاحی باتوں کو انتہائی سنجیدگی سے پڑھا جائے اور جن کوتاہیوں سے بچنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے ان سے بچنے کی پوری کوشش کی جائے۔

(اور وہ ایسی کوتاہیاں ہیں کہ عورتیں لاعلمی یا ناتجربہ کاری کی بناء پر ان کا ارتکاب کر بیٹھتی ہیں اور پھر بہت نقصان اٹھاتی ہیں)' انہیں واقعی اس نیت سے پڑھا جائے کہ مجھے اپنی اصلاح پر توجہ دینی ہے اور آئندہ کیلئے ان غلطیوں کے ارتکاب سے بچنا اور بچانا ہے۔ امید ہے کہ آپ ہماری ان گزارشات کو سامنے رکھ کر اس کتاب کا مطالعہ کریں گی۔

(۱) کتاب پڑھنے سے قبل یہ دعا ضرور کرلیں کہ یا اللہ اس کتاب کو میری ہدایت کا ذریعہ بنادے اور مجھے اپنے شوہر کی نگاہ میں (قرۃ أعین) آنکھوں کی ٹھنڈک

(اور خیر متاع الدنیا) دنیا کی چیزوں میں سب سے بہتر بنا دے۔ اور مجھے اپنے بچوں کیلئے نیک اور مثالی ماں بنا دے۔

(۲) کتاب پڑھنے کیلئے وقت ایسا نکالا جائے جو الجھنوں یا پریشانیوں سے گھرا ہوا نہ ہو، یہ خدشہ بھی ہوتا ہے کہ الجھن ذہن پر سوار تھی کسی اور وجہ سے، اور چبھن محسوس ہوتی ہے کتاب کے مضمون سے۔

(۳) ایک اہم گزارش یہ ہے کہ کتاب کو از اول تا آخر مکمل طریقے پر ترتیب وار پڑھیں خواہ اس میں مہینہ بھر لگ جائے، بلکہ اس سے بھی زیادہ لگ جائے تب بھی کچھ غم نہیں مگر پڑھیں مکمل طورپر اور ترتیب وار، صورت اس کی یہ ہے کہ کل صفحات کی تعداد کا اندازہ کر کے یومیہ کچھ صفحے پڑھنا متعین کر لیں، اور جہاں پہنچ کر رک جائیں وہاں کوئی نشانی لگا دیں۔

(۴) مزید یہ کہ کتاب کے مطالعے کے وقت ایک قلم ساتھ رکھیں اور جن امور میں خود کو کوتاہ محسوس کرتی ہوں اس پر نشان لگا لیں اور اس کو بار بار پڑھیں اور اس کی اصلاح کیلئے خوب دعائیں مانگیں۔

قلم تھامنے کا دوسرا فائدہ یہ ہو گا کہ جہاں بھی کوئی بات آپ کو ایسی محسوس ہو کہ وہ اگر کتاب کے مضامین کا حصہ ہوتی تو پڑھنے والے کی تشنگی دور کرنے کا ذریعہ بن سکتی تھی یا مسلمان عورت ہونے کی حیثیت سے .... یا بیوی ہونے کی حیثیت سے .... یا ماں ہونے کی حیثیت سے مزید کوئی اہم ذمہ داری کی بات جو اس کتاب میں اگر ہوتی تو مسلمان بہنوں کیلئے مفید ہوتی اور اس پر عمل کرنے سے گھروں سے لڑائی جھگڑوں کی فضا ختم کی جا سکتی۔ اس کیلئے کوئی مفید مشورہ اور تدبیر آپ کے ذہن میں آئے اور وہ اس کتاب میں نہیں ہے تو کسی الگ کاپی میں صفحہ اور سطر کے حوالہ کے ساتھ وہ بھی "وضاحت" کے تحت لکھیں اور کسی طرح مولف تک یا ناشر تک پہنچا دیں۔

کتاب پڑھتے ہوئے دنیا کے سارے مسلمان شادی شدہ جوڑوں کیلئے دعائیں

کریں کہ اللہ تعالیٰ ان میں محبت الفت پیدا فرمائے ان کو اولاد صالحہ کے دنیا میں آنے کا سبب بنائے خوب خوب خوشیاں دکھلائے روزانہ دعا کریں کہ آج کے دن جہاں بھی شادیاں ہوئیں ان میاں بیوی میں اللہ پاک محبت پیدا فرمائے۔ اور اولاد صالحہ کے دنیا میں آنے کا سبب بنائے۔

اس کتاب کو پڑھنے کی دوسری مسلمان عورتوں کو بھی دعوت دیں اور اس کتاب میں جو ایمانی ترقی اور اخلاقی بہتری سے متعلق بات ملے ان خوبیوں اور صفات کی طرف دوسری خواتین کی بھی توجہ دلائیں۔

آخر میں گزارش ہے کہ مولف کتاب اور جن بزرگوں کی کتابوں سے استفادہ کر کے اس کتاب کے مضامین تیار کیے گئے یا دوران تیاری کتاب جن بزرگوں یا علماء حضرات سے رہنمائی حاصل کی گئی نیز اس کی تیاری کے مختلف مراحل میں کسی بھی طرح شریک جملہ معاونین کیلئے خصوصی طور پر دعاؤں کا اہتمام فرمائیں۔اس دعا کرنے سے آپ کو بھی فائدہ ہو گا' لہٰذا اپنی دعاؤں میں ہمیں نہ بھولیں۔جزاکم اللہ تعالیٰ

ایک اہم گزارش

ہر مسلمان سے گذارش ہے دوران مطالعہ اس کتاب میں کسی قسم کی کوئی غلطی کوتاہی نظر آئے یا مزید بہتری کی کوئی صورت سامنے آئے تو ناشر کو یا اساتذہ مدرسہ بیت العلم گلشن اقبال کراچی کو ضرور اطلاع دیں۔یہ آپ کا ہم پر احسان عظیم ہو گا اور ہم آپ کو اہمیت کے ساتھ اپنی دلی دعاؤں میں یاد رکھیں گے۔..............والسلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الحمدللہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی
رسولہ محمد و آلہ وصحبہ اجمعین – اما بعد!

پر خلوص ہدیہ

ہر اس ماں کی طرف جو حاملہ ہونے کے احساس کے ساتھ ہی اپنی پیشانی اللہ کے آگے شکر کرتے ہوئے جھکا دیتی ہے۔

ہر اس ماں کی طرف .... جو اپنے پہلے بچے کے دیدار کے شوق میں خوشیوں میں جھومتے ہوئے دعا کرتی ہے اے میرے رب! مجھ کو اپنی بارگاہ سے نیک اولاد عطا فرما۔ بے شک آپ ہی ہماری دعاؤں کو سننے والے اور قبول فرمانے والے ہیں۔

ہر اس ماں کی طرف .... جو بچہ کی پیدائش پر ہونے والی تکالیف پر پورے اجر و ثواب کی امید رکھے اور اس پر صبر کرے۔

بہت زیادہ محبت کرنے والی، بچے کثرت سے جننے والی.......... کی طرف، ہر اس ماں کی طرف .... جس نے فیصلہ کیا ہے کہ بچوں کی اسلامی تربیت کروں گی، ان کو اچھے اخلاق سے آراستہ اور بھلائیوں سے مزین کروں گی۔ ہر اس ماں کی طرف .... جو اچھا نمونہ ہے اپنی اولاد کیلئے جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو جائیں تو اولاد ان کو یاد رکھے کہ۔

میری والدہ نے میری اس طرح تربیت کی مجھے اس طرح نصیحت فرمائی، اور پھر مجھ کو اعلیٰ دینی تعلیم دلائی اور دنیوی ہنر و فنون

سکھلائے۔

ہر اس ماں کی طرف .... جس نے اپنے شوہر کے ساتھ رہنے سہنے کو بھی دین کے مطابق بنا لیا ہو اور شوہر کی اطاعت اور اس کو خوش کر کے اپنے مالک حقیقی کو بھی راضی کر لیا ہو۔

حاملہ ہونا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے

حاملہ عورت کو چاہئے کہ وہ حمل ٹھہر جانے کا یقین ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا خوب خوب شکر ادا کرے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک عظیم نعمت سے نوازا ہے۔

جس نعمت کیلئے بہت سے لوگ زندگی بھر تمنائیں کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں صالح اولاد کی دولت سے مالا مال فرمائے (آمین) لیکن ان کے مقدر میں نہیں ہوتی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر عظیم بندے انبیاء علیہم السلام بھی صالح اولاد کیلئے خوب گڑگڑا کر دعائیں فرمایا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور حضرت زکریا علیہ السلام نے اپنی آخیر عمر میں صالح اولاد کیلئے بہت تڑپ تڑپ کر دعائیں فرمائیں۔

لہٰذا ہر مسلمان عورت کو چاہئے کہ وہ شاکرہ رہے خوب شکر کرے اور شکر کرنے کا طریقہ یہ ہے۔

(۱) ہر وقت زبان پر یہ کلمہ جاری و ساری ہو۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ وَ لَکَ الشُّکْرُ.

ترجمہ: یا اللہ آپ ہی کیلئے تمام تعریفیں ہیں اور آپ ہی کا شکر ہے (کہ آپ نے مجھے ماں بننے کا شرف بخشا۔)

(۲) کچھ وقت نکالیں اور دو رکعت نفل صلوۃ الشکر کی نیت سے پڑھ لیں اور پھر جب آپ باری تعالیٰ کے آگے سربہ سجود ہوں تو اللہ تعالیٰ سے خوب دعا کریں۔ اور ان دعاؤں میں یہ دعا بھی کریں۔

2

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيْعُ الدُّعَآءِ.

اے میرے رب! مجھ کو اپنی طرف سے پاکیزہ اولاد عنایت فرما' بے شک آپ دعا کے سننے والے ہیں۔

یہ دعا بھی مانگیں

رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقِيْمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ.

اے ہمارے رب ہمیں اور ہماری اولاد کو نماز قائم کرنے والا بنا دیجئے اور ہماری دعا قبول فرمالیجئے۔

۲۔اسی طرح دل کا شکر یہ ہے کہ خوب خوش رہے اور اپنے آپ کو خوش رکھنے کی کوشش کرے۔پچھلے غموں کو بھلانے کی کوشش کرے نئے خواب سجائے' نئی امیدیں باندھیں' جنت اور اس کی نعمتوں کو سوچے۔

روزانہ ہونے والے ساس بہو کے جھگڑوں اور دیورانی جیٹھانی کی ناچاقیوں شوہر کی نازیبا حرکتوں پر الجھنے کے بجائے خاموش رہے اپنے جگر کے ٹکڑے کی خوشی میں سب کے ساتھ ایسا بھلا معاملہ کرے کہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔اور اگر کسی کو تکلیف پہنچے تو معافی مانگ لے اور فوراً اس جھگڑے کو بھول جائے۔اگر خود جھگڑتی رہے گی اور بال کی کھال نکالتی رہے گی تو اس کا اثر بچے پر بھی پڑے گا اس لئے کہ ماں حمل کے دوران جس حالت وکیفیت میں رہتی ہے یہاں تک کہ جس جذبہ واحساس کے ساتھ رہتی ہے وہ اس بچے کی طبیعت پر گہرے اثرات اور نہ مٹنے والے احساسات چھوڑتا ہے۔

لہٰذا ہروقت مسلمان عورت کو شکر کرنا چاہئے خصوصاً زمانہ حمل میں اور اس شکر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کرنی چاہئے .... اور یہ سوچنا چاہئے کہ جب اللہ تعالیٰ ہمیں اتنی نعمتوں سے نوازتے ہیں تو ہمیں بھی ان کی خوب

عبادت کرنی چاہئے اور اتنی نعمتیں عطا کرنے والے کی نافرمانی کرنا (مثلاً بغیر شرعی پردے کے گھر سے باہر نکلنا' ٹی وی' وی سی آر دیکھنا' غیبت اور چغلی کرنا وغیرہ) عام حالات میں اور (خاص طور پر) حمل کے زمانے میں ہمیں کسی طور پر زیب نہیں دیتا ہے۔ اللہ پاک تو ہم پر اتنے احسان کریں اور ہم ان کی نافرمانی کریں۔

حمل کا پہلا مہینہ

اب آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ اب آپ ایک نہیں رہیں' اب آپ کے جسم میں ایک بچہ پرورش پا رہا ہے۔ آپ کی تھوڑی سی احتیاط سے یہ بچہ صحت مند خوب صورت' ہوشیار' سمجھدار' نیک' دیندار' بن سکتا ہے۔ اور تھوڑی سی غفلت ولاپرواہی سے کمزور' لاغر' بیمار اور بیوقوف بھی بن سکتا ہے۔

لہٰذا اب حاملہ ہونے کے ساتھ ہی آپ کی زندگی پہلے کی طرح نہیں ہونی چاہئے ہر لمحہ آپ کو احتیاط وفکر سے گزارنا ہوگا' جس میں آپ کو اپنی اور بچے کی سلامتی وعافیت کا خیال شامل حال رہے' لہٰذا اب ان باتوں کا آپ خاص خیال رکھیں۔

(۱) کھانا احتیاط کے ساتھ کھایئے' خوب چبا چبا کر ایک ایک لقمہ کھایئے' بہت زیادہ پیٹ بھر کر نہ کھائیں' ایسی غذائیں جن سے قبض ہونے کا احتمال ہو بالکل نہ کھائیں۔

(۲) کھانے میں تازی سبزیاں' جو صاف ستھری ہوں دھو کر استعمال کریں۔ جیسے سلاد' ککڑی' کھیرا' وغیرہ کا کثرت سے استعمال کریں۔

(۳) دودھ دہی کا کثرت سے استعمال رکھیں' جس قدر اپنی طبیعت کے موافق ہضم ہو سکتا ہو دودھ پیتی رہیں' دودھ ایسی مبارک غذا ہے کہ ہمارے پیارے نبی حضور اکرم ﷺ نے اور غذاؤں کے کھانے کے بعد یہ دعا مانگی ہے۔

اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْہُ.

اے اللہ اس کھانے سے بہتر عطا فرما

لیکن دودھ ایسی مبارک غذا ہے کہ اس سے بہتر کوئی اور غذا نہیں ہو سکتی اس کے پینے کے بعد فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهِ وَ زِدْنَا مِنْهُ .

ترجمہ: اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت عطا فرما اور ہمیں زیادہ عطا فرما۔

یعنی دودھ پیتے وقت یہ دعا نہیں مانگی گئی کہ اس سے بہتر غذا عطا فرما کیونکہ اس سے بہتر کوئی غذا نہیں ہے اس لئے اس میں برکت اور زیادتی کی دعا مانگی گئی ہے۔

لہٰذا حاملہ عورت دودھ کا کثرت سے استعمال رکھے اس لئے کہ اس میں انسانی جسم کو جتنے وٹامن پروٹین اور طاقت کی ضرورت ہے۔ وہ رب قادر مطلق نے اس میں رکھے ہیں۔

اگر خالص دودھ پینے میں کوئی عذر ہو تو اس کو مختلف شکلوں میں بدل کر پی لیں۔ لسی بنا کر، دہی بنا کر، کسٹرڈ بنا کر کھیر بنا کر وغیرہ اس کا استعمال کرے کہ یہ عورت کیلئے بھی اور بچے کیلئے بھی مفید ہے۔

(۴) چائے، کافی، پان، تیل یا گھی، مرچ، مرغن غذائیں ان جیسی چیزوں سے بچتی رہیں کیوں کہ یہ نظام انہضام (معدہ) کو خراب کرنے کے علاوہ اعصاب اور دماغ اور پیٹ کے بچے کیلئے بھی نقصان دہ ہے۔

(۵) بہت ہی اہتمام سے ہر قسم کی دوائیوں سے بچتی رہیں کوشش کریں کہ حمل کے دوران کوئی بھی دوا نہ لیں خصوصاً سر درد اور جسم درد وغیرہ کی، اگر بہت ہی مجبور ہو تو کسی ماہر طبیبہ یا ڈاکٹرنی سے مشورہ کر کے دوا استعمال کریں اور اپنی معالجہ ڈاکٹرنی کو بتا بھی دیں کہ میں امید سے ہوں۔

ایسا نہ ہو کہ وہ دوا دے اور جو حاملہ کیلئے نقصان دہ ہو، اسی طرح بعض دواؤں پر لکھا ہوتا ہے کہ یہ دوا حاملہ عورت استعمال نہیں کر سکتی۔ اس لئے اگر مجبوری میں کوئی دوا پینی ہو تو اچھی طرح چھان بین کر کے دوا پیئے۔

(۶) شروع کے تین مہینوں میں اور اخیر کے ماہ میں بلکہ ساتویں مہینے کے بعد ہی سے شوہر کے پاس (مخصوص تعلقات کیلئے) جانے میں احتیاط کرے اس سے بعض اوقات عورت اور بچے دونوں کی صحت پر برے اثرات پڑ سکتے ہیں۔

(۷) اسی طرح بہت دیر تک نہ جاگیں' کم از کم آٹھ گھنٹے تو اطمینان سے سونے کی کوشش کریں اس سے دماغی تھکاوٹ اور اعصاب کی کمزوری دور ہوگی۔

اور پورے جسم کو اور دماغ کو راحت ملے گی جس سے بچے پر بھی بہت ہی اچھا اثر پڑے گا اور بچہ جننے میں بھی سہولت ہوگی۔ واللہ اعلم

(۸) بہت زیادہ کام کرنے اور وزنی چیزوں کو اٹھانے سے بچنا چاہئے کہ بعض اوقات حمل کے ضائع ہونے کا سبب بن جاتا ہے اگر ظالمہ ساس اور نند' اور سخت دل جیٹھانی سخت بوجھ اٹھانے پر مجبور کریں' یا جان بوجھ کر مشکل و تکلیف دہ کام دیں تو ان سے بہت ہی لجاجت اور مہربانی سے درخواست کرتے ہوئے معذرت کریں کہ یہ میرے بس میں نہیں ہے مجھے معاف کر دیں اور میں پیسہ دے دوں گی مائی سے کر والیں۔

اگر پھر بھی ان سخت دل ساس اور نند کو رحم نہ آئے تو شوہر کو اپنی مجبوری بتا کر ان کی اجازت سے اپنی والدہ کے گھر آرام کیلئے چلی جائیں اور اگر آپ خود کسی کی نند یا جیٹھانی بنیں تو اپنی بھابھی پر ظلم نہ ہونے دیجئے اور بھابھی کے حاملہ ہوتے ہی ان کو بہت ہی زیادہ آرام وراحت پہنچایئے کہ اس میں صرف آپ بھابھی پر ہی رحم نہیں کر رہی ہیں بلکہ آپ ایک معصوم نونہال' انمول موتی' آپ کے گھر کا گلاب آپ کے بھائی کی آنکھوں کی ٹھنڈک دنیا کی زندگی کا نور آخرت کیلئے بننے والے صدقہ جاریہ پر رحم کر رہی ہیں۔ جتنی آپ کی بھابھی 'بہو' بہن حمل کے دوران خوش رہیں گی' سکون وراحت کے ساتھ رہیں گی' اتنا ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے حکم سے آنے والا مہمان تندرست وصحت مند' ہنس مکھ' چہرے کا مالک ہوگا' ذکی ہوشیار سمجھدار اور بہادر پیدا ہوگا۔

زمانہ حمل میں ماں کا خوش رہنا

یہ طے شدہ حقیقت ہے اور علم نفسیات کے مطالعے اور تجربے اور مشاہدے سے بھی اس کا ثبوت ملتا ہے کہ زمانہ حمل میں ماں پر جو کیفیات' طاری ہوتی ہیں اور ماں جس حال میں رہتی ہے' اسکے اثرات عورت کے دل سے ہو کر حمل کی حالت میں رہنے والے پیٹ کے بچے پر پڑتے ہیں۔ اسی طرح دودھ پیتا بچہ بھی ان اثرات سے محفوظ نہیں رہ سکتا۔

بلکہ موروثی اثرات کے بارے میں بعض ماہرین حکماء یہاں تک کہتے ہیں ماں اور باپ پر جو حالت یا کیفیت 'جنسی ملاپ یا ماں پر حمل کے دوران طاری ہوتی ہے' اسکا تمام تر اثر بچے کی عادت اور طبیعت پر پڑتا ہے۔ (ماخوذ از تحفۃ العروس' ص ۳۶۸) اس لئے اگر ماں باپ جنسی ملاپ کے وقت کسی نیک کام کا یا حمل کے دوران کسی نیک آدمی کی دینی خوبیوں کا تصور کریں تو ان شاء اللہ بچہ نیک ہو گا۔ (ماخوذ از اسلامی شادی ص ۳۴۴)

اس لئے ماں باپ کو چاہئے کہ پانچ وقت کی نماز کا خصوصاً فجر کی نماز کا اہتمام کریں' اس لئے کہ جس رات کو حمل ٹھہرتا ہے اور اس کی ہونے والی صبح میں فجر کی نماز دونوں نے پڑھی تو ان شاء اللہ آنے والی اولاد ماں باپ کی بھی فرماں بردار ہوگی اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بھی فرماں بردار ہوگی۔

اس لئے کہ جو ماں باپ فجر کی نماز قضا کر دیتے ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نافرمانی کرتے ہوں' اللہ کا منادی موذن ان کو نماز کیلئے بلائے اور وہ اس کی پکار پر لبیک نہ کہیں تو ڈر ہے کہ ان کی اولاد ان کی نافرمان ہوگی جس طرح یہ اپنے مالک کے نافرمان ہوتے ہیں اس لئے کوشش تو یہ کرنی چاہئے کہ جس رات میاں بیوی ملے ہوں اس رات دونوں تہجد پڑھ کر صالح اولاد کیلئے' دعا مانگیں جو ان کیلئے بھی آنکھوں کی ٹھنڈک بنیں اور امت مسلمہ کیلئے بھی فائدہ مند ہوں اور کم از کم یہ نہ ہو تو فجر کی نماز تو ضرور

پڑھیں شوہر جماعت کے ساتھ مسجد میں جاکر پڑھے عورت گھر میں نماز کا وقت ہوتے ہی پڑھے۔

ماں کو چاہئے اپنے آنے والے بچے یا دودھ پیتے بچے پر کامل توجہ صرف کرنے کیلئے پوری طرح فرصت اور خوشی سے رہیں اور اپنے جسم' عقل' اور اپنی عادات واطوار کو اس طرح قابو میں رکھیں تاکہ ابتداء ہی سے ان بچوں میں اعلیٰ اخلاق اور نیک کردار کا بیج بویا جاسکے۔

کہتے ہیں کسی حکیم ماں سے کسی نے پوچھا! یہ بچہ اتنا روتا کیوں ہے کسی حال میں چپ ہونے کا نام نہیں لیتا۔

سمجھدار ماں نے غم کے آنسو بہاتے ہوئے جواب دیا' یہ بچہ جب پیٹ میں تھا تو اس کے والد نے مجھے بہت ہی رلایا' اس کا اثر اس بچے پر بھی پڑا۔

اسی لئے عربوں کے ہاں زمانہ جاہلیت میں بھی جب ان کی عورتیں حاملہ ہوتیں تو ان کو بہت ہی زیادہ خوش وخرم بے خوف وخطر رکھا جاتا' تاکہ بچہ جری' بہادر' نڈر' سخی پیدا ہو اور دشمنوں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرسکے۔

اسی لئے پرانے زمانہ میں حکماء حاملہ عورت کے کمرہ میں بادشاہوں علماء اور حکماء اور نیک لوگوں کی تصویریں رکھا کرتے تھے کہ عورت پر ان کا تصور غالب ہو تو ایسے ہی بچے پیدا ہوں جو اپنے بزرگوں کی یاد تازہ کردیں۔ لیکن اسلام نے ان تصاویر (یعنی ساری جاندار تصویروں) کو ناجائز قرار دیا اب کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ اپنے گھر میں کسی جاندار کی تصویر رکھے۔

یہاں پر ایک بات کی وضاحت ضروری ہے کہ آج کل حمل ٹھہرنے کے بعد بعض جگہوں پر عورتیں اپنے کمرے میں فرنگی بچوں کی تصاویر' اولیاء اللہ کی طرف منسوب ان کی خیالی اور جھوٹی تصاویر یا اپنے شوہر کی تصویر لگا دیتی ہیں تاکہ ان پر بار بار نظر پڑے اور ان کے اثرات پیدا ہونے والے بچے میں منتقل ہوں' چنانچہ یہ طریقہ بالکل غلط ہے نامناسب ہے اور فوری طور پر قابل ترک ہے' یہ اللہ پاک کی زبردست

نافرمانی ہے اور کھلم کھلا بغاوت ہے۔اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس سے اللہ میاں ناراض ہو جاتے ہیں۔اور جس سے اللہ میاں ناراض ہو جائیں اس کی بنی بنائی دنیا بھی برباد ہو جاتی ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جائیں اس کی بگڑی ہوئی دنیا بھی بن جاتی ہے۔

یہ بات ذہن نشین رہے کہ جس گھر میں جاندار کی تصاویر ہوں (چاہے وہ کسی کی بھی ہوں) ان میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ہاں یہ ضرور ہے کہ دوران حمل ماں ذہنی طور پر نیک لوگوں کے دینی صفات کو سوچے اور حضرات صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہم کے واقعات ذہن میں رکھے اور انہی مقدس ہستیوں کی اتباع کی دوسروں کو دعوت بھی دیتی رہے اور دعا بھی کرتی رہے کہ اے اللہ! میری اولاد میں بھی ان حضرات جیسے دینی جذبات پیدا فرما اور میرے بیٹوں اور بیٹیوں سے بھی آپ دین کا کام لے لیں جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لیا اور اسکے لئے حمل کے دوران ہی رسالہ حکایت صحابہ اور کتاب حیاۃ الصحابہ ترجمہ مولانا احسان الحق صاحب کا مطالعہ کرتی رہے۔

اور اپنے آپ کو بہت زیادہ خوش رکھنے کی کوشش کرے کیسے بھی برے حالات ہوں مایوس نہ ہو بلکہ مختلف مثبت سوچوں کے ذریعہ اپنے غم کو غلط کرنے کی کوشش کرے۔

ہمت والی عورت اور سمجھ دار عورت ہر حال کے اندر خوش رہنے کے طریقے سیکھ لیتی ہے کانٹوں ہی سے پھول چن لیتی ہے اپنے آپ کو خوش رکھنے کیلئے کتاب ''جو تم مسکراؤ تو سب مسکرائیں'' ضرور مطالعہ کرنا چاہئے 'مختصراً کچھ تدبیریں ہم لکھ دیتے ہیں ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل کرنے سے بہت سے غم اور فکریں دور ہو جائیں گی۔

"غم غلط کرنے کی تدبیریں"

(۱) اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو سوچے ایک ایک نعمت کا ذکر کر کے خود کو یاد دلوائے کہ اللہ کا کتنا احسان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بغیر استحقاق کے مجھے یہ نعمتیں عطا فرمائیں۔
مثلاً کسی حکیم شخص کے پاس کسی نے اپنے فقیر ہونے کی شکایت کی اس حکیم نے اس سے پوچھا!

کوئی تم سے ایک آنکھ لے لے اور دس ہزار روپے دیدے کیا تمہیں یہ سودا منظور ہے اس نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا دونوں آنکھوں کے بدلے بیس ہزار لے لوگے۔ فقیر نے کہا نہیں پھر پوچھا ایک ہاتھ دس ہزار کے بدلے۔ فقیر نے کہا نہیں یعنی سمجھانے کیلئے اس طرح کہا ورنہ یہ مطلب نہیں کہ سچ مچ اعضاء کی قیمت لگانا اور اعضاء بیچنا یا ہبہ کرنا یا موت کے بعد ہبہ کر دینے کی وصیت کرنا جائز ہے بلکہ یہ سب حرام ہے۔ تو اس حکیم نے ایک ایک عضو کو گنوا کر اس کو سمجھایا کہ تو لاکھوں کا مالک ہے اس پر شکر کر' تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے موافق اور دیگا اور اگر ناشکری کر کے غم کھاتا رہے گا شکایتیں کرتا پھرے گا۔
تو وہ تکلیف بھی دور نہ ہوگی اور ناشکری کا عذاب سر پر رہے گا اس فقیر نے توبہ کی اور آئندہ اپنے آپ کو شکر کا عادی بنانے کا وعدہ کر کے اجازت لی اور چلا گیا۔

لہٰذا مسلمان عورت کو چاہئے ساس اور نند کی زیادتیوں' شوہر کی ناجائز سختیوں پر واویلا کرنے کے بجائے یا اکیلے اکیلے سوچنے کے بجائے اللہ رب العزت کی نعمتوں کو سوچیں کہ میری ساس میں تو الحمدللہ یہ خوبی ہے اس لحاظ سے تو الحمدللہ اچھی ہے۔
ان باتوں میں تو الحمدللہ مجھے کچھ نہیں کہتی' اور جو ناجائز ڈانٹ دیتی ہیں تو آخر ماں ہے بڑی عورت ہے کیا ہوا ہم برداشت کریں گے اس کا ہمیں اجر ملے گا اس

طرح خوبیوں کو گن گن کر شکر کرے۔تو ان شاء اللہ تعالیٰ تھوڑے ہی دنوں میں دل خوشیوں سے باغ باغ ہو جائے گا اور غم خود بخود ختم ہو جائیں گے۔

کہتے ہیں کسی بزرگ کے پیٹ میں شدید درد اٹھا لوگ عیادت کیلئے آئے۔

کسی نے پوچھا کیا حال ہے۔

فرمایا!

الحمدللہ سر ٹھیک ہے۔

الحمدللہ پاؤں ٹھیک ہے۔

الحمدللہ دل و دماغ ٹھیک ہے۔

الحمدللہ آنکھیں ٹھیک ہیں۔

صرف تھوڑا سا پیٹ میں درد ہے آپ لوگ دعا کریں ان شاء اللہ یہ بھی ٹھیک ہو جائے گا۔

یعنی جو ٹھیک ہیں ان کو اتنا یاد کیا جائے کہ بیمار عضو کو بھول ہی جائے اور ماہرین نفسیات کا کہنا ہے کہ یہ بہت ہی اچھا علاج ہے جس سے انسان اپنی ہر بیماری مصیبت کو ہلکا اور کم کر سکتا ہے۔کیونکہ احساس کا دخل بہت اہمیت کا حامل ہے' انسان خود کو جتنا اچھا خیال کرے گا اور جو نعمتیں میسر ہیں ان کو سوچے گا تو جو کچھ غم موجود ہے وہ بھی بہت ہلکا ہو جائے گا۔

لہٰذا آپ سے بھی کوئی حال پوچھے۔اور آپ پر کوئی غم و فکر طاری ہو یا کسی ناگوار واقعے کی یاد آجائے تو جو جو نعمتیں ہیں اسکو یاد کیجئے۔الحمدللہ خود صحیح سالم ہوں۔ الحمدللہ والدین صحیح سالم ہیں۔الحمدللہ پہلی بیٹی تندرست ہے۔

الحمدللہ! الحمدللہ! الحمدللہ اتنا کہئے کہ شکر کرتے کرتے آپ کی زبان چینی وشہد سے بھی زیادہ میٹھی ہو جائے۔

ایک مثال: بہت کام کی بات کسی نے بیان کی کہ میرے پاس جوتا نہیں تھا گھر سے باہر جوتا لینے نکلی تو ایک عورت کو دیکھا اس کے پاؤں ہی نہیں تھے تو بہت زیادہ

شکر کرتے ہوئے واپس لوٹی۔

الٰہی! آپ نے مجھے جوتے نہیں دیئے لیکن پاؤں تو دیئے ہیں تیرا بہت ہی احسان ہے۔

لہٰذا ان چیزوں کو خوب سوچیں۔ان شاء اللہ تعالیٰ دل چند دنوں میں خوشیوں سے باغ باغ ہو جائے گا اور نئے آنے والے بچے کی زندگی میں چار چاند لگ جائیں گے۔

یادرکھئے! دنیا خوشیوں کی جگہ نہیں اس میں ہر ایک غمگین ہے یہ اصل تو غم کی جگہ ہے یہاں اگر کوئی خوشی حاصل ہو جائے تو یہ سوچنا چاہئے الٰہی تیرا شکر ہے غم نہیں آیا۔ اور اس کے بدلے خوشی آئی۔ لہٰذا دنیا میں تو غم پریشانیاں آئیں گی ہی اب سمجھ دار عورت وہ ہے جو ان غموں وپریشانیوں میں اپنے آپ کو اپنے شوہر کو بچوں کو خوش رکھنے کا گر سیکھ لے خود بھی مسکرائے اور پورے گھر کو مسکرانے والا بنا دے۔ اصل خوشیاں حاصل کرنے کی جگہ راحت وسکون کا ٹھکانہ نعمتوں اور آسائشوں کی جگہ جنت ہے وہاں جاکر ان شاء اللہ تعالیٰ سب نعمتیں میسر آئیں گی۔یہاں تو چلتے ہوئے مسافر کی طرح گذارا کرنا ہے۔

اگر پلیٹ فارم یا ایئر پورٹ پر اچھی چائے نہ ملے تو شکایت نہیں کی جاتی' اس طرح دنیا کی نعمتوں میں کمی کی کسی سمجھدار مسلمان ماں کو شکایت نہیں کرنی چاہئے۔

اپنی آنکھوں کے مبارک آنسو ساس ونند کے ظلم پر نہیں بہانے چاہئیں۔شوہر کی ناجائز سختیوں پر یہ آنسو نہیں ضائع کرنے چاہئیں مبارک آنسو تہجد میں اٹھ کر اپنے آقا ومالک کے سامنے بہانے چاہئیں۔ اپنے گناہوں پر روتے ہوئے اپنی مسلمان بہنوں عالم بھر کے مسلمان مرد وعورتوں کیلئے دعائیں مانگنی چاہئیں دنیا میں جتنے کافر ہیں ان کی ہدایت کیلئے دعا مانگنی چاہئے۔اللہ تعالیٰ سب مسلمان بہنوں کو خصوصاً ہر نئی ماں بننے والی کو ان صفات کے اپنانے اور دوسری مسلمان بہنوں کو ان پر لانے کی توفیق عطا فرمائے آمین یارب العالمین!

جنت کو سوچیں

دنیا کے ہر غم ہر پریشانی کو دور کرنے کیلئے ایک آسان اور بہت ہی مجرب اور بہت ہی جلد پریشانیوں کو دور کرنے والا مبارک نسخہ یہ ہے۔

کہ ہر غم و پریشانی میں یہ سوچئے کہ جب میں اللہ تعالیٰ سے ملوں گی تو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے جنت میں یہ............. یہ............. رکھا ہے۔

اکیلے بیٹھ کر جنت کی زمین کو سوچئے...........

جنت کے باغات اور اس کی نہر کو سوچئے...........

من چاہی زندگی کا تصور کریں کہ جو چاہوں گی وہاں مل جائے گا کبھی بیٹھے بیٹھے اللہ تعالیٰ کی زیارت کو سوچئے کہ آج میں اپنی نگاہوں کو ٹی وی جیسے ناجائز ذرائع پر پڑنے سے بچاؤں گی تو یہ نگاہیں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی زیارت کے قابل ہو جائیں گی آج میں اپنے کانوں کو گانے بجانے کی آوازوں سے بچاؤں گی تو کل جنت میں اللہ پاک کی زبانی اللہ پاک کا کلام سننے کو ملے گا۔کتنا مزا آئے گا۔

اکیلے بیٹھ کر اتنا تصور کرلیں کہ گویا آپ جنت میں پہنچ گئی ہوں اور اس کے لئے کتاب ''محافل جنت'' (مترجم مولانا محمد فاروق حسن زئی صاحبؒ) اور سورۂ رحمٰن ' سورہ واقعہ کی تفسیر معارف القرآن (مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ) سے مطالعہ کریں۔

اور ایک ایک نعمت کو سوچئے (ان شاء اللہ) چند دنوں میں دنیا ہی میں جنت کا مزا آنے لگے گا اور ہر پریشانی مصیبت ' بیماری بہت ہی ہلکی محسوس ہوگی۔

بلکہ ہر بیماری ہر مصیبت میں جب یہ سوچ سامنے ہو کہ اس پر ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ اس صبر سے خوش ہوں گے اور میری دعائیں زیادہ سے زیادہ قبول ہوں گی۔ تو میں اپنے لئے اور ساری دنیا کی مسلمان بہنوں کیلئے دعا مانگوں گی یہ سوچ (ان شاء اللہ) ہر کانٹے دار میدان کو باغ اور ہر آگ کو گلزار خلیل بنا دے گی۔

لہٰذا ہر مسلمان بہن کو کتاب ''محافل جنت'' اپنے پاس رکھنی چاہئے اور حمل کے زمانہ میں خصوصاً اس کا مطالعہ کرکے اس کو سوچتی رہیں اور اس جنت کو حاصل کرنے کیلئے خود بھی کوشش کریں اور اپنی مسلمان بہنوں اور بھائیوں کو جنت میں اپنے ساتھ لیجانے کی بھی فکر کریں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے خوب دعا بھی کریں اسی طرح دنیا میں جتنی بھی کافرات (کافرہ عورتیں) ہیں ان کے لئے بھی دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کو بھی ایمان کی توفیق عطا فرمائیں تاکہ وہ بھی جنت میں جانے والی بن جائیں (آمین یارب العالمین)۔

مسکراہٹ اپنایئے

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ بھی ہے کہ بندے یا بندی کو مسکراتا ہوا چہرہ عطا فرما دیں، اپنے غموں کو دور کرنے اور خود کو اور بچوں اور شوہر کو خوش رکھنے کا آسان نسخہ یہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ مسکراتے ہوئے پیش آیئے کہتے ہیں مسکراہٹ محبت کا دروازہ کھول دیتی ہے۔روح کا رشتہ ذہن سے، ذہن کا دماغ سے، اور دماغ کا دل سے ہوتا ہے۔عورت وہی خوبصورت ہوتی ہے چاہے ظاہری ہو یا باطنی، جو شوہر اور بچوں کے دل میں خوشیاں بکھیرنے اور دل لگی کا باعث ہو۔

آپ خود اس کو آزمالیجئے آپ کسی شرعی محرم کے ایک ہنستے ہوئے چہرے کو دیکھیں تو خود بخود آپ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر جائے گی، اس ہنستے ہوئے چہرے کو دیکھ کر اس کی شگفتہ باتیں سن کر آپ کے دل میں خوشی اور مسرت کا احساس جاگزین ہوگا، آپ اسکے قریب رہنا پسند کریں گی اس کے برعکس ایک ایسا چہرہ جس پر معمولی سی بھی مسکراہٹ کا دور دور تک نشان نہ ہو بات کرنے کا ایسا انداز جو اس کے چہرے پر آڑی ترچھی لکیریں چھوڑ جائے، ماتھے پر شکنیں ہوں، ناک سکڑی ہوئی بات کرتے ہوئے ہونٹ عجیب انداز سے کھلیں، بچے نے کوئی غلطی کر دی تو اس کو ایسا ڈانٹا کہ ڈانٹ سے پڑوسی اٹھ جائیں تو آپ کو بہت ہی ناگوار قسم کا احساس ہوگا اور جلد ہی

آپ اس سے اکتا جائیں گی اور اس سے دور رہنے کی ترکیب کریں گی۔

ایک فرانسیسی ادیب نے لکھا ہے۔

دل سب سے زیادہ اس وقت خوش ہوتا ہے جب کوئی ہنستا مسکراتا شخص تمہارے قریب بیٹھا ہو' آج سے چند سو سال پہلے کی ایک کتاب کے ذریعے یہ مقولہ ہم تک پہنچا ہے کہ دل کی شادمانی اور خوشی عمدہ دوا کی طرح نفع پہنچاتی ہے۔

ڈاکٹر بیوف لینڈ کہتے ہیں ہنسا مسکرانا ایک بہت ہی صحت افزا ورزش ہے اور غذا کو ہضم کرنے میں مدد دینے والی چیز ہے۔ اگر آپ عقلمند ہیں تو خوب مسکرایا کریں۔ آپ کی گود میں اللہ نے کوئی نونہال دیا ہے' کوئی معصوم کھلونا کوئی چہچہاتی ہوئی مینا' کوئی بولتا ہوا طوطا دیا ہے تو اس کے سامنے بھی مسکراتے ہوئے آیئے' اس کی غلطیوں وکوتاہیوں پر مسکراتے ہوئے پیار سے سمجھایئے گھر میں آنے والی مہمان عورت کا مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ استقبال کیجئے ساس نند سے مسکراتے ہوئے باتیں کیجئے' شوہر کے سامنے مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ آیئے ہونٹوں کی مسکراہٹ کے ساتھ آنکھوں کی بھی مسکراہٹ پیش کیجئے ان شاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں آپ کا گھر خوشیوں کا گہوارہ' چین وسکون کا ٹھکانہ' ڈھیروں بھری رحمتوں برکتوں کا کاشانہ بن جائے گا جس گھر سے نیک اولاد امت مسلمہ کیلئے قائد' دین کی خادم بن کر قوم وملت کے سامنے آئے گی اور یہ اولاد نہ صرف اپنے ماں باپ کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنے گی بلکہ پوری امت مسلمہ کیلئے یہ آنکھوں کا تارا دلوں کا سکون بنے گی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ہر گھر کو ایسا مبارک گھر بنائے آمین!

غم اور پریشانیاں دور کرنے کی دعا

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ. اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ عَنِّیَ الْهَمَّ وَالْحُزْنَ. (الطبرانی فی الاوسط و بزار)

ترجمہ: اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں

ہے وہی بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے ۔اے اللہ! تو مجھ سے رنج وغم کو دور کر دے ۔

حضور اکرم ﷺ جب نماز سے فارغ ہوتے تو اس دعا کو پڑھتے ۔ لہٰذا ہر مسلمان عورت کو چاہئے کہ اس دعا کو ہر فرض نماز کے بعد خوب مانگتی رہیں اس کے علاوہ چلتے پھرتے بھی یہ دعا پڑھتی رہیں ۔مزید غم وغصہ دور کرنے کی دعائیں اور اس کا علاج ہمارے ہاں سے شائع شدہ کتاب ''مستند مجموعہ وظائف'' تصدیق شدہ حضرت مفتی نظام الدین صاحب کتاب اپنے مطالعہ میں رکھیں ۔

حمل کے دوران غیبت و جھوٹ سے بچنے کا اہتمام

تمام مسلمان عورتوں کو چاہئے کہ ہر حال میں ان دو بیماریوں سے ایسے ہی بچے جیسے شیرو سانپ سے بچا جاتا ہے کہ غیبت وجھوٹ ایسا زہریلا زہر ہے جو دوسرے نیک اعمال کو بھی خراب کر دیتا ہے اس کا گندہ زہر انسان اور اسکے نیک اعمال کے درمیان حائل ہو جاتا ہے ۔اسی طرح جس کی غیبت کی ہے ساری نیکیاں اس کو مل جاتی ہیں اور جھوٹ تو وہ گناہ ہے جو دوسرے کئی گناہوں کی بنیاد ہے جھوٹ کے بارے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ''جھوٹ بولنے والا کبھی مومن نہیں ہوسکتا'' یعنی ایمان والے سے بعید ہی نہیں کہ وہ جھوٹ بولے ۔ لہٰذا آپ اپنی آنے والی اولاد کو نیک بنانا چاہتی ہیں تو آپ کو ہر قسم کے گناہ سے بچنا ہو گا ۔ خصوصاً کوئی نماز نہ چھوڑیں' پانچ وقت کی نماز وقت داخل ہوتے ہی پڑھنے کا اہتمام رکھیں ۔اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم اذان کی آواز سنتے ہی سب کام چھوڑ کر دھیان سے آہستہ آہستہ' ہر آیت پر وقفہ کرتے ہوئے نماز پڑھیں 'اور کوشش کرکے لمبی لمبی نمازیں پڑھیں ۔

اور ہو سکے تو اشراق' تہجد' چاشت 'کی نمازوں کا اہتمام کریں ۔ ان نمازوں سے دل میں نور آجائے گا برائیوں 'گناہوں' غیبت ' جھوٹ ' بے پردگی وغیرہ سے بچنے کی ہمت ہوگی اور نیکیوں پر عمل کرنا آسان ہو گا۔

اور آنے والے بچے پر بھی نیکیوں کا اثر ہو گا' جو عورت پانچ وقت کی نماز اہتمام سے پڑھے گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی اولاد بھی نمازی ہوگی اور جو عورت خصوصاً حمل کے دوران تہجد' اوابین وغیرہ کا اہتمام کرے گی تو اس کی اولاد بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ان نوافل کا اہتمام کرے گی۔ اسی طرح جو عورت غیبت سے بچنے کا اہتمام کرے گی' اس کی اولاد پر بھی اس کا اثر پڑے گا۔ اور وہ غیبت سے بچے گی۔ غیبت اور گناہ کا ایک اثر یہ ہے کہ پھر نیکیوں میں دل نہیں لگتا' نیکیوں کی طرف دل مائل نہیں ہوتا۔ فجر وعشا کی نماز بہت ہی زیادہ بوجھ معلوم ہوتی ہے پردہ کرنا بہت ہی مشکل معلوم ہوتا ہے۔

غیبت کرنے والی دو عورتوں کا حال

نبی کریم ﷺ کے زمانے میں دو عورتوں نے روزہ رکھا روزہ میں اس شدت سے بھوک لگی کہ ناقابل برداشت ہوگئی مرنے کے قریب پہنچ گئیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے نبی کریم ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے ان کے پاس ایک پیالہ بھیجا اور ان دونوں کو اس میں قے کرنے کا حکم دیا۔

دونوں نے قے کی تو اس میں گوشت کے ٹکڑے اور تازہ پیا ہوا خون نکلا۔
لوگوں کو حیرت ہوئی تو حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔
انہوں نے حق تعالیٰ شانہ کی حلال روزی سے تو روزہ رکھا اور حرام چیزوں کو کھایا کہ دونوں عورتیں لوگوں کی غیبت کرتی رہیں۔ (ماخوز از فضائل اعمال ص ۶۶۲)

غور کیجئے! غیبت کی وجہ سے روزہ پورا کرنا اتنا مشکل ہوگیا اتنی سخت بھوک لگی کہ مرنے کے قریب ہوگئیں۔ یہ تو حضور اکرم ﷺ کا زمانہ تھا' اللہ تعالیٰ نے ہمیں اور قیامت تک آنے والے لوگوں کو بتلا دیا کہ غیبت اور گناہوں کا یہ اثر ہوتا ہے کہ نیک کام مشکل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے بہت سی عورتیں اپنے بچوں کیلئے تعویذ لیتی ہیں کہ

بچہ کہنا مانتا ہی نہیں، نماز کیلئے نہیں جاتا مدرسہ میں نہیں پڑھتا، تنگ بہت کرتا ہے ایسی عورتوں کو رو رو کر اپنے گناہوں سے توبہ کرنی چاہئے اور نئی ماؤں کو چاہئے کہ وہ حمل کے دوران ہر ایسے گناہ سے بچیں جس کا اثر بچے پر پڑے اور پھر اس بچے کیلئے آپ کو خدا نہ کرے کہ پریشانیاں اٹھانی پڑیں۔ دوسری بات اس حدیث سے پتہ چلی کہ جس عورت کی غیبت کی گئی۔ مثلاً ساس کی، دیورانی یا جیٹھانی کی تو حقیقۃً گویا اس کا گوشت کھایا ہو۔

قرآن کریم میں خود اللہ تعالیٰ نے غیبت کرنے کو اپنے بھائی کے مردار گوشت کھانے سے تعبیر فرمایا ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ایک مرتبہ چند لوگوں کو دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ دانتوں میں خلال کرو۔

انہوں نے عرض کیا ہم نے تو آج گوشت چکھا بھی نہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا

فلاں شخص کا گوشت تمہارے دانتوں کو لگ رہا ہے معلوم ہوا کہ ان کی غیبت کی تھی اللہ تعالیٰ اپنی حفاظت میں رکھے کہ ہم لوگ اس سے بہت ہی غافل ہیں۔ (ماخوز از فضائل اعمال ص ۶۶۲)

جب بھی کوئی عورت غیبت کرنے لگے یا خود کا دل چاہے تو ایک منٹ کیلئے یہ سوچ لے کہ

(۱) میرا بھائی یا بہن جس کا انتقال ہو چکا ہو اگر میں اس کا کفن پھاڑ کر اسکا گوشت کھاؤں تو یہ کتنا برا ہے اسی طرح کسی کی غیبت کرنا بھی اتنا ہی برا ہے تو ایسا برا کام کرنے کا کیا فائدہ؟

(۲) جس کی غیبت کروں گی، میرے نیک اعمال اس کے پاس چلے جائیں گے تو اگر مجھے اس سے ایسی ہی محبت ہے چلو تلاوت کر کے اور نوافل پڑھ کر اس کو ثواب

پہنچاتی ہوں۔ تاکہ مجھے بھی کچھ فائدہ حاصل ہو ورنہ کم ازکم میرے اعمال تو برباد نہ ہوں۔

(۳) غیبت سے یہ فائدہ تو ہوگا نہیں کہ ساس جیٹھانی کا ظلم کم ہو جائے گا بلکہ اللہ تعالیٰ سے تعلق ضرور کم ہو جائے گا تو ایک سزا کے بجائے دو سزائیں بھگتنی پڑیں گی۔

غیبت سے بچنے کی ایک آسان ترکیب یہ ہے کہ کسی بھی شخص کا کسی قسم کا تذکرہ نہ کیا جائے نہ اچھا نہ برا اس لئے کہ اگر اچھائی بیان کی جائے تب بھی برائی کی کوئی بات شیطان زبان سے نکلوا ہی دیتا ہے اور انسان غیبت کے گناہ سے آلودہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے کسی قسم کا کوئی تذکرہ نہ کیا جائے کیا اور باتیں کم ہیں مثلاً اپنے گھر کے کام کاج کی بات کر دی کوئی گھر میں کام آنے والا ہنر سیکھا' سکھایا دین کی بات خود پڑھی سنی اور دوسروں کو بتائی اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ اللہ کے ہاں اجر بھی ملے گا اور غیبت کے گناہ سے بھی حفاظت رہے گی اور اگر کوئی اور غیبت کرے تو ہوشیاری سے دوسرا موضوع چھیڑ دیجئے کہ بات بدل جائے۔

اگر کوئی عورت غیبت کر رہی ہے تو

(۱) کوشش کرکے وہاں سے فوراً اٹھ جائیں (۲) یا کسی بہانہ سے بات کو بدلنے کی کوشش کریں اور بات کا رخ کہیں اور لے جائیں' مثلاً

آج کل اللہ کے حکم سے گرمی بہت پڑ رہی ہے فلانی عورت بیمار تھی اللہ کے فضل سے اب ٹھیک ہوگئی۔ وغیرہ وغیرہ۔

اکثر ماسی (گھر پر کام کرنے والی نوکرانیاں) یہ غیبتیں کرواتی ہیں اگر ماسی یا کوئی رشتہ دار عورت بات کرے تو فوراً اسکے منہ پر ہاتھ رکھ دیں۔

مثلاً اگر وہ یوں کہے

بھابھی! آپ کو پتہ ہے شکیلہ بھابھی آپ کے متعلق کیا کہہ رہی ہیں فوراً اسی وقت ڈانٹ دیں کہ بالکل خاموش ہو جا مجھے یہ باتیں بتائے گی اور پھر شکیلہ بھابھی کو

بتاؤ گی کہ زینب یہ کہہ رہی تھی۔

اور شکیلہ اس لئے کہہ رہی تھی کہ تم زینب کو جاکر بتانا اچھا صبر کرو میں شکیلہ بھابھی کو ابھی فون کرتی ہوں کہ ماسی .... یا فلانی .... آپ کی طرف سے کچھ سچ یا جھوٹ نقل کرنا چاہتی تھی میں نے اس کو روک دیا۔ آئندہ آپ اس سے بچ کے رہنا اسی طرح آپ نے کہہ دیا تو آئندہ ماسی کبھی بھی آپ کے سامنے کسی کی غیبت نہیں کرے گی۔ اور آپ کی بھی کسی کے سامنے کبھی بھی غیبت نہیں کرے گی۔

لہٰذا ہر مسلمان عورت کو چاہئے کہ غیبت سے بچے۔ خصوصاً زمانہ حمل میں اور بچہ کو دودھ پلاتے وقت تجربہ اس پر شاہد ہے کہ جو عورت حمل کے دوران اور دودھ پلانے کے زمانے میں جتنی نیک ہوگی اس کی اولاد بھی ایسی ہی نیک۔ نیکیوں کی طرف لپکنے والی گناہوں سے بچنے والی اور دنیا میں دین کے پیغام کو بلند کرنے والی ہوگی۔

حمل کے دوران نیکیاں زیادہ کریں

حکماء نے لکھاہے کہ ماں دوران حمل جو اعمال وافعال کرتی ہے اس کے اثرات پیدا ہونے والے بچے پر بہت زیادہ مرتب ہوتے ہیں حتیٰ کہ معمولی سے معمولی افعال کے اثرات بھی بچے پر پڑتے ہیں۔ لہٰذا ماں کو چاہئے کہ حمل کے دوران خوب نیکیاں کرے اور فرائض وواجبات کے علاوہ سنن ومستحبات کا بھی زیادہ اہتمام کرے اسی طرح اللہ پاک کا کوئی حکم نہ توڑے اور کوئی چھوٹی سے چھوٹی نافرمانی نہ کرے اور حضور اکرم ﷺ کی کوئی بھی سنت نہ چھوڑے خلاف سنت کوئی عمل نہ کرے کیوں کہ اس کے اثرات پیدا ہونے والے بچے بلکہ شیر خوار بچے پر بھی پڑتے ہیں لہٰذا ماں اگر اللہ پاک کے سارے احکام اور رسول اللہ ﷺ کی ساری مبارک سنتوں پر چلنے والی ہوگی تو لازماً بچہ بھی آئندہ زندگی میں اللہ پاک کو راضی کرنے والے اعمال کرے گا اور ظاہر ہے کہ اللہ پاک کے راضی ہونے سے اس کی دنیا کی زندگی اور آخرت کی

زندگی سنور جائے گی اسی طرح خدانخواستہ ماں اگر اللہ پاک کے احکامات کو توڑے گی اور حضرت محمد ﷺ کی مبارک سنتوں کو چھوڑے گی تو بچہ بھی (اللہ نہ کرے) اپنے برے اعمال سے اللہ پاک اور ان کے رسول ﷺ کو ناراض کرنے والا ہوگا اور اس کی وجہ سے دنیا و آخرت کی زندگی میں ہمیشہ پریشان رہے گا اور اس کی ذمہ داری ماں پر ہوگی۔

حاملہ عورت کیا نیت کرے

حاملہ عورت کو چاہئے کہ حمل ٹھہرتے ہی یہ نیت کرے

(۱) اے اللہ میں اس بچے / بچی کو دین کا خادم بناؤں گی اس کی ایسی تربیت کروں گی کہ یہ عمر بھر آپ کے دین پر خود بھی عمل کرے اور دنیا بھر میں دین اسلام پھیلائے' ہزاروں کافروں کو اسلام میں داخل کرنے کا ذریعہ بنے اور مسلمانوں میں ایمان کی تازہ روح پھونکے اس لئے میں اس کی تربیت ایسے انداز سے کروں گی کہ وہ دین کا سچا خادم بن سکے۔

(۲) میں اس کو کلام الٰہی کے حفظ پر لگاؤں گی تاکہ یہ حفظ کرے اور دنیا اور آخرت کی نعمتوں سے مالا مال ہو جائے۔

(۳) علم دین کی طلب میں مصروف رکھوں گی تاکہ قرآن کریم کو سمجھ کر پڑھے اور اس کے معنی کو اچھی طرح ذہن میں جمائے۔

اور حضور اکرم ﷺ کی احادیث یاد کر سکے اور اسکو صحیح طور پر سمجھ سکے اور آگے پھیلا سکے۔

(۴) اسکو بہت ہی محنت سے اچھی طرح عربی سکھاؤں گی تاکہ یہ میرا بچہ میرے جگر کا ٹکڑا قرآن مجید کی زبان حدیث کی زبان حضور اکرم ﷺ کی زبان جنت والوں کی زبان سیکھ لے اور اس زبان کے ذریعہ اس میں اچھی صفات پیدا ہوں اور لاکھوں انسانوں میں یہ اچھی صفات کو پھیلانے والا بن جائے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے کہ جو شخص اپنے بیٹے کو ناظرہ قرآن شریف سکھلا دے اس کے سب اگلے اور پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو شخص حفظ کرائے اس کو قیامت میں چودھویں رات کے چاند کے مشابہ اٹھایا جائے گا۔اور اس کے بیٹے سے کہا جائے گا کہ

پڑھتا جا اور جنت کے درجوں پر چڑھتا جا' جب بیٹا ایک آیت پڑھے گا تو باپ کا ایک درجہ بلند ہو جائے گا حتیٰ کہ اسی طرح تمام قرآن کریم پورا ہو جائے گا۔(ماخوذ از فضائل اعمال ص ۲۲۷)

ماں جیسی نیت کرتی ہے ہونے والے بچے پر اس کا اثر ویسا ہی پڑتا ہے لہٰذا ماں کو چاہئے کہ کوئی ایسی نیت نہ کرے کہ نہ دنیا میں فائدہ نہ آخرت میں اگر شیطان کبھی ایسی بات دل میں ڈالے کوئی "اعوذ باللہ" پڑھے اور اللہ پاک کی بارگاہ میں گڑگڑا کر دعا مانگے کہ یا اللہ ہماری اور ہمارے ہونے والے بچے کی شیطان سے خوب حفاظت فرما۔

اسی طرح دوسری حدیث میں ہے۔

جو شخص قرآن شریف پڑھے اور اس پر عمل کرے اسکو ایک تاج پہنایا جائے گا' جو نور سے بنا ہوا ہو گا اور اس کے والدین کو ایسے دو جوڑے پہنائے جائیں گے کہ تمام دنیا اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی وہ عرض کریگا کہ یا اللہ! یہ جوڑے کس صلہ میں ہیں تو ارشاد ہو گا۔کہ تمہارے بچے کے قرآن شریف پڑھنے کے صلہ میں یہ سب نعمتیں ہیں۔(ماخوذ از فضائل اعمال ص ۲۲۷)

حمل کا نواں مہینہ

حمل کے نویں مہینہ میں خصوصاً اور پوری مدت حمل میں ان ہدایات پر اہتمام سے عمل کرنا آپ کے اور آنے والے بچے دونوں کیلئے سلامتی وعافیت کا سبب ہو گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔

(۱) بہت چست لباس پہننے سے بچنا چاہئے کہ اس سے خون کے دورانیہ میں کمی آنے کی وجہ سے بہت جلدی تھکاوٹ محسوس ہوگی۔ اور جی گھبرانے کا سبب بھی ہو گا۔ لہٰذا ڈھیلا ڈھالا لباس پہننے کی کوشش کریں۔

(۲) بڑی ایڑیوں والے جوتے سینڈل پہننے سے بھی احتراز کرنا چاہئے کہ اس سے ریڑھ کی ہڈی پر اثر ہوتا ہے اور کمر میں درد ہونے اور جوڑوں اور پٹھوں میں درد کا سبب ہوسکتا ہے۔

(۳) شروع کے مہینوں میں تو ہر مہینہ اپنی معالجہ لیڈی ڈاکٹر کو اپنے حالات سے آگاہ رکھئے۔ اور ساتویں آٹھویں مہینہ میں ہر دو ہفتہ بعد لیڈی ڈاکٹر کے پاس جایئے اور نویں مہینہ ہر ہفتہ اس کو اپنے حالات کی اطلاع دیتی رہئے۔

(۴) اپنا خون اور پیشاب حمل کے دوران لیڈی ڈاکٹر کی ہدایت کے موافق چیک کرواتی رہے' تاکہ کسی بیماری کا وقت پر آسانی سے تشخیص ہو سکے اور جلد ہی بیماری کو دور کرنے کا علاج ہو جائے۔

حمل کے دوران اللہ کی قدرت وحدانیت کو یاد کیجئے

مسلمان ماں کو چاہئے کہ ہر مرحلہ میں' ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت وعظمت کو یاد کرے' اور اس سے سبق حاصل کرے' اور دل سے دعا کرتی رہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمان بھائی بہنوں میں اور خصوصاً میرے دل کے اندر اور میری اولاد کے

دلوں میں اپنی عظمت اور قدرت کو بٹھا دے' ساری مخلوق کے چھوٹا ہونے اور واحد اللہ جل جلالہ کے سب سے بڑا ہونے کا یقین ہمارے دلوں میں بیٹھ جائے' لہٰذا خصوصاً حمل کے دوران ماں کو چاہئے یہ ننھی منی سی مخلوق جو تیار ہو رہی ہے' یہ ایک چھوٹا سا عالم بن رہا ہے اس بے نظیر حسین ترین مخلوق کو جس میں سینکڑوں نازک مشینیں اور بال کی برابر رگیں خون اور روح پہنچانے کیلئے لگائی گئی ہیں۔

اور اللہ رب العالمین کی قدرت دیکھئے کہ یہ عام سائنس دانوں کی طرح کسی کھلی جگہ روشنی کی مدد سے نہیں بلکہ تین اندھیروں میں ایسی جگہ پیدا کی گئی ہے جہاں کسی کی نظر تو کیا فکر کی بھی رسائی نہیں۔

تین اندھیروں کے اندر اللہ تعالیٰ انسان کو پیدا کرتا ہے ایک تاریکی پیٹ کی' دوسری رحم کی تیسری اس جھلی کی جس میں بچہ لپٹا ہوا ہوتا ہے۔

اب ماں یہ سوچے اتنے بڑے اللہ تعالیٰ کی میں فرماں برداری کروں گی اس کے منادی موذن جب حی علی الصلاۃ کی آواز دے گا تو میں فوراً لبیک کہہ کر نماز کی تیاری شروع کر دوں گی۔

اور سر کے بالوں سے لیکر پاؤں کے ناخن تک اپنا جسم کسی نامحرم کے سامنے کسی حال میں بھی نہیں کھولوں گی اگر مجبوری کی صورت میں باہر جانا ہوا تو پورا پردہ کر کے شرعی برقعہ پہن کر جاؤں گی۔

اسی طرح مسلمان ماں کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کو سوچے۔

کوئی شخص بچے کو ماں کے رحم میں بنتے ہوئے دیکھے تو یہ تصور نہیں کر سکتا کہ اس اندھیری کوٹھری میں ایک انسان تیار ہو رہا ہے۔ یہ مستقبل کا بادشاہ۔ صدر یا وزیراعظم۔ یا جسٹس ہو گا۔ عالم اور مفتی' داعی ہو گا' عقل و دانائی۔ صنعت و سیاست کے معرکے سر کرے گا۔ رحم مادر میں ایک ہڈیوں اور گوشت پوست سے بنا ہوا لوتھڑا جس میں وضع حمل کے آغاز تک زندگانی کی ابتدائی خصوصیات کے سوا کچھ بھی نہیں ہوتا۔ نہ سماعت۔ نہ بصارت۔ نہ گویائی۔ نہ کوئی اور خوبی۔ مگر جب باہر نکل آتا ہے۔

توکوئی اور ہی چیز بن جاتا ہے۔

جوں جوں وہ بڑا ہوتا ہے تڑاق پڑاق بحث مباحثہ کرتا ہے اور ہم چوں ما دیگرے نیست کے مصداق کسی کو اپنے جیسا نہیں سمجھتا۔ پھر جب بڑھاپا آتا ہے تو یہ تصور نہیں کر سکتا کہ ساٹھ ستر سال پہلے وہ محض پانی کی ایک بوند تھی جو رحم مادر میں ٹپکائی گئی تھی۔

حاملہ کیلئے بہشتی زیور سے چند ہدایات

(۱) حمل میں قبض نہ ہونے پائے جب پیٹ میں ذرا بھی گرانی محسوس ہو تو ایک دو وقت صرف شوربا زیادہ چکنائی دار پی لیں۔ اگر اس سے قبض نہ جائے تو دو تین دن منقی کھالیں۔ اگر اس سے بھی فائدہ نہ ہو تو اپنی معالجہ ڈاکٹر سے پوچھ لیں۔

(۲) حاملہ کو یہ غذائیں نقصان کرتی ہیں۔ لوبیا' چنا' تل' گاجر' مولی' چقندر' زیادہ مرچ زیادہ کھٹائی' تربوز' خربوزہ' زیادہ ماش کی دال کبھی کبھی استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۳) اور یہ غذائیں نقصان نہیں کرتیں۔ انگور' امرود' ناشپاتی' سیب' انار' آم' بٹیر' تیتر' اور چھوٹے حلال پرندوں کا گوشت۔

(۴) چلنے میں بہت زور سے پاؤں نہ پڑے۔ اونچی جگہ سے نیچے جلدی جلدی پاؤں پٹخ کر نہ اتریں۔ پیٹ کو زیادہ حرکت سے بچائیں۔ کوئی سخت محنت نہ کریں۔ بوجھ نہ اٹھائیں بہت غصہ نہ کریں۔ زیادہ غم نہ کریں۔ خوشبو کم سونگھیں۔

(۵) چلنے پھرنے کی عادت رکھیں کیونکہ ہر وقت بیٹھے رہنے سے بادی اور سستی بڑھتی ہے۔

(۶) ارادہ کرکے قے نہ کریں' اگر خود آئے تو روکنا نہ چاہئے' جن چیزوں سے نزلہ اور کھانسی پیدا ہو ان سے بچیں' پیٹ کو ٹھنڈی ہوا سے بچائیں۔

(۷) جب اندر سے دل دھڑکے تو دو چار گھونٹ گرم پانی یا گرم گلاب کا

عرق پی لیا کریں اور ذرا چلا پھرا کریں۔

(۸) اگر حمل میں پیروں میں ورم آجائے تو گھبرائے نہیں یہ اکثر عورتوں کو حمل میں ہوتا ہے۔ لیکن بہتر ہے کہ تین تین ماشہ ایلوا اور چھالیہ اور صندل' سبز مکوہ کے پانی میں پیس کر ملیں۔

(۹) جس کو حمل گرنے کی عادت ہو وہ چار مہینہ تک اور پھر ساتویں مہینہ کے بعد بہت احتیاط رکھے' کوئی گرم چیز نہ کھائے' کوئی بوجھ نہ اٹھائے اور اپنی ماہر لیڈی ڈاکٹر کے مشورہ سے چلتی رہے۔

(۱۰) جب نواں مہینہ شروع ہو جائے اور دن بہت ہی کم رہ جائیں تو گرم پانی سے ناف کے نیچے دھارا کریں۔ بل شوربا پیا کریں۔

(۱۱) جس کا دودھ خراب ہو بچہ کو نہ پلائیں ایک بوند ناخن پر ڈال کر دیکھ لیں اگر فوراً بہہ جائے یا بہت دیر تک نہ بہے تو خراب ہے اور اگر ذرا بہہ کر رہ جائے تو عمدہ ہے اور جس دودھ پر مکھی نہ بیٹھے وہ برا ہے' کوشش کرے کہ لیڈی ڈاکٹرنی سے دودھ ٹیسٹ کروالیں۔

حاملہ سے متعلق خطرناک غلطیاں

(۱) ایک لاپرواہی جو بہت عام ہے وہ یہ کہ نہ جانے اس بات کو فرض اور واجب کی طرح کیوں ضروری سمجھ لیا گیا ہے کہ عورت کے ہاں پہلی ولادت اس کی ماں کے گھر میں اور بعض جگہ اس کا اس درجہ اہتمام کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے کہ اگر میکہ دوسرے شہر میں ہو تب بھی حاملہ کو سفر کرا کے اس کی ماں کے گھر بھجوایا جاتا ہے۔ حالانکہ ولادت سے قریب کے زمانے میں سفر کرنا کسی طرح مناسب نہیں حاملہ اور حمل دونوں کیلئے بہت سے نقصانات کا باعث ہو سکتا ہے۔

(۲) حمل کے دوران کسی بھی قسم کی اور کسی بھی غرض سے دوائی استعمال

کرنے میں حد درجہ احتیاط کریں اور کسی ماہر تجربہ کار / ڈاکٹرنی کی اجازت یا ہدایت کے بغیر ہرگز کوئی دوا نہ لیں۔اس کے بہت زیادہ نقصانات ہوتے ہیں۔

(۳) بہت سی عورتیں (خواہ شادی شدہ نہ ہوں یا شادی ہو چکی ہوں) ایام ماہواری میں کچھ بے قاعدگی وغیرہ ہونے کی بناء پر گولیاں اور مختلف دوائیں بغیر کسی ماہر ڈاکٹرنی کی اجازت یا مشورے کے اس بے ڈھنگے طریقے پر استعمال کرتی ہیں کہ پھر حمل جننے کے مرحلے پر اس کے نقصانات سامنے آتے ہیں۔ لہذا شادی شدہ عورتیں بھی اور کنواری جوان لڑکیوں کی مائیں بھی اس بات کا اہتمام کریں کہ یہ لا پرواہیاں نہ ہونے پائیں۔

ایک انتہائی اہم گزارش یہ ہے کہ حاملہ عورتیں کام کاج کے دوران کوئی بھاری بھرکم سامان وغیرہ ادھر سے ادھر نہ کھسکائیں نہ سیڑھیوں سے تیز رفتاری سے اتریں نہ سیڑھیوں پر بے احتیاطی سے چڑھیں۔بعض مرتبہ تھوڑی سی لاپرواہی ناقابل تلافی نقصان کروا دیتی ہیں۔اس لئے اس معاملہ میں بہت سی احتیاط کریں۔

لڑکیوں کو برا سمجھنا زمانہ جاہلیت کی گندی اور ناپسندیدہ عادت ہے

اسلام کلی مساوات اور عدل کی دعوت دیتا ہے اور بچوں پر رحم وشفقت کے سلسلہ میں اسلام نے مرد وعورت' مذکر ومونث اور نر ومادہ میں کوئی تفریق نہیں کی ہے' تاکہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک پر عمل ہو:

"اِعْدِلُوا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى." (المائدہ-۸)

ترجمہ: عدل کرو یہی بات تقویٰ سے نزدیک ہے۔

اور تاکہ نبی کریم ﷺ کا وہ حکم نافذ ہو جو آپ نے اس حدیث کے ذریعہ دیا ہے جسے اصحاب سنن اور امام احمد وابن حبان رحمہم اللہ نے حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے ذریعہ روایت کیا ہے:

"اعدلو بين أبنائكم، اعدلوا بين أبنائكم، اعدلوا بين

أبنائکم."

ترجمہ : تم اپنی اولاد کے درمیان عدل و مساوات کرو، تم اپنی اولاد میں عدل سے کام لو، تم اپنی اولاد میں عدل وانصاف سے کام لو۔

چنانچہ قرآن کریم کے اس حکم اور نبی کریم ﷺ کی اس رہنمائی کی بموجب تاریخ کی ابتدا اور ہر زمانے میں والدین نے اپنی اولاد کے سلسلہ میں اس بنیادی نقطہ نظر کو سامنے رکھا جس نے عدل و مساوات، محبت والفت، شفقت ورحم اور برابری کا سبق دیا، تاکہ لڑکے اور لڑکیوں میں کوئی امتیاز اور تفریق نہ برتی جائے۔

اگر کسی اسلامی معاشرہ میں کچھ ایسے والدین نظر آتے ہیں جو لڑکی کی نسبت لڑکے سے امتیازی سلوک روا رکھتے ہیں تو اس کا سبب وہ گندہ اور فاسد معاشرہ ہے جس کی گھٹی میں انہیں وہ عادات ملی ہیں جن کا دین سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ وہ محض زمانہ جاہلیت کی عادات ورواج ہیں اور ناپسندیدہ اور مبغوض رسمیں ہیں جن کی کڑی اس دور جاہلیت سے جا ملتی ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

"وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ. يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ. اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ. اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ." (النحل- ۵۸، ۵۹)

ترجمہ: اور جب ان میں کسی کو بیٹی کی خبر دی جائے تو سارے دن اس کا چہرہ بے رونق رہے اور وہ دل ہی دل میں گھٹتا رہے جس چیز کی اس کو خبر دی گئی ہے اس کی عار سے لوگوں سے چھپا چھپا پھرے آیا اس (مولود) کو ذلت (کی حالت) پر لئے رہے یا اس کو مٹی میں گاڑ دے خوب سن لو ان کی یہ تجویز بہت بری ہے۔ (معارف القرآن

ص ۵۵ ۳ ج ۵)

اس کا اصل سبب ایمان کی کمزوری اور یقین کا عدمِ استحکام ہے اس لئے کہ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ سے خوش نہیں جو اللہ تعالیٰ نے انہیں لڑکی دے کر کیا ہے' ان کو یہ بات خوب ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ وہ اور ان کا خاندان اور تمام مخلوق مل کر بھی اللہ کے فیصلہ کو نہیں بدل سکتے' اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے' کیا ان کے کانوں میں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان مبارک کی آواز نہیں پڑی جس میں اللہ تعالیٰ نے لڑکوں اور لڑکیوں کے سلسلہ میں اپنی تدبیر محکم اور ازلی فیصلے اور مشیئت مطلقہ اور اٹل حکم کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

"لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالاَرضِ. يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ. يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ. اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا. وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيمًا. اِنَّهٗ عَلِيمٌ قَدِيْرٌ. (شوریٰ ۴۹' ۵۰)

"اللہ ہی کی ہے سلطنت آسمانوں کی اور زمین کی وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے یا ان کو جمع کر دیتا ہے (کہ) بیٹے بھی (دیتا ہے) اور بیٹیاں بھی اور جس کو چاہے بے اولاد رکھتا ہے بے شک وہ بڑا جاننے والا بڑی قدرت والا ہے"۔ (معارف القرآن ص ۷۱۱ ج ۷)

تاریخ کی کتابوں میں ایک عجیب واقعہ مذکور ہے کہ عرب کے ابو حمزہ نامی ایک صاحب نے ایک عورت سے شادی کی وہ لڑکے کے خواہشمند تھے لیکن ان کے یہاں لڑکی پیدا ہوگئی تو انہوں نے اپنی بیوی کے پاس آنا جانا چھوڑ دیا اور دوسرے مکان میں رہنا شروع کر دیا' ایک سال کے بعد جب اس بیوی کے گھر کے پاس سے گزر ہوا تو کیا دیکھا کہ وہ اپنی بچی سے دل لگی کر رہی ہے اور مندرجہ ذیل اشعار پڑھ رہی ہے:

مالأبی حمزة لا یأتینا　　یظلّ في البیت الذی یلینا

ابو حمزہ کو کیا ہوگیا کہ ہمارے پاس نہیں آتے ہیں　　ہمارے پڑوس کے مکان میں ہی رہتے ہیں اور

غضبان ألا نلد البنینا　　تاللہ ما ذلك في أیدینا

اس بات سے ناراض ہیں کہ ہم نے لڑکا کیوں نہ جنا　　خدا کی قسم یہ تو ہمارے قبضہ میں نہیں ہے

و انما نأخذ ما أعطینا

ہم تو وہی قبول کر لیتے ہیں جو ہمیں دیا جائے

بیوی کے ان اشعار نے شوہر کو ایمان ویقین اور اللہ کے فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کا سبق دیا۔ یہ اشعار سن کر ابو حمزہ اتنے متاثر ہوئے کہ فوراً اسکے گھر گئے اور بیوی اور بیٹی کا سر چوما اور اللہ نے لڑکی کی شکل میں جو عطیہ عطا فرمایا تھا اس پر خوشی و رضامندی کا اظہار کیا۔

رسول اکرم ﷺ نے کمزور نفوس اور ضعیف ایمان والوں سے زمانہ جاہلیت کی ان رسوم کی جڑیں اکھاڑنے اور ان کی بیخ کنی کرنے کے لئے لڑکیوں کا خصوصی تذکرہ کیا' اور والدین اور تربیت کرنے والوں کو ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی ترغیب دی۔

لڑکیاں اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہیں

حمل ہوتے ہی صرف لڑکے کی ایسی تمنا اور دعا کرنا کہ لڑکی پیدا ہو جائے تو اس کو برا سمجھیں' چہرہ افسردہ ہو جائے' دل غمگین ہو جائے یہ مسلمان عورت کیلئے کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے بلکہ لڑکیاں تو ماں باپ کیلئے دنیا و آخرت میں آنکھوں کی ٹھنڈک کا سبب ہوتی ہیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

یہب لمن یشآء اناثا ویہب لمن یشآء الذکور.

(الشوری ۴۹)

اس آیت مبارکہ میں اللہ رب العزت نے لڑکیوں کا پہلے ذکر فرمایا اور پھر لڑکوں کا۔اور جو چیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے بندہ کو ملے وہ ہر حال میں خیر ہی خیر ہے۔

مسلمان کی شان یہ ہونی چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے اس عطیہ کا خوشی خوشی شکر کرتے ہوئے استقبال کرے نہ کہ برا سا منہ بناتے ہوئے ناراضگی کا اظہار کرے جیسے قرآن کریم میں (سورۃ نحل آیت ۵۸ / ۵۹ سورۂ زخرف آیت نمبر ۱۷) میں جاہل کافروں کی عادت وطبیعت یہ بتلائی گئی ہے کہ جب ان کو لڑکی کی خبر سنائی جاتی ہے تو غم کے مارے ان کا چہرہ کالا سیاہ ہو جاتا تھا۔

تو معلوم ہوا کہ لڑکیوں کو برا سمجھنا۔ کافروں کی بدترین خصلتوں میں سے ہے کسی مسلمان کی شان سے یہ بات بالکل بعید ہے کہ وہ لڑکیوں کو برا سمجھے بلکہ لڑکیاں ہونا خوش قسمتی اور سعادت کی بات ہے۔

اس لئے سورۃ الشوریٰ کی آیت کے موافق امام واثلہ بن الاسقع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بیوی کی سعادت اور نیک بختی میں سے یہ ہے کہ اس کے ہاں پہلے لڑکی پیدا ہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں جو ارشاد فرماتے ہیں۔اس آیت میں لڑکیوں کا پہلے تذکرہ کیا ہے۔اور بعد میں لڑکوں کا۔(ماخوذ از ھدیۃ للأم الجدیدۃ)

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بیٹے صالح فرماتے ہیں جب بھی ہمارے یہاں لڑکی پیدا ہوتی تو میرے والد صاحب فرماتے یہ بہت خوشی کی بات ہے اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام اکثر لڑکیوں کے والد ہوا کرتے تھے۔ خود ہمارے پیارے نبی اکرم ﷺ کی چار بیٹیاں تھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دیئے ہوئے عطیہ کی صحیح معنی میں قدر دانی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اور ان عطر آمیز غنچوں، معصوم نونہال چہچہاتی ہوئی میناؤں کی قدر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! (ماخوذ از کیف نستقبل المولود)

نیز ایک روایت میں ہے کہ جب کسی کے یہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے تو فرشتہ آتا ہے اور کہتا ہے کہ کمزور ہے کمزور سے پیدا کی گئی ہے۔ اس کی کفالت کرنے والے کی معاونت کی جائے گی۔ (طبرانی بحوالہ رسالہ ''فرشتوں کے عجیب حالات'' ص ۲۲۴)

لہٰذا بچی کو اپنے لئے اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم انعام سمجھئے اور اسکی صحیح تربیت اور کفالت کرکے اللہ تعالیٰ کی مدد حاصل کیجئے کیا معلوم یہی بچی آپکے لئے اور آپکے خاندان کیلئے سرمایہ افتخار ہو اور اللہ تعالیٰ اس سے ایسی نسل چلائے جو بجا طور پر امت مسلمہ کیلئے باعث فخر ہو امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشہور قصہ ہے کہ ایک بار رات کو شہر میں گشت فرمارہے تھے ایک مکان کے قریب سے گزرے جہاں ماں بیٹی کے درمیان کسی بات پر بحث ہورہی تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا ماں بیٹی سے کہہ رہی ہے کہ دودھ میں پانی ملادو اور بیٹی انکار کرتے ہوئے جواب میں کہہ رہی ہے کہ امیر المومنین نے منع فرمایا ہے ماں نے کہا یہاں امیر المومنین تو نہیں دیکھ رہا بیٹی نے کیا خوب جواب دیا کہ اماں جان امیر المومنین تو نہیں دیکھ رہا لیکن ان کا خدا تو دیکھ رہا ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بغیر کچھ کہے گھر چلے گئے اور اپنے بیٹے عاصم سے فرمایا اس لڑکی سے نکاح کرلو انہوں نے پیغام بھیجا اور نکاح کردیا اللہ تعالیٰ نے انہی کے نسل سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جیسا عادل خلیفہ امت کو عطاء فرمایا جس پر امت جتنی بھی فخر کرے کم ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھ عطاء فرمائے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

عورت عورت کیلئے ظالمہ ہے

بعض قوموں میں، بچی کی پیدائش پر شوہر چالیس دن کچھ کم یا زیادہ سوگ مناتا ہے، اور شوہر کی والدہ بہن یعنی بچی کی پھوپھی اور دادی سالہا سال تک جگر کو چیر کر پھاڑ دینے والے طعنے دیکر سوگ مناتی ہیں۔

تعجب کی بات یہ ہے کہ مال کی محبت، اور خصوصاً دوسروں کے مال پر ہاتھ صاف کرنے کی فکر نے، غیر دیندار دادی اور پھوپھی کو عورت ہوتے ہوئے چھوٹی معصوم، پوتی اور بھتیجی کا دشمن بنا دیا۔

پوتی و بھتیجی کے پیدا ہونے کی خبر سنتے ہی کم سمجھ دادی کا منہ چڑھ جاتا ہے، پھوپھی کی پیشانی پر شدت غم سے پسینے چھوٹ جاتے ہیں۔

غم اور خوف کی بناء پر کسی کو فون بھی نہیں کرتیں کہ بھابھی کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی ہے ایسی حالت میں وہ ماں بزبان حال کہتی ہے۔

اے بیٹی! تو ہمارے گھر میں کیوں آئی تجھ پر ہمیں بہت سارا مال خرچ کرنا ہوگا، تجھے شادی پر مکان، سامان دلوانا ہوگا، لمبا چوڑا جہیز دینا پڑے گا۔ تیری ساس اور نند کے نخرے وناز برداشت کرنا ہوں گے۔ شادی کے دن داماد کی اور بہت سوں کی لمبی چوڑی دعوت ہمیں کرنی ہوگی۔

اگر ہمارے گھر میں تیرے بجائے لڑکا پیدا ہوتا تو ہم یہی ظلم کسی اور پر کرتے۔

ہائے افسوس! ہائے افسوس! کتنے آنسو بہائے جائیں اس پر کہ کیا مسلمانوں کی ماؤں کی ایسی گھٹیا سوچ ہوگئی ہے، کیا ہمیں یہ زمانہ بھی دیکھنا تھا ہماری دادی، ماں، پھوپھیاں چودہ سو سال پہلے والے کافروں کی سوچ اپنا لیں گی، کیا یہ ایسی خود غرض مائیں اور دادیاں

بنیں گی' جو اولاد سے محبت ماں ہی کی وجہ سے کریں گی' کیا یہ زمانہ آجائے گا کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے عطیہ پر اس طرح ماتم ہو گا۔

اللہ پاک ہماری اصلاح فرمائے آمین! پہلے تو خود ہی یہ معصوم بچی اس گھر میں آکر خون کے آنسو بہائے گی کہ میں کیسے غلطی سے اس گھر میں آگئی۔

میرے ملک والوں نے اور میرے نادان ماں باپ نے مجھے دنیا میں آنے سے روکنے کیلئے کئی گولیاں ایجاد اور استعمال کیں' کہ میں نہ آسکوں' کہیں میری آمد میں رکاوٹ ڈالنے کے لئے کنڈومز ایجاد کئے گئے کہ میرے ایک بالشت پیٹ کی وجہ سے دنیا بھوکی نہ رہ جائے' کہیں میرے لئے آپریشن کروائے گئے کہ میں مسلمانوں کی شوکت میں اضافہ کا سبب نہ بن جاؤں۔ کئی ممالک میں ہم جیسی اور بچیوں اور بچوں کو دنیا میں آنے سے روکنے کیلئے بین الاقوامی کانفرس کا اہتمام کیا گیا کہ مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے۔

لیکن و اللہ غالبٌ علی امر ہ . اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ساری دنیا والوں کی تدبیروں پر غالب آجاتا ہے اور میں اللہ کے فیصلہ سے دنیا میں آگئی۔ اب اس گھر میں آنے کے بعد دادی اور پھوپھی میری جنس (یعنی عورت) ہو کر میری ماں کو کوسنے لگیں' طعنہ دینے لگیں کہ تو لڑکیاں ہی جنتی رہتی ہے' اس دادی اور پھوپھی کے کوسنے کی وجہ سے میرے ماں باپ کے دلوں میں بھی میری محبت کم سے کم ہو گئی' اور آج میرا یہ حال ہے کہ جو دنیا دیکھ رہی ہے۔

کیا آپ کے لئے اس میں کوئی عبرت ہے کہ آپ عورت ہو کر عورت کیلئے ظالمہ نہ بنیں۔

ساس کی شکل میں بہو کیلئے
نند کی شکل میں بھاوج کیلئے
جیٹھانی کی شکل میں دیورانی کیلئے

بیوی کی شکل میں اپنی سوکن کیلئے
پھوپھی ہونے کی شکل میں بھتیجی کیلئے
امیر عورت ہونے کی شکل میں فقیر غریب عورتوں کیلئے
گھر کی مالکہ ہونے کی شکل میں ملازمہ کیلئے
ماں ہونے کی شکل میں اپنی ہی بچی کیلئے
ساری عورتیں آج سے فیصلہ کر لیں کہ لڑکے کی ماں ہونے کی صورت میں ہم بہو سے اور نند ہونے کی صورت میں بھابھی سے ' نہ مکان کا مطالبہ کریں گے ' نہ جہیز کے سامان کا ' نہ دعوت کا 'بلکہ بھائی اور بیٹے کو منع کر دیں گے اور ان کو سمجھائیں گے۔

ہمارا پیارا مذہب اسلام شادی میں عورت کے ذمہ کوئی خرچ لازم نہیں کرتا بلکہ مرد کے ذمہ ہے کہ وہ مہر ادا کرے۔ وہ مکان وغیرہ کا انتظام کرے تاکہ بیوی اور بچوں کو صحیح طور پر پال سکے مرد کے ذمہ عورت کا نفقہ وغیرہ بھی ہے تاکہ مرد محنت کر کے اپنے بچوں اور بیوی کا پیٹ بھر سکے۔

اگر آپ نے ایسا کیا' لڑکیوں کی شادیاں آسان کروا دیں پھر ہر گھر میں لڑکیاں بھی لڑکوں کی طرح یا اس سے زیادہ محبوب ہو جائیں گی اور آپ کا شمار ان نیک عورتوں میں ہو گا' جن کی قسمت میں دنیا و آخرت دونوں کی سعادت لکھ دی گئی ہو۔ آپ اپنی آنے والی بہو / یا بھابھی سے ' دنیا کی فانی ہونے والی چیزیں تو نہیں لیں گی لیکن اس بہو کی اور اسکے والدین کی دلی دعائیں لے سکیں گی جو کہ آپ کی دنیا و آخرت کی بگڑیاں بنانے میں آپ کو کام دیں گی۔

اللہ تعالیٰ ساری مسلمان بہنوں کو نیک بنائے (آمین) اور اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے قانون کے موافق شادیاں صحیح اسلامی طور پر کرنے کی توفیق عطا فرمائے ' اور بہو بھابھیوں پر ظلم کرنے سے حفاظت فرمائے (آمین)

لہٰذا ہر حال میں مسلمان عورت کو چاہئے کہ اپنے نئے آنے والے ننھے مہمان

کا استقبال کرے' کسی بھی حال میں اس کو منحوس برا' اور مصیبت نہ سمجھے' چاہے آپ کی ساس اور نند اور دنیا کی ظالم عورتیں کتنا ہی آپ سے ناراض ہوں' مگر آپ اس کا اثر نہ لیں آپ اس اللہ کے دیئے ہوئے عطیہ کو شکر کے ساتھ قبول کریں' اس پر خوش ہوں۔ مسکرائیے اور اس کا آگے بڑھ کر استقبال کریں۔ دعاؤں کا تحفہ دیجئے' گرم جوشی سے اس کو پیار کریں اور بوسہ دیجئے۔ اپنے دست نازک کی باکمال انگلیاں اس کے رخساروں پر پھیریئے۔ آنکھوں کا پیار اس کی آنکھوں کے ذریعہ اس کے دل تک پہنچایئے۔

اس کو یہ سمجھایئے کہ تم نے دنیا میں آ کر کوئی غلطی نہیں کی' نہ ہم نے تمہارے دنیا میں آنے کا راستہ بند کیا' نہ رکاوٹیں رکھیں' بلکہ ہم رات دن تمہاری خوش قسمتی کیلئے' دعائیں کرتے رہے تم جب پیٹ میں تھیں تب ہی سے ہم تمہاری دنیا و آخرت کی کامیابی کیلئے دعائیں کرتے رہے۔

اور اب بھی جب تک ہم زندہ ہیں ہماری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ (یا اللہ ہمارے ساتھ دنیا اور آخرت میں بھلائی کا معاملہ کرنا)۔

اسی طرح ساس' نند' شوہر کو یہ سوچنا چاہئے کہ یہ کسی انسان کے اختیار میں نہیں کہ اسکے یہاں لڑکی پیدا ہو یا لڑکا۔

اگر لڑکی پیدا ہوئی تو اس میں اس بیچاری بیوی کا کوئی قصور نہیں ہے کہ اس پر ناراض ہوا جائے۔ یا غصہ کیا جائے۔ یہ اللہ کی دین ہے جس کے لئے جو بہتر سمجھتا ہے وہ اس کو دیتا ہے۔ جب بہتر سمجھتا ہے اس وقت دیتا ہے وہ حکیم ہے وہ خبیر ہے وہ لطیف ہے۔

اس کا ہر کام حکمت سے ہوتا ہے۔ اس کو ہر چیز کی خبر ہے اور وہ اپنے بندوں پر مہربان بھی ہے۔ اس لئے کسی مسلمان کیلئے بھی یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اللہ کی دی ہوئی نعمت کو ناپسند کرے' اس کو برا سمجھے' یا اس پر ناراض ہو ایسی عورتوں کو اللہ سے ڈرنا چاہئے اگر انہوں نے اپنے بہو یا بھاوج پر ظلم کیا تو مرنے سے پہلے ہی اس کا

عذاب دیکھ لیں گی ایسی ایسی بیماریوں میں مبتلا ہوں گی کہ اللہ ہی ہماری حفاظت فرمائے (آمین)

غور کیجئے کتنی بری بات ہے اللہ نے اتنی بڑی نعمت عطا فرمائی اور یہ اس پر ناک بھویں چڑھائیں۔ اللہ کی عطا پر ناراض ہوتے ہوئے بہو اور بیوی سے اور اس کی والدہ سے اس کا بدلہ لیں کسی اور بات کو بہانہ بنا کر جھگڑا کریں کہ تمہاری بیٹی ایسی ہے ویسی ہے۔

ایک عورت کے ہاں بیٹی پیدا ہوئی تو اسکے شوہر/ماں اور بہن کی بات مانتے ہوئے بیوی سے ناراض ہو گئے' لیکن بیوی اتنی سمجھدار اور باہمت تھی کہ بجائے اس کے کہ خود بھی رونے میں لگ جاتی اپنی والدہ اور بہنوں کو بھی رلاتی' ساس و نند کے ساتھ بھی ترش روئی کے ساتھ پیش آتی اس نیک بیوی نے اللہ رب العزت کا بہت شکر ادا کیا۔

الٰہی! تیرا شکر ہے تو نے مجھے کسی لڑکی کی ماں بنایا' دنیا میں یہ جتنے نیک کام کرے گی مجھے اور اس کے والد کو ثواب ملے گا۔ ہماری موت کے بعد یہ صدقہ جاریہ ہو گی۔ اور جنت میں ہم سب ساتھ جائیں گے اور پھر اپنے شوہر کو نہایت پیارے اور میٹھے انداز میں کوثر و تسنیم کے پانی سے دھلے ہوئے دو شعروں کے پھول محبت کی چاشنی و نصیحت کی گرمی کے دو بول تحفہ و ہدیہ کی شکل کے کاغذ پر سنہرے حروف سے لکھ کر' الفت کے لفافے میں بند کر کے ایسے بھیجے کہ روٹھا ہوا شوہر دوبارہ آ گیا۔ اور اس نیک بیوی کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے اس کی پیشانی پر شکریہ کا بوسہ دیا اور بچی کو گود میں اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہ کی معافی مانگتے ہوئے خوشی کے آنسو ٹپکائے اور اللہ کے دربار میں عرض گزار ہوا۔

الٰہی! آپ نے چاند کے ٹکڑے میں سے ایک ٹکڑا نکال کر میرے گھر بھیجا اور میں نے نادان عورتوں کی باتوں میں آکر آپ کے اس عطیہ کی ناقدری کی اور جاہل کافروں کی طرح منہ چڑھایا اب میں توبہ کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں آئندہ لڑکیوں کو

برا نہیں سمجھوں گا۔

اس نیک بیوی کے اشعار ہم آپ کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

کاش ! آپ کو عربی آتی تو اس سے پورا فائدہ اٹھا سکتیں' اردو ترجمہ سے ان کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ اللہ کرے ہماری مسلمان بہنوں کو عربی زبان سیکھنے کا شوق پیدا ہو اور وہ اپنی نئی نسل کو قرآن کریم اور حدیث نبوی علیہ السلام اور جنت کی زبان سے محروم نہ رکھیں۔

مالابی حمزة لا یاتینا یظل في البیت الذی یلینا
غضبان الا نلد البنینا تالله ما ذاك في ایدینا
وانما نحن کالأرض لذاعینا تنبت ما تزرعوه فینا

ابو حمزہ (یعنی میرے شوہر) کو کیا ہو گیا جب سے بچی کی پیدائش کی خبر سنی ہے ہمارے پاس آنا بند کر دیا ہے (اور اپنی والدہ کے گھر جا کر) رات گذارتے ہیں ایسے گھر میں جو ہمارے گھر کے ساتھ ہی ہے۔

میں نے ان کو کبھی بھی نہیں ستایا' ہروقت ان کا خیال رکھتی ہوں صرف اس وجہ سے مجھ سے ناراض ہو گئے کہ لڑکا پیدا کیوں نہیں ہوا۔ حالانکہ یہ کوئی ناراض ہونے کی بات ہے؟ اختیار میں ہوتا کہ لڑکا پیدا ہو تو شوہر کی خوشی کیلئے لڑکا ہی جنتی۔ لیکن اللہ کی قسم ہمارے اختیار میں یہ بات نہیں ہے یہ قادر مطلق کے ہاتھ میں ہے کہ وہ جس کو چاہے لڑکی دے جس کو چاہے لڑکا دے۔ تو اگر آپ ناراض ہوتے ہیں تو گویا (نعوذ باللہ) اللہ پر ناراض ہوئے کہ اس نے لڑکی کیوں دی۔ میرا قصور نہیں ہماری مثال تو کھیت کی سی ہے جو اس میں آپ نے بیج ڈالا اور اللہ تعالیٰ نے جو اس میں اگایا وہ ہمارے ذریعے دنیا میں مل گیا۔

اللہ تعالیٰ اس نیک عورت کے کہے ہوئے ان اشعار کے ذریعے ہمارے مردوں وعورتوں کو سمجھ عطا فرمائے اور اس گناہ سے مرنے سے پہلے پہلے توبہ کی توفیق عطا فرمائے' اور لڑکے لڑکیاں ان دونوں سے سچی محبت عطا فرمائے۔

ابتدائی نقوش

حضرت مولانا ابو الحسن علی ندوی دامت برکاتہم کی والدہ محترمہ نے جو ان کو خطوط لکھے ہیں ہم ان خطوط کو یہاں نقل کرتے ہیں تمام مسلمان ماؤں سے گزارش ہے اس خطوط کے ہر ہر جملہ کو غور سے پڑھیں اور یہی جذبہ اپنی اولاد کے اندر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔

ماہرین تعلیم و تربیت اور علمائے نفسیات نے اس حقیقت پر بہت زور دیا ہے کہ بچہ کے ذہن کی سادہ تختی پر جو ابتدائی نقوش پڑ جاتے ہیں' وہ کبھی نہیں مٹتے اور خواہ ان کو مٹا ہوا سمجھ لیا جائے 'لیکن درحقیقت وہ مٹتے نہیں' دب جاتے ہیں اور وقت پر ابھرتے ہیں۔

اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد ماؤں اور بچہ کی تربیت کرنے والوں کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے جو اس سادہ تختی پر آسانی کے ساتھ اچھے سے اچھے نقش بنا سکتے ہیں اور جن کو کوئی طاقت اور کوئی تعلیم و تربیت آسانی کے ساتھ مٹا نہیں سکتی۔

مولانا ابو الحسن علی ندوی فرماتے ہیں۔مجھے اس مختصر سے مضمون میں ان چند ابتدائی نقوش کا ذکر کرنا ہے جو بچپن کی سادہ لوح پر ثبت ہوئے اور جن کا فیض میری زندگی میں برابر شامل رہا۔

ان میں سے ایک بات تو یہ ہے کہ میری والدہ نے بچپن سے اس بات کا بڑا خیال اور نگرانی رکھی کہ میں کسی پر ظلم نہ کرنے پاؤں اور کسی کا دل نہ دکھاؤں' بچہ کے پاس طاقت ہی کیا ہوتی ہے' جو وہ کسی پر ظلم کرے' پھر بھی سب جانتے ہیں کہ بچہ اپنے محدود دائرہ اور ماحول میں اپنی کمزوری اور بے بسی کے باوجود بہت کچھ ظلم کر لیتا ہے' بچہ کے اندر بھی ایک خودی اور انانیت ہوتی ہے' یہ بچہ کی شخصیت کا اظہار ہے اور زندگی اور ذہانت کی علامت' اس انانیت سے فائدہ اٹھاتا ہے اور اس کو جا و بیجا

استعمال کرتا ہے، اپنے ہمجولیوں پر زیادتی کرتا ہے، نوکروں پر ظلم کرتا ہے، کسی کی توہین کرتا ہے، کسی کا مذاق اڑاتا ہے۔

والدہ صاحبہ نے اس کا بڑا اہتمام کیا کہ اگر میں کسی پر ظلم کروں، یا دل دکھاؤں تو اس سے معافی مانگوں، اگر گھر میں کھانا پکانے والی کے لڑکے کو مارتا، یا کسی کی توہین کرتا، یا کسی کو ذلیل سمجھ کر کوئی سلوک کرتا تو وہ مجھے سزا بھی دیتیں اور مجھے اس سے معافی مانگنے پر مجبور کرتیں۔ اکثر یہ سزا صرف معافی مانگنے ہی کی صورت میں ہوتی، بچہ کی ''انانیت'' پر یہ بڑی ضرب ہے اور اس کے لئے بڑی گوشمالی، مجھے یاد نہیں کہ ایک واقعہ بھی ایسا گزرا ہو کہ والدہ صاحبہ کے علم میں میری کوئی زیادتی آئی ہو یا توہین اور دل دکھانے کا کوئی واقعہ پیش آیا اور انہوں نے مجھے یہ سزا نہ دی ہو اور مجھے ''فریق ثانی'' کو راضی کرنے اور معاف کرانے پر اصرار نہ کیا ہو۔

اس تربیت کا نتیجہ یہ ہے کہ ہزار کوتاہیوں اور کمزوریوں کے باوجود اب بھی ''دل آزاری'' اور توہین و تحقیر کو گناہ کبیرہ سمجھتا ہوں اور حتی الامکان اس سے بچنے کی کوشش کرتا ہوں اور اگر کبھی نادانستہ یا بلا ارادہ ایسا قصور ہو جاتا ہے، تو جلد سے جلد اس کی تلافی کی کوشش کرتا ہوں اور معافی مانگتا ہوں۔

دوسری چیز جو مجھے خاص طور پر یاد آتی ہے وہ یہ ہے کہ وہ مجھے اپنے خاندان کے بعض بزرگوں اور جلیل القدر ہستیوں کے نام اور کام سے واقف کراتی رہتیں، ان کے نام بڑے عظمت سے لیتیں، اور ان کے حالات سناتیں، یہ شخصیتیں عموماً ہمارے خاندان کی وہ دینی شخصیتیں ہوتیں، جن کو دنیاوی جاہ وجلال اور کوئی خاص دولت وثروت حاصل نہ تھی، مگر دینی اور علمی حیثیت سے ان کا نام اور کام بہت روشن تھا، وہ اس پر زور دیتیں، کہ اصل عزت اور باقی رہنے والی دولت یہی دین و علم کی دولت ہے، اس کا نتیجہ یہ ہوا، کہ میرا دماغ اس وقت سے علم دین کی عظمت سے متاثر ہے اور وہ اتنی جلد دنیاوی جاہ وجلال اور مال ومنال کا اثر قبول نہیں کرتا، جتنا اس زمانہ میں ہونا قدرتی بات ہے، میرے دل پر ابھی تک ان بزرگوں کے نام نقش

ہیں اور ان کی عظمت کا سکہ بیٹھا ہوا ہے' جن کا والدہ صاحبہ کثرت سے نام لیتیں' بعد میں' میں نے ان کے حالات پڑھ کر والدہ صاحبہ کی باتوں کی تصدیق کی اور ان میں بعض کے حالات لکھے بھی' مگر ان کی بڑائی کا ابتدائی نقش اسی زمانہ کا ہے اور ابھی تک کوئی اس نقش کو مٹا نہیں سکا۔

والدہ صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے دعا و مناجات کا وہ ذوق عطا فرمایا تھا' جو اس زمانہ کے خاص بزرگوں ہی میں دیکھنے میں آیا ہے' وہ اپنی اولاد کو بھی دعا کی تعلیم دیتیں اور دعا کا شوق دلاتیں' چنانچہ ہم بھائی بہنوں کو انہوں نے بعض مختصر دعائیں یاد کرا رکھی تھیں' ان میں سے ایک دعا ابھی تک یاد ہے جو اس زمانہ میں ورد زبان تھی' یاد آتا ہے کہ عرصہ تک اپنے مضامین کے اوپر بھی اسی کو لکھتے تھے' وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ اٰتِنِیْ اَفْضَلَ مَا تُؤْتِیْ عِبَادَكَ الصَّالِحِیْنَ۔

اے اللہ! اپنے نیک بندوں کو جو افضل سے افضل چیز تو عطا فرماتا ہے وہ مجھے عطا فرما۔

یہ ہیں چند ابتدائی نقوش جو حافظہ پر زور ڈالے بغیر ابھر آئے ہیں' سمجھتا ہوں کہ بچوں کی تعلیم و تربیت میں ان سے بہت فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

وضاحت : ہر ماں کو چاہئے کہ وہ اپنے بیٹے اور بیٹی کو یہ دعا ضرور یاد کروائے' اور تاکید کرے کہ اس دعا کو بار بار مانگتے رہا کرو' اور خود بھی ان کے لئے یہ دعا مانگتی رہے۔ اور بچوں میں دعا اور مناجات کا ذوق پیدا کرنے کی کوشش کرے' کہ وہ ہاتھ اٹھا کر کم از کم روزانہ پانچ منٹ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگیں اور بچوں کو ہماری ترتیب دی ہوئی کتاب مسنون دعائیں ضرور یاد کرائیں۔

تربیتی خطوط

میرے لکھنؤ کے قیام اور میری ابتدائی تعلیم کے زمانہ میں والدہ صاحبہ نے جو مجھے طویل اور مفصل خط لکھے ہیں اور جن کا منتخب ذخیرہ میرے پاس بحمداللہ محفوظ ہے' وہ ان کے دلی جذبات کا آئینہ بلکہ ان کے کمالات اور خداداد صفات کا مرقع ہے جو ان کی زندگی کا اصل جوہر تھا۔ ان خطوط کو ان کے تربیتی افادیت کے پیش نظر شائع کیا جارہا ہے۔

عزیزی علی سلمہ' دعا۔

تمہارا اب تک کوئی خط نہیں آیا' روز انتظار کرتی ہوں' مجبور ہو کر خود لکھتی ہوں جلد اپنی خیریت کی اطلاع دو۔

عبدالعلی کے آنے سے اطمینان ضرور ہوا' مگر تمہارے خط سے تو اور تسکین ہوتی' عبدالعلی سے میں نے تمہاری دوبارہ طبیعت خراب ہونے کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ "علی کو اپنی صحت کا بالکل خیال نہیں۔ جو وقت تفریح کا ہے وہ پڑھنے میں گزارتے ہیں" میں نے کہا' تم روکتے نہیں۔ کہا بہت کہہ چکے اور کہتے رہتے ہیں' مگر وہ نہیں خیال کرتے' اس سے سخت تشویش ہوئی' اول تو تمہاری بے خیالی اور ناتجربہ کاری اور پھر بے موقع محنت' جس سے اندیشہ ہو۔

علی' مجھے امید تھی کہ تم انگریزی کی طرف مائل نہ ہو گے' مگر خلاف امید تم کہنے میں آگئے اور اتنی محنت گوارا کر لی' خیر' بہتر جو کچھ تم نے کیا' یہ بھی اس کی حکمت ہے بشرطیکہ استخارہ کر لیا ہو۔

مجھے تو انگریزی سے بالکل انسیت نہیں' بلکہ نفرت ہے' مگر تمہاری خوشی منظور ہے' علی' دنیا کی حالت نہایت خطرناک ہے' اس وقت عربی حاصل کرنے والوں کا

عقیدہ ٹھیک نہیں تو انگریزی والوں سے کیا امید، بجز عبدالعلی اور طلحہ کے تیسری مثال نہ پاؤ گے، علی، اگر لوگوں کا عقیدہ ہے کہ انگریزی والے مرتبے حاصل کر رہے ہیں کہ کوئی ڈپٹی ہوئے اور کوئی جج، کم از کم وکیل اور بیرسٹر ہونا تو ضروری ہے، مگر میں بالکل اس کے خلاف ہوں، انگریزی والوں کو جاہل اور اس کے علم کو بالکل بیکار سمجھتی ہوں، خاص کر اس وقت میں نہیں معلوم کیا ہو اور کس علم کی ضرورت ہو، اس وقت میں البتہ ضرورت تھی۔

اس مرتبہ کو تو ہر کوئی حاصل کر سکتا ہے، یہ عام ہے، کون ایسا ہے جو محروم ہے، وہ چیز حاصل کرنا چاہئے جو اس وقت گراں ہے اور کوئی حاصل نہیں کر سکتا، جس کے دیکھنے کو آنکھیں ترس رہی ہیں اور سننے کو کان مشتاق ہیں، آرزو میں دل مٹ رہا ہے، مگر وہ خوبیاں نظر نہیں آتیں۔

افسوس ہم ایسے وقت میں ہوئے، علی تم کسی کے کہنے میں نہ آؤ، اگر خدا کی رضامندی حاصل کرنا چاہتے ہو اور میرے حقوق ادا کرنا چاہتے ہو تو ان سبھوں پر نظر کرو جنہوں نے علم دین حاصل کرنے میں عمر گزار دی۔ ان کے مرتبے کیا تھے، شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ علیہ اور تمہارے بزرگوں میں خواجہ احمد صاحب اور مولوی محمد امین صاحب مرحوم جن کی زندگی اور موت قابل رشک ہوئی، کس شان و شوکت کے ساتھ دنیا برتی اور کیسی کیسی خوبیوں کے ساتھ رحلت فرمائی۔

کیسے حاصل ہو سکتے ہیں، انگریزی مرتبے والے تمہارے خاندان میں بہت ہیں اور ہوں گے، مگر اس مرتبے کا کوئی نہیں، اس وقت بہت ضرورت ہے، ان کو انگریزی سے کوئی انس نہ تھا، یہ انگریزی میں جاہل تھے، یہ مرتبہ کیوں حاصل ہوا۔

علی، اگر میرے سو (۱۰۰) اولادیں ہوتیں تو سب کو میں یہی تعلیم دیتی، اب تم ہی ہو، اللہ تعالیٰ میری خوش نیتی کا پھل دے کہ سو (۱۰۰) کی خوبیاں تم سے حاصل ہوں، اور میں دارین میں سرخ رو اور نیک نام اور صاحب اولاد کہلاؤں، آمین ثم آمین۔

اس سے زیادہ مجھے کوئی خواہش نہیں، اللہ تعالیٰ تمہیں ان مرتبوں پر پہنچائے اور ثابت قدم رکھے، آمین، علی، ایک نصیحت اور کرتی ہوں، بشرطیکہ تم عمل کرو، اپنے بزرگوں کی کتابیں کام میں لاؤ اور احتیاط لازم رکھو، جو کتاب نہ ہو وہ عبدالعلی کی رائے سے خریدو، باقی وہی کتابیں کافی ہیں، اس میں تمہاری سعادت مندی ظاہر ہوگی اور کتابیں برباد نہ ہوں گی اور بزرگوں کو خوشی ہوگی، اس سعادت مندی کی مجھے بے حد خواہش ہے کہ تم ان کتابوں کی خدمت کرو، جو روپیہ خرچ کرو، انہیں ضرورتوں میں لگاؤ یا کھاؤ۔

قرض کبھی نہ لو، ہو تو خرچ کرو، ورنہ صبر کرو، طالب علم یوں ہی علم حاصل کرتے ہیں، تمہارے بزرگوں نے بہت کچھ مصیبتیں جھیلی ہیں، اس وقت کی تکلیف باعث فخر سمجھو، جو ضرورت ہو ہمیں لکھو، میں جس طرح ممکن ہو گا، پورا کروں گی۔ خدا مالک ہے، مگر قرض نہ کرنا۔ یہ عادت ہلاک کرنے والی ہے، اگر وفائے وعدہ کرو تو کوئی حرج نہیں۔

صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے قرض لیا ہے، مگر ادا کر دیا ہے ہم کون چیز ہیں علی، یہ بھی تمہاری سعادت مندی ہے کہ میری نصیحت پر عمل کرو۔

حلوہ ابھی تیار نہیں ہو سکا، ان شاء اللہ تعالیٰ موقع ملتے ہی تیار کر کے بھیجوں گی، اطمینان رکھو۔

بہت جلد خیریت کی اطلاع دو، اگر دیر کرو گے تو میں سمجھوں گی کہ میری نصیحت تمہیں ناگوار گزری، ان شاء اللہ تعالیٰ رمضان شریف میں تم سے وعظ کہلاؤں گی، اللہ تعالیٰ میری خواہش سے زیادہ تمہیں توفیق دے کہنے کی اور تمہارا کلام پر اثر اور خدا کی خوشی و رضامندی کے قابل ہو، آمین۔ اَللّٰھُمَّ اٰتِنِی افضل ماتوتی عبادك الصّٰالحین
باقی خیریت ہے، تم خدا کی رحمت سے تیار رہو، تم نے وعدہ بھی کیا ہے۔

تمہاری والدہ

نورچشم علی سلمہ

دعا اور بہت دعا' تمہارا خط سخت انتظار اور متواتر خطوط بھیجنے کے بعد ملا' بیحد خوشی اور اطمینان حاصل ہوا۔ مگر جو تم نے سندھ جانے کا ارادہ ظاہر کیا ہے اس سے فکر ضرور پیدا ہوگئی ہے' نہیں معلوم وہ کدھر ہے اور وہاں کے حالات کیا ہیں اور کتنے روز رہنا ہوگا اگر عبدو اور طلحہ کی رائے ہو' تو مناسب ہے' مگر تم کل حالات سے اطلاع دو تو بہتر ہے کہ اطمینان ہو جائے' اللہ تعالیٰ تمہیں پوری کامیابی عطا کرے' بس یہی آرزو ہے' یہی وجہ تھی کہ جو اس دور دراز سفر کے لئے گوارہ کر لیا' ورنہ ایسے دل والوں کے لئے سخت دشوار اور ناممکن تھا منظور کرنا۔

تمہیں اس کی حفاظت میں دے چکی' وہ بڑا' خوب حفاظت کرنے اور ساتھ دینے والا ہے' میں کیا کر سکتی ہوں' اوندھی کھوپڑی کی۔

ترے محفوظ کو کوئی ضرر پہنچا نہیں سکتا
عناصر چھو نہیں سکتے' فلک دھمکا نہیں سکتا

بس یہ کہہ کر دل کو سمجھا لیتی ہوں' مگر پورا یقین ہے اس کی رحمت پر' اللہ تعالیٰ سے ہروقت دعا ہے کہ وہ تمہیں توفیق دے نیک کاموں کی' اور علوم دین کے پورے مرتبہ پر پہنچائے اور ثابت قدم رکھے کہ دنیا اور آخرت میں نیک نام ہو۔ آمین!

میری دلی تمنا ہے کہ دونوں جہاں کی خوبیاں تمہیں حاصل ہوں اور تم قابل رشک ہو جاؤ اور میں اپنی کوششوں میں کامیاب ہوں' آمین! یہ سب سفر مبارک ہوں' آمین' اللہ تعالیٰ تم سے وہ کام کروائے جو تمہاری فلاح بہبودی' میرے آرام وراحت اور خدا کی رضامندی اور خوشی کا باعث ہو' آمین' تم اپنی خیریت سے جلد اطلاع دیتے رہو' جہاں بھی ہو' وہ مالک ہے' ہم پر رحم کریگا اور جو کچھ فیض حاصل ہو' مجھے اطلاع دو۔ دعا

تمہاری والدہ

نورِ چشم لختِ جگر علی، سلمہ

دعا۔ تمہارے دو خط آئے، مفصل جس سے اطمینان ہوا۔ اس سے بے حد خوشی ہوئی کہ مولانا احمد علی صاحب کے صاحبزادہ بھی تمہارے ساتھ ہیں، دیکھیں کب تک رہنا ہو، اللہ تعالیٰ جلد کامیاب کرے۔ آمین! خاص وقتوں میں میری یہ دعا ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں وہ علم دے، جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے حاصل کیا، جس سے ایمان کو قوت ہو اور تمہارے جھگڑے پاک ہوں اور اس وقت کے فتنوں سے نجات ہو جائے اور پورا پورا اطمینان ہو۔

میں کہہ نہیں سکتی جو میری خواہش ہے اور جس کے لئے مجھے علم دین حاصل کرنے کی خواہش ہوئی، اللہ تعالیٰ میری آرزو پوری کرے اور دنیا و آخرت میں مجھے سرخ رو اور نیک نام کرے، آمین، تم یوں ہی برابر خط لکھتے رہو تو خدا کا شکر کروں گی۔ ان دنوں ابو الخیر وعظ کہتے ہیں ہر جمعہ کو، میدان پور میں بھی ہوتا ہے، خدا کرے تم لوگوں سے اسلام پھیلے اور کفر گھٹے، آمین، اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو ثابت قدم رکھے، پانچ روپیہ عبدو کو دے دیئے ہیں، پھر ان شاء اللہ ملنے پر بھیجوں گی۔ ماموں صاحب، ماموں جی کو سلام لکھو تو بھائی جی یعنی اپنے ابا جی کو بھی لکھا کرو، محمود، محمد ثانی سلمہما پڑھتے ہیں خدا کرے کہ وہ اس قابل ہو جائیں کہ ان سے راحت ہو۔ والسلام

تمہاری والدہ

نورِ چشم لختِ جگر، نورِ بصر علی سلمہ، طول عمرہ

دعا ہے۔

خدا پر بھروسہ ہے، وہ تمہارا حافظ و ناصر ہے، تم خط برابر لکھتے رہو تو مجھے

تسکین رہے گی' دیکھو ہمت سے زیادہ محنت نہ کرنا' اس موسم میں زیادہ محنت دماغ قبول نہیں کرسکتا' دل ودماغ کی صحت ضروری ہے' اس کا زیادہ خیال رکھو' جہاں تک ممکن ہو ایک ماہ کی محنت ایک دن میں نہ کرنا' اگر تم اس قدر محنت کروگے تو پھر دنیا کیسے برتوگے' دنیا بھی برتنا عبادت ہے' ہمدردی اور حق پرستی پر یہ تمام باتیں خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی کی ہیں' پھر تمام اعزہ اس کے منتظر رہتے ہیں' خاص کر تمہاری طرف سے بہت کچھ امیدیں ہیں' مجھے خواہش ہے کہ تم علم مغرب والوں سے مرتبہ میں زیادہ نکلو کہ علوم دین کی طرف اعتراض کا موقع نہ ملے' اللہ تعالیٰ سے ہروقت دعا ہے کہ تمہیں وہ خوبیاں حاصل ہوں کہ تمام وہ خوبیاں جن پر سب کو فخر ہے' ہیچ ہو جائیں اور علوم دین کے سب شائق ہوں' اللہ تعالیٰ میری آرزو پوری کرے' آمین۔

تم خط جلد جلد لکھتے رہو' ورنہ مجھے بے حد تکلیف ہوگی' عبدو تمہارے طرز عمل سے بے حد خوش ہوئے' مجھے لکھا تھا' یہ پہلا خط تھا جس سے یہ مبارک الفاظ ظاہر ہوئے' مجھے بے حد تمنا تھی کہ عبدو کی زبان سے سنوں' خدا کا شکر ہے کہ یہ خواہش پوری ہوئی' یہ تمنا ہے کہ ہر زبان پر تمہاری نیک نامی اور کامیابی ہو۔ آمین' اللہ تعالیٰ تمہارے نیک ارادے پورے کرے اور تمہیں ثابت قدم رکھے' اور ان کے راستے پر چلا دے جن پر انعام کیا ہے اور تمہارے عمل کو قبول کرے' آمین!

تمہاری والدہ

عزیزی علی سلمہ' دعا ہے۔

تمہارا کارڈ پہنچا' یہ معلوم کرکے بے حد خوشی ہوئی کہ تمہارے پرچے اچھے گزرے اور اس مرتبہ پرچوں میں خطرہ تھا' خدا سے ہروقت دعا کرتی ہوں' اس کی رحمت کا انتظار کرو' جب اس کی رحمت سے نتیجہ ظاہر ہو جائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ

خوش ہو کر آنا اور جب تک نتیجہ نہ معلوم ہو' روز صبح کو سنت اور فرض کے درمیان خشوع و خضوع کے ساتھ سورۂ فاتحہ اکتالیس بار پڑھتے رہو اور اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف' یہ بہت مجرب ہے اور پھر فرض پڑھ کر فاتحہ ایک بار اور الم نشرح تین بار انا انزلناہ گیارہ مرتبہ پڑھ لیا کرو' اول و آخر درود جس قدر ممکن ہو تو دونوں پڑھ لیا کرو اور خدا پر بھروسہ رکھو' یہ مناجات تمہارے لئے میں نے خدا سے کی ہے' خدا کرے مقبول ہو۔ آمین۔

سدا سے ترے مجھ پر انعام ہیں ہیں انعام بھی اور اکرام ہیں
جو مانگا دیا' اور دیا بے طلب پھری میں ترے در سے محروم کب
تھی جو کچھ مجھے فکر سب دور کی میں لائی جو حاجت وہ منظور کی
ترے فضل کی کچھ نہیں انتہا جو آیا ترے در پہ وہ خوش ہوا
تری شان رحمت سے ہے یہ بعید پھرے در سے تیرے کوئی نا امید
کرم کر میرے حال پر بھی کریم کہ ہے نام تیرا غفور و رحیم
مری سعی و کوشش نہ برباد کر ترے در پر آئی ہوں امداد کر
دعا جلد میری یہ ہو مستجاب علی ہو ترے فضل سے کامیاب
وہ ہو کامیابی جو ہو باسند ہو ایسی سند جو کہ ہو مستند
نہ ہو فکر کوئی نہ رنج و تعب تمنائیں برآئیں میری یہ سب
خطاؤں پہ ان کے نہ کر تو نظر یہ بندے ہیں تیرے تو ہی رحم کر
جہاں میں سدا دونوں پھولیں پھلیں سدا یہ شریعت پہ قائم رہیں
یہ سب بہن بھائی رہیں شاد کام یہ سب فضل تیرا ہے پروردگار
خزاں میں جو ہے آج فصل بہار یہ سب فضل تیرا ہے پروردگار

یہ فصل بہاری رہے تاحیات
ہو بہتر کی بہتر حیات اور ممات

تمہاری والدہ

عزیزی علی سلمہ

دعاہے۔ تمہارا خط آیا۔میں بالکل انتظار کر کے تھک کر بیٹھ گئی تھی' جیسے ہی تمہارا خط ملا۔بے حد خوشی ہوئی۔علی' مجھے خدا کی رحمت سے یہ امید قوی ہے کہ تم کسی کے کوئی مرتبے اور کامیابی کا اثر نہ لوگے 'کیونکہ یہ عام ہے اور فنا ہونے والی' قابل رشک وہ ہے جو ہزاروں میں ایک کو ملے اور پھر خدا کی طرف سے ہو'

قسمت کیا ہر شخص کو قسام ازل نے
جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا

تمہیں اس پر فخر کرنا چاہئے' نہایت ہمت اور قوت سے کرنا چاہئے خدا سے دعا کرتی ہوں کہ تمہیں اس سے دلچسپی پیدا کرتا رہے کہ تمام خوبیوں پر ترجیح دیتے رہو' اگر تمہیں ججی یا اور کوئی مرتبہ حاصل ہوتا جو عام ہے تو مجھے اس کے ساتھ ہزار خطرے پیش نظر رہتے' اس نے مجھے تمام برائیوں سے محفوظ رہنے کے لئے ایسی بہتر صورت پسند کی' وہ خود حافظ ونگہبان ہوگا' میری فکر کی کوئی ضرورت نہ تھی' بجائے فکر کے میرے دل کو ہر وقت وہ خوشی حاصل ہوتی ہے' جو کسی ذی مرتبہ کو حاصل نہیں' تم جس قدر فخر کرو کم ہے۔

تمہاری والدہ

عزیزی علی سلمہ

دعاہے۔

تمہارا خط ملا' اطمینان اور خوشی ہوئی کہ تمہیں ناشتہ وغیرہ سے آرام ہے' ندوہ میں زیادہ رہنے کے عبدو خلاف تو نہیں' اگر وہ اس کے مخالف نہیں تو بہتر ہے' تم خود سمجھ سکتے ہو'تبلیغ میں کوشش کرتے رہو کہ ترقی ہو۔

ابتداء میں جو جوش اور شوق تھا تمہیں اور عبدو کو بھی اس میں کچھ کمی معلوم ہوتی ہی' یہ ضرور ہے کہ ابتدائی حالت نہیں رہ سکتی' مگر سلسلہ جاری رہے۔شوق بھی

بڑھتا رہے گا' اللہ تعالیٰ سے یہ دعا ہے کہ تم سے وہ کام کروائے' جو اپنے نیک اور مقبول بندوں سے کروائے ہیں اور تکبر و غرور اور ریا سے بچائے اور تمہاری ترقی و کامیابی قابل رشک ہو۔ آمین!

اللہ تعالیٰ میری سب دعائیں قبول کرے۔ آمین!

تمہاری والدہ

۱۳۷٦ھ

از خواتین اور دین کی خدمت

مولفہ مفکر اسلام

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی دامت برکاتہم

بچے کے لئے ماں کا پہلا تحفہ

ماں کا دودھ ایک مکمل غذا ہے' اس میں وہ سب کچھ ہوتا ہے جس کی ایک شیر خوار بچے کو ضرورت ہوتی ہے' بلاشبہ ماں کے دودھ میں وہ تمام ضروری اجزا پائے جاتے ہیں جن کا نعم البدل کوئی مصنوعی دودھ فراہم نہیں کر سکتا۔

ہر نوزائیدہ بچے کے لئے ماں کا دودھ بہترین غذا ہے اور ماں کی طرف سے پیدا ہونے والے بچے کے لئے پہلا تحفہ۔ بچے کے پیدا ہونے کے بعد کھیس یا پیوسی (Colustrum) کا افراز ہوتا ہے۔ کھیس میں پروٹین' چکنائی جذب کرنے والے حیاتین اور دیگر صحت بخش خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ ماہرین کے مطابق کھیس نوزائیدہ بچے کے لئے بہترین متوازن اور صحت بخش غذا ہے۔

اب یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ جہاں آنول نال بچے کو فراہمی غذا کا کام چھوڑتی ہے' ماں کا دودھ اس ذمے داری کو سنبھال لیتا ہے۔ یہ ایسے بہت سے زندہ خلیوں پر مشتمل ہوتا ہے جو نوزائیدہ کو ان بے شمار عوامل سے محفوظ رکھتے ہیں جو امراض کا سبب بنتے ہیں۔

میں بھی معاون ہوتا ہے۔یہ گویا ایک قدرتی طریقہ ہے جس کے ذریعہ سے ماں دوبارہ اپنی اصلی حالت میں آتی ہے۔اگر کوئی ماں بچے کو اپنا دودھ نہیں پلاتی تو اسکا رحم سکڑ کر اپنی اصل حالت پر نہیں آئے گا۔کبھی دودھ پلانے میں ماں کے پیٹ میں درد بھی ہوتا ہے لیکن اس درد سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔یہ درد رحم کے سکڑنے کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اگر ماں دودھ پلاتی رہتی ہے تو دوران حمل جمع ہو جانے والی چربی بھی گھل جاتی ہے کیوں کہ چربی کا یہ ذخیرہ دودھ کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے۔چھاتی سے دودھ پلانے کا عمل معاشی لحاظ سے بھی فائدہ بخش ہے۔اس کے علاوہ سفر وسیاحت کے دوران بھی یہ مشکل پیش آتی ہے کہ بچے کی دودھ کی بوتل کیسے تیار کی جائے اور دودھ کہاں سے حاصل کیا جائے لیکن اپنا دودھ پلانے والی مائیں ان مسائل سے بچی رہتی ہیں۔

پہلا تجربہ

پہلے بچے کی ولادت کے بعد بچے کو جب کوئی ماں اپنا دودھ پلانے لگتی ہے تو اسے کئی ایک مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ناتجربہ کاری کی وجہ سے وہ بے حد پریشان بھی ہو سکتی ہے۔وہ ذہنی دباؤ میں بھی آسکتی ہے اور اسطرح دودھ کا بہاؤ کم ہو جاتا ہے۔اسی طرح اگر وہ گھریلو کام کاج اور دوسرے بچوں کی وجہ سے پریشان ہے تو بھی دودھ کی افزائش ٹھیک طور پر نہیں ہو سکتی۔ہو سکتا ہے ماں کو اپنے شوہر اور دیگر افراد خانہ سے کافی پیار اور خلوص نہ مل رہا ہو جب کہ اسے محبت کی ضرورت ہوتی ہے۔یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ صرف ایک بار بچے کو اپنا دودھ پلا کر گھریلو کام کاج میں مصروف ہو جانا چاہتی ہو۔ایک اہم عامل یہ ہے کہ ماں پر اعتماد نہ ہو' اسے اس سلسلے میں بامقصد' پر عزم اور پر اعتماد ہونا چاہئے۔

بہت سی ماؤں کو یہ خدشہ بھی ہوتا ہے کہ بچے کو دودھ پلانے سے ان کی

چھاتیاں لٹک جائیں گی' لیکن چھاتیاں عمر کے ڈھلنے کے ساتھ ڈھلتی ہیں -یہی وجہ ہے کہ جو عورتیں بچوں کو اپنا دودھ نہیں پلاتی ہیں' کچھ عرصے کے بعد ان کو بھی یہی شکایت ہو جاتی ہے -

قلاع (منہ میں چھالے) بچوں کے منہ کی ایک عام متعدی بیماری ہے -جب بچے کے منہ پر سفید تہ جمی ہو تو یہ دودھ ہو سکتا ہے' لیکن اگر قلاع ہو تو اسے فوراً معالج کے پاس لے جایئے -تاہم اس کے باوجود بچے کو ماں کے دودھ کی فراہمی نہیں روکنا چاہئے -

ایک ذہنی پریشانی اس وقت بھی پیدا ہوتی ہے جب ماں کو بچے کی بھوک کا پتہ نہیں ہوتا اور اس لاعلمی کی وجہ سے مائیں یہ سمجھتی ہیں کہ ان کا دودھ ناکافی ہے -

بوتل اور چھاتی سے دودھ کا اخراج یکساں مقدار میں نہیں ہوتا -چنانچہ یہ ممکن ہے کہ بوتل سے دودھ پینے پر بھی بچہ بھوکا رہے' لیکن جب بچہ ماں کا دودھ پیتا ہے تو ماں کو دودھ کے اخراج کے ساتھ ساتھ یہ پتہ چلتا رہتا ہے کہ بچے کو کافی دودھ مل گیا ہے یا نہیں -

چھاتی اور پھر بوتل سے یکے بعد دیگرے دودھ پلانے سے بھی کئی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں -اگر ایک بچہ بوتل سے دودھ پیتا ہے تو ماں کا دودھ پیتے وقت وہ درست طریقے پر دودھ نہیں پی سکے گا -بوتل سے دودھ پینے والا بچہ جب ماں کا دودھ پیتا ہے تو کچھ سست سا ہو جاتا ہے -اس سستی کے باعث وہ دودھ صحیح طریقے سے حاصل نہیں کر پاتا-

ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ مائیں بے آرامی اور دکھوں کا مقابلہ نہیں کر سکتیں -کئی ایک بار چھاتیاں دودھ سے خوب بھر جاتی ہیں اور ان میں درد ہوتا ہے - عموماً بچہ درست طور پر نہیں لیٹ پاتا اور اسکے لئے دودھ حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے - اس لئے ضروری ہے کہ مائیں بچوں کو ٹھیک طور سے اپنی گود میں لٹانے کا طریقہ جانیں تاکہ ان کا بچہ پیٹ بھر کر دودھ پی سکے -

غذائیں' دوائیں اور احتیاط

ماؤں کو اس بات کا خاص طور پر دھیان رکھنا چاہئے کہ جو دوائیں بھی وہ کھاتی ہیں' ان کے دودھ میں شامل ہوتی ہیں' اس لئے انہیں ہر دوا اپنے معالج کے مشورے سے استعمال کرنی چاہئے۔ اور معالج کو یہ بتا دینا چاہئے کہ وہ اپنے بچے کو دودھ پلا رہی ہیں۔ اسی طرح بہت سی غذائیں بھی ہیں جو بڑی مقدار میں کھانے پر ماں کے دودھ میں شامل ہو جاتی ہیں اور بچے کے لئے مضر ہو سکتی ہے۔

بلاشبہ ماں کا دودھ اس کے بچے کے لئے نہ صرف ایک اچھی قدرتی غذا ہے بلکہ ایک ماں کی طرف سے اپنے بچے کو پہلا اہم اور بہترین تحفہ بھی ہے۔

شیرخوار بچوں کی بیماری کا ایک اہم سبب

اپنے بچوں کی صحت کسے عزیز نہیں ہوتی ہر ماں یہ چاہتی ہے کہ اس کے بچے صحت مند' تندرست و توانا رہیں خوبصورت پھولوں اور کلیوں کی طرح کھلیں چٹکیں ان کی ننھی جانوں کی قلقاریوں سے گھر گونجے لیکن اگر بچے بیمار پڑ جائیں اور کسی تکلیف میں مبتلا ہو جائیں تو ماؤں کا بے چین ہونا اور نمازوں کے بعد دعائیں مانگنا اور صدقہ کا اہتمام کرنا یقینی ہے یہاں پر ہم شیرخوار اور بعض اوقات نونہال بچوں کی بیماری اور تکلیف کا ایک اہم سبب لکھتے ہیں امید ہے اس کو پڑھ کر مائیں اس کوتاہی سے بچنے کی بھرپور کوشش کریں گی اور گھر کی دوسری خواتین' پڑوسیوں اور بہنوں کو بھی اس کی ترغیب دیں گی۔

فیڈر اور چوسنی

بچوں کو بیمار کرنے میں جو کمال چوسنی کو حاصل ہے وہ کسی اور چیز کو نہیں۔

مائیں بچوں کو مصروف رکھنے یا خود کو فراغت دلوانے کے لئے بچے کے منہ میں چوسنی دے دیتی ہیں۔ کچھ بچوں کے گلے میں دھاگہ ڈال کر چوسنی مستقل لٹکی رہتی ہے۔ جہاں وہ رویا چوسنی منہ میں دیدی اور وہ مطمئن ہو گیا۔ اسی لئے انگریزی میں اسے BABY SOOTHERS کہتے ہیں۔ بچوں کو سکون یا اطمینان دلانے والا یہی ذریعہ ان کے پیٹ میں جراثیم کے دخول کا باعث بنتا ہے۔ وہ اس طرح کہ منہ میں چوسنی یا فیڈر دیتے وقت ماں کے ہاتھ نپل پر ضرور لگتے ہیں بلکہ دینے سے پہلے نپل کو دبا کر بھی دیکھا جاتا ہے۔ چونکہ کسی کے ہاتھ کبھی بھی جراثیم سے پاک نہیں ہوتے اس لئے آلودہ ہاتھ چوسنی کو جراثیم آلود کر کے بچے کے گلے اور پیٹ میں سوزش کا آغاز کرتے ہیں۔

میو ہسپتال کے شعبہ امراض اطفال کی پروفیسر کا کہنا ہے کہ چوسنی چوسنے والا بچہ کبھی تندرست نہیں رہ سکتا۔ اس کا گلا ہمیشہ خراب رہتا ہے۔ اس کے حلق اور پھیپھڑوں میں سوزش کی وجہ سے کھانسی مستقل رہتی ہے۔ جب یہ جراثیم آلود تھوک یا بلغم پیٹ میں جاتا ہے تو اسہال ہوتا ہے۔

چار ماہ کی عمر تک بچے کی جسمانی اور غذائی ضروریات میں اضافہ ہو جاتا ہے اور اس عمر کے بعد اسے دودھ پر رکھنا اسے فاقہ دینے کے مترادف ہے۔ دودھ کے علاوہ اسے ٹھوس غذا کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس میں دلیہ۔ آلو۔ کیلا۔ کھچڑی وغیرہ شامل ہیں۔ بعض بچے نئے ذائقوں کو آسانی سے قبول نہیں کرتے۔ ان کو عادت پڑنے میں دو ایک دن لگتے ہیں۔ مائیں جب یہ دیکھتی ہیں کہ وہ کچھ نہیں کھا رہا تو اس کو زبردستی دودھ دیتی ہیں۔ سوتے میں اس کے منہ میں فیڈر دیا جاتا ہے۔ فیڈر کی چوسنی اور اسکا اندرونی حصہ جراثیم کے اہم مراکز ہیں۔ ۱۲-۱۰ سال کے لاڈلے بچوں کو فیڈر سے دودھ پیتے دیکھا گیا ہے۔ کھانسی اور اسہال کا مستقل شکار ہونے کے ساتھ ساتھ چوسنی پر دباؤ رکھنے کی وجہ سے ان کے سامنے کے دانت اور تالو ٹیڑھے ہو جاتے ہیں۔

فیڈر کو صاف رکھنے کے لئے اسے ابالنے کا طریقہ درست ہے۔ مگر اس عمل

میں چوسنی کا ربڑ خراب ہو جاتا ہے۔کیمیاوی جراثیم کش ادویہ سے فیڈر صاف ہو سکتا ہے مگر ان کا جسم کے اندر جانا مناسب نہیں۔اس ساری مصیبت کا آسان حل یہ ہے کہ فیڈر صرف مجبوری کی حالت میں دیا جائے اور جیسے ہی بچہ قبول کر سکے اسے پیالی۔گلاس یا چمچ کے ساتھ دودھ پلائیں۔بلکہ دودھ کی بجائے اس کے مرکبات از قسم سویاں۔کسٹرڈ۔کارن فلور۔دلیہ۔وغیرہ دیں جس میں دودھ کے ساتھ ٹھوس اور مقوی غذائیں بھی شامل ہوتی ہیں چوسنی کا استعمال کسی طور جائز اور محفوظ نہیں۔(ماخوذ از علاج نبوی اور جدید سائنس ''ڈاکٹر خالد غزنوی'')

بچوں کی پرورش سے متعلق تدبیروں اور احتیاطوں کا بیان

(۱) بچوں کے لئے سب سے بہتر غذا ماں کا دودھ ہے بشرطیکہ ماں کے دودھ میں خرابی نہ ہو' اگر ماں کا دودھ کسی بیماری کی وجہ سے خراب ہو تو سب سے مضر ماں کا دودھ ہے۔تندرست ماں اگر خالی پستان بھی بچے کے منہ میں دے تو بچہ کو فائدہ پہنچتا ہے۔اگر یہ عادت کر لیں کہ ہر دفعہ دودھ پلانے سے پہلے ایک انگلی شہد چٹا دیا کریں تو بہت مفید ہے۔

(۲) جب بچہ سات دن کا ہو جائے تو گہوارے میں جھلانا اور لوری (دینی خدود میں رہتے ہوئے جمع کئے ہوئے چند اشعار پر مشتمل گیت) سنانا اس کو بہت مفید ہوتا ہے۔گود میں یا گہوارے میں لٹا دیں بچہ کا سر اونچا رکھیں۔

(۳) بچہ جس وقت سے پیدا ہوتا ہے اسکا دماغ کیمرے کی سی خاصیت رکھتا ہے' جو کچھ دیکھتا ہے سنتا ہے وہ محفوظ کرتا رہتا ہے اس کے سامنے دوسرے کسی بچے کو بھی زور سے ڈانٹنا نہیں چاہئے۔جتنا تمیز سلیقے سے باتیں کریں گے اتنا ہی یہ بچہ بھی سلیقہ اور تمیز سے بات کرنا سیکھے گا بچہ کے سامنے کوئی بری بات' تیز آواز نہ نکالیں ذکر کرتی رہیں' دعائیں پڑھتی رہیں۔

(۴) جب دودھ چھڑانے کے دن نزدیک آجائیں اور بچہ کھانے لگے تو اس کا خیال رکھیں کہ کوئی سخت چیز ہرگز نہ چبانے دیں۔ اس سے ڈر ہے کہ دانت مشکل سے نکلیں اور ہمیشہ کیلئے دانت کمزور رہیں گے اسی طرح چاکلیٹ، سویٹ، گھٹیا قسم کی ٹوفیوں، وغیرہ کی بجائے گھر کی بنی ہوئی اچھی اور صاف ستھری چیزیں دیں۔

(۵) ایسی حالت میں نہ غذا پیٹ بھر کر کھلائیں، نہ پانی زیادہ پلائیں، اس سے معدہ ہمیشہ کیلئے کمزور ہو جاتا ہے اگر ذرا بھی پیٹ پھولا دیکھیں تو غذا بند کر دیں اور جس طرح ہو سکے بچہ کو سلا دیں اس سے غذا جلدی ہضم ہو جاتی ہے ایسی حالت میں بد ہضمی سے بچانے کا خاص خیال رکھیں۔

(۶) جب مسوڑھے سخت ہو جائیں اور دانت نکلتے معلوم ہوں تو سر اور گردن پر تیل خوب ملا کریں اور کبھی کبھی شہد دو دو بوند نیم گرم کر کے کانوں میں ڈال دیا کریں کہ میل نہ جمے اور لیڈی ڈاکٹر سے پوچھ کر ایسی دوا کا استعمال کریں کہ دانت آسانی سے نکلیں کبھی دانتوں کے مشکل سے نکلنے کی وجہ سے بچہ کے ہاتھ جسم اینٹھنے لگتے ہیں اس وقت سر اور گردن پر تیل ملیں، اور کبھی کبھی نمک اور شہد ملا کر مسوڑھوں پر ملتے رہیں، اس سے منہ نہیں آتا اور دانت بہت آسانی سے نکلتے ہیں۔

(۷) جب بچے کی زبان کچھ کھل چکے تو کبھی کبھی زبان کی جڑ کو انگلی سے مل دیا کریں اس سے بہت جلدی صاف بولنے لگتا ہے۔ (ماخوذ از خلاصہ بہشتی زیور ص ۷۲)

(۸) حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بری عادتوں سے بھی تندرستی خراب ہو جاتی ہے لہٰذا بچہ کی عادتیں درست رکھنے کا بہت خیال رکھیں جتنا آپ اس ایک بچے کا خیال رکھیں گی اس کی صحیح تربیت کریں گے تو یہ بچہ کل بڑا ہو کر جو بھی اچھا کام کریگا اور دنیا میں اس کی وجہ سے جتنی خیر اور بھلائیاں وجود میں آئیں گی۔ آپ اس کا سبب بنیں گی۔

آپ حمل کے زمانہ میں اور دودھ پلانے کے زمانہ میں بہت اہتمام سے وقت

پر نماز پڑھ لیتی ہیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ خود یقیناً تجربہ سے دیکھ لیں گی کہ یہ بچہ بھی بڑا ہو کر وقت پر اہتمام سے نماز پڑھنے والا بنے گا۔

اسی طرح حتی الامکان کوشش کریں کہ غصے کو دبائیں اور صبر کریں مثلاً بڑی بچی نے فریج کھولا' آپ نے جو مہمانوں کیلئے کسٹرڈ پکایا تھا وہ بچی سے گر گیا۔ آپ کو پتہ ہے۔ بچی کے ابو مہمانوں کو لائیں گے ان کی ڈانٹ مجھے سنی ہوگی مہمان بغیر کسٹرڈ کے جائیں گے۔ آپ کو بہت غصہ آیا آپ نے اسکو ڈانٹنے کے بجائے اس پر صبر کیا۔ اَنَّا

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ . اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ فِيْ مُصِيْبَتِيْ وَاخْلُفْ لِيْ خَيْرًا مِّنْهَا. (مشکوٰۃ کتاب الجنائز ص۱۴۰ حدیث ۱۵۲۵)

یعنی اللہ ہی کی دی ہوئی تھی ہم سب اللہ ہی کے ہیں اور آج یہ چیز چلی گئی ہم بھی ایک دن اللہ کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یا اللہ! اس مصیبت پر ہمیں اجر و ثواب عطا فرما۔ اور اس کے بدلے ہمیں اس سے بہتر عطا فرمائے۔ دعا پڑھی۔

پھر اس بچی کے سر پر ہاتھ پھیر کر اسکو تسلی دی بیٹی گھبراؤ نہیں جو کچھ ہوا وہ اللہ کے حکم سے ہوا اس میں کوئی خیر ہوگی۔ اللہ نے ہمیں بڑی مصیبت سے بچایا کیا پتہ تم سیڑھی سے گر جاتیں' ہاتھ وغیرہ پر چوٹ آجاتی لیکن اللہ نے بڑی مصیبت سے بچا دیا اور یہ چھوٹی مصیبت آگئی۔

اور بیٹی! اس میں تمہاری کوئی غلطی نہیں تھی میں نے ہی فریج میں آگے رکھ دیا تھا۔ لیکن بیٹی ہمیں آخرت میں اس پر بھی ثواب ملے گا' اس لئے کہ دنیا میں مسلمان پر جو بھی مصیبت آتی ہے اس سے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں' اور آخرت میں اس پر ہمیں اجر ملتا ہے اس لئے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ کا ارشاد اس بارے میں اسی طرح کا ہے۔

لیکن بیٹی ایک بات کا خیال رکھو۔ کہ آپ کو فریج میں سے آئندہ کوئی چیز چاہئے ہو تو مجھ سے کہنا۔ آپ کو جس چیز کی ضرورت ہوگی میں آپ کو دے دوں گی' آپ ہی کیلئے تو کسٹرڈ بنایا ہے۔ بیٹی کا جواب سنئے' پانچ سال کی حفصہ آپ کو کہے گی۔

میری پیاری امی! اب مجھ سے غلطی ہوگئی آئندہ کبھی ایسا نہیں کروں گی' اچھا میری اچھی امی مجھے معاف کر دیجئے اور میرے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے گا کہ آئندہ میں ایسی گندی بچی نہ بنوں۔

پھر بچی آپ سے پوچھے گی امی!

ابو آپ کو ڈانٹے گے تو نہیں یا مجھے ماریں گے تو نہیں آج باہر سے ان کے مہمان آئیں گے تو امی آپ میرا نام نہ لیجئے گا۔

بیٹی .... تم فکر نہ کرو اور تم تین مرتبہ کلمہ اور درود شریف پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ اب ابو نہ ڈانٹیں اور میں ابو سے تمہارا نام نہیں لوں گی ان کو کہہ دوں گی اللہ پاک کے حکم سے گر گیا ان شاء اللہ وہی ان کو صبر عطا فرمائیں گے۔

ان کو مین ابھی فون کر دیتی ہوں۔ وہ آفس سے آتے آتے کوئی میٹھی چیز (سوئیٹ ڈش) لے آئیں گے۔

اب آپ یقین کیجئے یا نہ کیجئے' شک ہو تو تجربہ کر کے دیکھ لیجئے آپ کا اس وقت صبر کرنا' غصہ کا کڑوا گھونٹ پی لینا (جو بڑا مشکل کام ہے کہ صبح سے جو آپ نے محنت کی تیاری کی بڑی مشکل سے چیزیں جمع کیں وہ ساری محنت معصوم بچی کی غفلت نے ضائع کر دی) آپ کی اس معصوم بچی پر' اور آپ کے پیٹ میں ہونے والے بچے پر وہ اثر دکھلائے گا کہ جب یہی بچے جوان ہوں گے تو

انسانیت کے گلشن میں نئے پھول کھل جائیں گے۔

ہزاروں لاکھوں کی آنکھوں میں محبت کے دیئے جل جائیں گے۔

بزرگوں اور ماؤں کی دعاؤں کا نتیجہ بنیں گے۔

ہزاروں مسلمانوں کے خوابوں کی تعبیر بنیں گے۔

آپ کی آنکھوں کے تارے اور لاکھوں انسانوں کی ہدایت کا سبب بنیں گے۔

لہٰذا یاد رکھئے! انسانیت سازی کا کام بہت ہی مشکل ہے اور انتہائی صبر آزما کام ہے۔ بہت ہی اجر و ثواب دلانے والا کام ہے۔ یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ نے

نیک اولاد کو ان تین چیزوں میں شمار فرمایا ہے۔جن کا ثواب موت کے بعد بھی جاری رہے گا یعنی صدقہ جاریہ بنے گا۔

دیکھیں! دنیا میں آپ جو بھی کام کریں گی وہ وقتی ہو گا اس کا ثواب اسی وقت ملے گا لیکن بعض کام ایسے ہیں کہ جس کا ثواب آپ کو آپ کے والدین اور آپ کے شوہر اور ان کے والدین کو ملتا ہی رہے گا۔اور وہ اولاد کی صحیح تربیت ہے' آپ قبر میں چلی جائیں گی لیکن یہ نیک اولاد چونکہ اچھی صفات کی حامل ہوں گی جہاں جائیں گی ان سے نیکیاں ہی پھیلیں گی۔ لہٰذا آپ ضرور اپنے تمام معاملہ میں صبر کے دامن کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔

غصہ و ڈانٹ ڈپٹ' دنیا کی چھوٹی موٹی سی چیز کے گم ہو جانے ٹوٹ جانے' خراب ہو جانے پر معصوم نونہالوں شاہین صفت بچوں پھول کی طرح معصوم' جگر کے ٹکڑوں موتیوں اور ہیروں کو ذلیل نہ کیجئے' رسوا نہ کیجئے' خوف نہ دلایئے' مار پٹائی نہ کیجئے' طعنے نہ دیجئے۔

یاد رکھئے! انسانیت کے باغ کے مالی' مسلمانوں کے گلشن کے پودے وہی بچے اور بچیاں بنے ہیں جو بہت ہی حکیمہ' حلیمہ' نیک ماؤں کی گودوں میں تربیت پا چکے ہیں۔اس کی تفصیل ہم یہاں نہیں لکھ سکتے' ہم آپ کو مشورہ دیتے ہیں کہ آپ اپنی اولاد کو نیک اور صالح سمجھدار' بہادر' امت وملت کے خادم و قائد بنانے کیلئے ''اسلام اور تربیت اولاد'' مترجمہ مولانا حبیب اللہ مختار صاحب ''جو تم مسکراؤ تو سب مسکرائیں'' ان دو کتابوں کا ضرور مطالعہ کیجئے' ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے آپ کو اور آپ کے بچوں کو بہت ہی فائدہ ہو گا۔

(۹) بچوں کو کسی خاص غذا کی عادت نہ ڈالیں بلکہ سب موسمی چیزیں کھلاتے رہیں' تاکہ عادت رہے' البتہ بار بار بے ترتیبی سے نہ کھلائیں' جب تک ایک چیز ہضم نہ ہو جائے دوسری نہ دیں' اور کوئی چیز اتنی نہ کھلائیں کہ ہضم نہ ہو سکے' اور زیادہ پانی نہ دیں اور بچپن سے خاص کر کھٹی چیزیں نہ دیں جس قدر اللہ تعالیٰ نے گنجائش

دی ہو بچہ کو اچھی غذا کھلائیں ' بجائے فضول چیزوں ' مختلف مہنگے مہنگے کپڑوں ' اور بچپن سے سونے وچاندی کے زیورات خریدنے کے یہ پیسہ اچھی غذاؤں پر خرچ کریں کہ اس عمر میں ' خصوصا حمل کے دوران اور بچپن کے شروع کے سالوں میں جو کچھ طاقت بدن میں آئی تمام عمر کام آئے گی ' اور تمام عمر بچہ اللہ کے حکم سے صحت مند ' خوبصورت توانا ہو گا ' اور بہت سی عارضی بیماریوں و جراثیم سے مقابلہ کرنا آسان ہو گا اور یہ بچہ جلد بیماریوں کا شکار نہ ہو سکے گا خاص کر سردیوں کے موسم میں خشک میوہ یا تل کے لڈو ' گڑ ' وغیرہ بچہ کیلئے لائیں اور خود اپنے مزاج کے موافق طاقت کی چیزیں استعمال کریں۔

(۱۰) بچوں کو محنت کی عادت ضرور ڈالیں حدود کے اندر رہتے ہوئے اچھلنے کودنے ' کھیلنے سے منع نہ کریں ' بلکہ اچھے بچوں کے ساتھ ضرور کھیلنے دیں الغرض بچے کو بچپن میں بچہ ہی بننے دیں اگر سختی سے بچہ کو بچپن کے کاموں سے روکا کہ مستیاں مت کرو معمولی شور بھی مت مچاؤ ' ایک دوسرے سے معمولی جھگڑا بھی مت کرو تو بچہ ذہین وسمجھ دار نہیں بن سکے گا اسی لئے کہتے ہیں جو بچپن میں جتنا تیز ہوتا ہے اتنا ہی وہ بڑا ہو کر ہوشیار ' چالاک ' چست چاق وچوبند ہوتا ہے اگر وہ کسی سے اپنا حق نہیں مانگے گا ' جو اس کو مارے گا ' اس کو نہیں مارے گا ' بلکہ روتے ہوئے امی کے پاس آجائے گا تو وہ بڑا ہو کر اپنا دفاع کرنا کیسے سیکھے گا ' بہادری جرات مندی ' کے اوصاف اس میں کیسے آئیں گے آنے والے اچھے برے حالات کا وہ مقابلہ کیسے کر سکے گا اس لئے بچے کو بچہ ہی رہنے دینا چاہئے۔

اکثر مائیں جب بچے کو کہیں باہر لیجاتی ہیں اور وہ مستیاں کرتا ہے تو اسکو مارتی ہیں ڈانٹتی ہیں۔ حالانکہ حدود کے اندر رہتے ہوئے اسے کھیلنا کودنا ' مذاق مستیاں کرتے رہنا چاہئے تاکہ اس کی نشوونما ہو ورنہ وہ بچہ بیوقوف معلوم ہوتا ہے۔ اور لوگ اس کو بزدل کہتے ہیں اور اسکا بہادر وچالاک بننا مشکل ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ بچپن ہی میں استاد بن گئے تھے ' چھوٹی عمر سے ہی حدیث سنایا کرتے تھے اور درس میں بڑی

عمر کے شاگرد بھی ہوتے۔

ایک مرتبہ کھیلنے لگ گئے شاگرد بہت حیران ہوئے تو فرمایا۔

الصّبی صبی ولو کان ابن نبیّ

بچہ بچہ ہوتا ہے اگرچہ نبی کا بیٹا ہو۔

اسی طرح حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں ایک والد اپنے دو بچوں کو لے گئے اور انکو پہلے سے بہت سمجھایا تھا کہ دیکھو مستی مت کرنا' اچھلنا کودنا مت تو وہ بچے چپ چاپ بیٹھے رہے' مولانا نے فرمایا بھائی تم بچوں کو نہیں لائے' یہ تو بڑے ہیں۔

لہذا بچوں کو بچپن میں کھیلنے دیجئے' حدود کے اندر رہتے ہوئے اچھلنے پھدکنے دیجئے ان کی ہر شرارت پر منہ نہ چڑھایئے اللہ تعالیٰ مسلمان ماؤں کو صبر عطا فرمائے اور بچوں کی صحیح طور پر تربیت کرنے والا بنائے آمین!

بچیوں کی تربیت کی فضیلت

حضور اکرم ﷺ نے بچیوں کی تربیت کے متعلق ارشاد فرمایا ہے:

من عال جاریتین حتی تبلغا جاء یوم القیمة أنا وهو کهاتین وضم أصابعه ای معًا (صحیح مسلم)	جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی یہاں تک کہ وہ بالغہ ہوئیں قیامت کے دن میں اور وہ اس طرح آئیں گے (یہ فرماتے ہوئے آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ملاکر اشارہ فرمایا)۔

ایک اور حدیث میں فرمایا۔

جس نے دو لڑکیوں کی پرورش کی میں اور وہ دونوں جنت میں اس طرح داخل ہوں گے (یہ فرماتے ہوئے آپ نے اپنی دو انگلیوں) یعنی شہادت والی انگلی اور اسکے برابر والی انگلی کو ملاکر اشارہ فرمایا۔ (ترمذی)

غور کیجئے! اتنی بڑی خوشخبری لڑکیوں کی تربیت پر آتی ہے لہذا کسی مسلمان کو

لڑکی پیدا ہونے پر رنج وغم نہ کرنا چاہئے بلکہ خوب خوب خوش ہونا چاہئے کہ میں ان کی صحیح تربیت کروں گی۔ ان کو دین کا علم سکھاؤں گی۔ قرآن کریم یاد کراؤں گی۔ احادیث یاد کراؤں گی، نیک ماحول میں ان کی تربیت کروں گی تو ان کے ذریعے مجھے اتنی بڑی سعادت ملے گی کہ حضور اکرم ﷺ کی معیت نصیب ہوگی۔ آپ ﷺ کے ساتھ جنت میں داخلہ نصیب ہوگا۔

اس طرح دوسری حدیث میں تین بچیوں کی تربیت کی بھی فضیلت آئی ہے۔

عن ابی سعید الخدری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من کانت له ثلاث بنات وثلاث اخوات او بنتان او اختان فاحسن صحبتهن واتقی الله فیهن فله الجنة (ترمذی ص ۱۳ ج ۲) مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی۔

ترجمہ: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس شخص کی تین لڑکیاں یا تین بہنیں ہوں یا دو لڑکیاں یا دو بہنیں ہوں اور وہ ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے اور خوش دلی سے انہیں برداشت کرے اور ان کے بارے میں اللہ سے ڈرتا رہے تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

اسی طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ ایک عورت میرے پاس آئی جس کی دو بچیاں تھیں اس نے مجھ سے سوال کیا میرے پاس اس وقت صرف ایک کھجور تھی میں نے اس عورت کو دیدی تو اس عورت نے اس کھجور کے دو ٹکڑے کئے دونوں بچیوں کو آدھی آدھی کھجور دیدی اور اس میں سے کچھ بھی نہیں کھایا۔ پھر وہ میرے پاس سے واپس چلی گئی۔ حضور ﷺ جب گھر تشریف لائے تو میں نے یہ واقعہ بتلایا تو آپ ﷺ نے فرمایا

من ابتلی البنات بشیء فأحسن الیهن کُنَّ له ستراً من النار.

(اخرجہ الشیخان والترمذی) (صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ والاداب حدیث نمبر ۶۲ ۷ ۴)

جو شخص (مرد و عورت) ان بچیوں کی وجہ سے کسی قسم کی آزمائش میں مبتلا ہوا لیکن اس نے اس حال میں بھی ان بچیوں کے ساتھ حسن سلوک ہی کیا تو یہ بچیاں اس کے لئے جہنم کی آگ سے پردہ بن جائیں گی۔

بتایئے! ان احادیث میں اللہ تعالیٰ کے نبی دو جہاں کے سردار ﷺ کتنی خوشخبری سنا رہے ہیں کہ لڑکی کے ماں باپ کو کتنا خوش ہونا چاہئے ایک دوسرے کو جنت کی بشارت دینی چاہئے کہ یہ بچی ہمیں جنت میں داخل کروانے کا اور جہنم سے بچاؤ کا سبب ہوگی۔

بچے کی پیدائش کے بعد نماز و تلاوت کا حکم

اس کتاب میں تمام مسائل کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے لیکن پھر بھی بعض ایسے مسائل جن کا تعلق ہر وقت انسان کی زندگی سے رہتا ہے' ان کو اختصار کے ساتھ بیان کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے لیکن اس کتاب میں جو سب سے اہم چیز ہے وہ یہ ہے کہ اگر آپ کو ذاتی طور پر کوئی مسئلہ معلوم کرنا ہو تو ہم نے اس کتاب کے آخر میں کراچی کے بڑے بڑے علماء و مفتیان کرام کے فون نمبر دیئے ہیں جن سے آپ آسانی کے ساتھ کوئی بھی مسئلہ معلوم کر سکتے ہیں۔

اسی طرح فیکس کے ذریعہ پوچھ لیں یا خط کے ذریعہ معلوم کر لیں لیکن مختصر اور ضروری مسائل کیلئے بہشتی زیور کا ہر گھر میں ہونا انتہائی ضروری ہے اور مولانا عاشق الٰہی صاحب کی کتاب ''تحفہ خواتین'' بھی ہونا ضروری ہے۔ ہر مسلمان حاملہ عورت کو چاہئے کہ وہ بہشتی زیور خرید کر اس کو ضرور پڑھے تاکہ شریعت کے بہت سے مسائل جو ایسے مواقع کیلئے ہیں ان کا صحیح علم ہو جائے اگر اس میں کوئی مسئلہ نہ سمجھ میں آئے تو

اسکو کسی مفتی صاحب سے فون پر معلوم کرلیں۔

یاد رکھئے! ہر ایسے شخص سے جو نام کے عالم شمار ہوتے ہوں' یا مکمل ماہر عالم نہ ہوں بلکہ لوگ ان کو مولانا کہتے ہوں باقاعدہ کسی مدرسے سے مکمل عالم کا کئی سالوں کا کورس نہ کیا ہوا ہو تو ان سے مسائل بالکل نہ پوچھیں بلکہ ایسے ماہر علماء سے پوچھیں جن کا رات دن کام ہی یہ ہو کہ وہ قرآن وحدیث کے درس دینے وفتویٰ لکھنے اور لوگوں کو دینی مسائل بتانے میں مشغول ہوں' اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے دین ودنیا کے کاموں میں علماء سے مسائل پوچھ پوچھ کر عمل کرنے اور کرانے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

مسئلہ نمبر۱:۔بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون آتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ اس کی مدت چالیس دن ہے' اور کم کی کوئی حد نہیں' بعض عورتوں کو تھوڑے ہی دنوں بعد خون بند ہو جاتا ہے۔ان کو چاہئے کہ اب وہ پاک ہوگئیں ہیں غسل کرکے فوراً نمازیں شروع کر دیں چالیس دن تک وہ انتظار نہ کریں جب خون بند ہو گیا' اب غسل کرکے نمازیں شروع کر دیں۔

مسئلہ نمبر۲:۔اگر پہلا بچہ پیدا ہوا ہے اور خون چالیس دن سے بڑھ جائے تو چالیس دن بعد غسل کر لے اور نماز پڑھنا شروع کر دے' اس لئے کہ اس صورت میں چالیس دن کے بعد جو خون آیا وہ استحاضہ کا ہے (یعنی ایسی حالت میں نماز روزہ کر سکتی ہیں اور شوہر کے پاس بھی جا سکتی ہیں) ہاں اگر یہ پہلا بچہ نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے جن چکی ہے اور اس کی عادت معلوم ہے کہ اس وقت اتنے دنوں نفاس آیا تھا تو اس صورت میں اس کے نفاس کے دن اتنے ہی شمار ہوں گے اور باقی استحاضہ کے۔

مسئلہ نمبر۳:۔اگر کسی کی عادت تیس دن کی نفاس کی ہے لیکن اب اس بچے کی پیدائش کے بعد تیس دن گذر گئے ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی نہ نہائے انتظار کرے اگر پورے چالیس دن یا اس سے کم پر خون بند ہوا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے زیادہ ہو جائے تو پرانے عادت کے موافق تیس دن نفاس کے شمار

ہوں گے اور باقی استحاضہ کے اس لئے فوراً غسل کر کے نمازیں شروع کر دے اور پچھلے دس دن کی نمازیں قضا پڑھیں۔

مسئلہ نمبر ۴:۔ اگر چالیس دن سے پہلے جب بھی خون بند ہو گیا تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کر دیں بعض عورتیں اس میں غلطی کرتی ہیں مثلاً پچیس دن پر خون بند ہو گیا پھر بھی وہ چالیس دن تک اپنے آپ کو ناپاک سمجھ کر نمازیں نہیں پڑھتیں' حالانکہ ان کو چاہئے کہ خون بند ہونے کے بعد غسل کر کے نمازیں پڑھیں' اگر کسی کو غسل نقصان دیتا ہو تو تیمم کر کے نماز شروع کرے' ہرگز کوئی نماز قضا نہ ہونے دے۔ حدیث میں ہے عن انس انه صلی الله علیه وسلم وقت للنفساء اربعین یوماً الا ان ترى الطهر قبل ذلك (ردالمختار ص ۳۹) حضور اکرم ﷺ نے بچہ کی پیدائش کے بعد عورتوں کیلئے نفاس کی مدت چالیس دن تک مقرر فرمائی ہے مگر یہ کہ چالیس دن سے پہلے ہی (خون بند ہو جائے) تو وہ پاک شمار ہوں گی۔

مسئلہ نمبر ۵:۔ نفاس میں نماز بالکل معاف ہے رمضان کے روزے معاف نہیں بلکہ ان کی قضاء رکھنی چاہئے۔

مسئلہ نمبر ۶:۔ حیض ونفاس والی عورت کیلئے قرآن کریم کی تلاوت کرنا' قرآن مجید کا چھونا بغیر جز دان (یعنی ایسے جز دان پر سے چھونا جائز ہے جو اتارنے پر الگ ہو سکے اور جو پارے یا قرآن پاک کے ساتھ ہی سی دیا گیا ہو اس پر سے چھونا) کے جائز نہیں' ہاں سورۃ فاتحہ کو دعا کی نیت سے پڑھنا اور قرآن کریم واحادیث کی سب دعائیں پڑھ کر مانگنا دعائے قنوت' کلمہ' درود شریف' تیسرا کلمہ' استغفار کی تسبیح پڑھنا لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم کی تسبیح پڑھنا یہ سب جائز اور درست ہے بلکہ بہتر ہے کہ یہ سب تسبیحات کو پڑھتی رہے۔ روزانہ صبح وشام سو مرتبہ تیسرا کلمہ' سو مرتبہ درود شریف' سو مرتبہ استغفار یہ پڑھتی رہے اس سے ان شاء اللہ بہت ہی فائدہ ہو گا۔

پیدائش کے بعد ماں باپ کی ذمہ داریاں

اولاد پیدا ہونے کے بعد ماں باپ کی یا دیگر رشتہ داروں کی بچہ سے متعلق سب سے پہلے مرحلوں کی ذمہ داریوں میں سے ایک اہم ذمہ داری یہ بھی ہے کہ نومولود کے کانوں میں مسنون طریقہ پر اذان و قامت کہیں۔

حضرت حسن بن علی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس کے یہاں کوئی بچہ پیدا ہو' اور اس شخص نے اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی ہے تو اس بچہ کو ام الصبیان کی بیماری نہ ہوگی یعنی اسے جنات کے اثرات نقصان نہیں پہنچائیں گے۔ (تحفہ المولود ص ۲۳' ابن السنی ص ۱۶۸)

مسئلہ نمبر ۱:۔ نومولود (لڑکا ہو یا لڑکی) کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہنا امت کی متفقہ سنت ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے لہذا اگر کوئی عذر نہ ہو تو نہلا دھلا کر نومولود کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔

مسئلہ نمبر ۲:۔ اگر پانی میسر نہ ہو یا غسل دینا نقصان دہ ہو تو بچے کو غسل دیئے بغیر بھی اذان اور اقامت کہی جاسکتی ہے۔

مسئلہ نمبر ۳:۔ اذان کہنے کیلئے باقاعدہ حافظ یا عالم کا ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ گناہوں سے بچنے والا کوئی بھی دیندار شخص جس کو صحیح طرح الفاظ اذان و اقامت یاد ہوں کہہ سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطاء فرمائے ہر اس بہن کو جو خود بھی اس کتاب کو پڑھے اور دوسری مسلمان بہنوں کو بھی اس کے پڑھنے کی ترغیب دے۔

اذان کی سنتیں

(۱) دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہئے۔
(۲) اذان میں اگرچہ باقی تمام وہی سنتیں ہیں جو نماز کی اذان میں ہے لیکن اس میں زیادہ بلند آواز سے اذان نہ دینا سنت ہے۔
(۳) وہی الفاظ کہئے جو آذان واقامت میں کہے جاتے ہیں اس میں کمی یا زیادتی درست نہیں 'ایساکرنا خلاف سنت ہے۔
(۴) اذان دیتے وقت قبلہ رخ ہوکر اذان واقامت کہئے۔
(۵) اورکھڑے ہوکر کہئے (کذافی ردالمحتارص ۳۸۷'ج ۱)

بچے کے کان میں اذان واقامت کہنے کا راز جہاں یہ ہے کہ انسان کے کان میں سب سے پہلے آواز ایسے کلمات عالیہ کی پڑے جو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی عظمت اور کبریائی پر مشتمل ہوں۔اور وہ کلمہ شہادت اس کے کان میں پڑ جائے جو کسی غیر مسلم کے اسلام میں داخل ہونے کا ذریعہ ہے اور ہربچے کو شروع ہی سے اللہ تعالیٰ نے جو دین فطرت (دین اسلام) پر پیدا کیا ہوتاہے اور اپنی محبت اور قبول حق کی جو صلاحیت اس کے دل میں رکھی ہوتی ہے اذان سے اس تعلق کو اور تقویت ملتی ہے اور اس کی برکت سے ایسانور پیدا ہوتا ہے جو آگے چل کر اس بچہ کو نیکی اور برائی میں تمیز کی صلاحیت دیتا ہے لہٰذا یہ اذان اس لئے بھی مسنون ہے کہ انسان میں موجود قبول حق کی فطری صلاحیت مزید اجاگر ہو جائے اس لئے نہیں کہ اس کے ذریعہ سے بچہ کو مسلمان بنایا جا رہاہے بلکہ مومن تو وہ پیدائشی ہے جیسا کہ حدیث میں صاف ارشاد نبوی ﷺ وارد ہے:

كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ..... الحديث (مسلم ج ۲ ص ۳۳۶)

یہ وضاحت (اذان کے ذریعہ بچہ کو مسلمان نہیں بنایا جاتابلکہ وہ تو دین فطرت

پر پیدائش کے وقت سے ہے ہی) اس لئے کر دی ہے کہ بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کسی مسلمان کا بچہ زندہ پیدا ہوا اور ابھی اس کے کان میں اذان نہیں کہی گئی تھی اور تقدیر سے فوت ہو گیا تو بعض صاحبان غلط فہمی کی وجہ سے شور کرتے ہیں کہ یہ نماز جنازہ کا مستحق نہیں اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے کیونکہ ابھی اس کے کان میں اذان نہیں دی گئی لہٰذا یہ اسلام میں داخل نہیں ہوا ہے..... یہ ساری سوچ اور یہ بات بالکل غلط ہے مسلم گھرانے میں اس زندہ پیدا ہو کر فوت ہونے والے بچہ کی بھی نماز جنازہ پڑھنا اسی طرح فرض ہے جیسے دوسرے مسلمانوں کی۔ (دیکھیں آپ کے مسائل اور ان کا حل ج ۳ ص ۱۵۷)

اس کے علاوہ والدین کیلئے بھی بے شمار مصلحتیں وحکمتیں ہیں۔

(۱) والدین یہ سوچیں کہ ہم نے چار چار مرتبہ اللہ اکبر کی آواز بچے کے کانوں کے ذریعہ اس کے دل تک پہنچانے کی کوشش کی آیا ہم اپنی زندگی میں اس اللہ اکبر کے تقاضوں پر عمل کر رہے ہیں۔ اگر نہیں .... تو آج سے اللہ پاک کو راضی کرنے کی کوشش شروع کریں اور اللہ پاک سے عمل صالح کیلئے دعا کریں۔ اور عہد کریں کہ ہم دین کے تمام تقاضوں پر بھرپور طریقہ سے عمل کریں گے تاکہ جو آگے نسل آنے والی ہے وہ جب اپنی عملی زندگی میں ہمیں دیکھے تو اس کو دھوکہ نہ ہو کہ مجھے اللہ کی کبریائی وعظمت کی دعوت تو دی گئی لیکن عملاً خود ماں باپ اس کے خلاف ثبوت دے رہے ہیں اللہ اکبر کہنے کا سب سے بڑا اور اہم تقاضہ والدین کیلئے یہ ہے کہ وہ اپنی پانچ وقت کی نماز اہتمام سے پڑھ رہے ہیں یا نہیں کیونکہ انہوں نے اقرار کیا ہے کہ اللہ بہت بڑے ہیں اب والد اگر موذن کی اذان سن کر مسجد چلے جائیں تو انہوں نے عملاً یہ ثابت کر دیا کہ میری دکان سے .... اللہ بڑے ہیں۔

میری ملازمت سے .... اللہ بڑے ہیں۔

میری حکومت سے .... اللہ بڑے ہیں۔

میری زراعت سے .... اللہ بڑے ہیں۔

اور والد اذان سنتے ہی تمام کاموں سے فوراً فارغ ہو کر نماز کی تیاری میں لگ گئے تو اب بچہ عملی طور سے دیکھے گا اور اس کے دل میں یہ یقین پختہ و پیوستہ ہوتا چلا جائے گا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی ذات سے بڑی ذات کوئی نہیں ہے جب ان کے منادی موذن نے بلا لیا تو ماں باپ سب کاموں کو چھوڑ کر حیَّ علی الصلاۃ کے جواب پر لبیك یا ربی لبیك یا ربی میں حاضر ہوں میں حاضر ہوں کہہ کر فوراً نماز ادا کرنے کی تیاری میں لگ گئے لہٰذا ماں باپ کو چاہئے کہ بچے کی پیدائش سے پہلے بھی اور اسکے بعد بھی پانچ وقت کی نماز اہتمام سے پڑھیں اس لئے کہ اب وہ آنے والی نسل کیلئے نمونہ ہیں جس طرح وہ اپنی زندگی گذاریں گے اسی طرح یہ بچہ بھی اپنی زندگی گذارے گا۔

اور یہ بھی یاد رکھیں! اگر ماں باپ خود اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی بات نہیں مانیں گے تو ان کی اولاد ان کی بات کیسے مانے گی۔

لہٰذا اولاد کی پیدائش کے بعد ماں باپ کو چاہئے کہ اپنی زندگی میں تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ جزاکم اللہ۔

شیرخوار بچے روتے کیوں ہیں؟

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بچوں کا کیا بچے تو روتے ہی ہیں۔ بھوک لگے۔ گود میں آنا چاہیں۔ کوئی بات مرضی کے خلاف ہو جائے۔ کوئی چیز لینا چاہیں رونا شروع کر دیتے ہیں اور اس وقت تک روتے رہتے ہیں جب تک ان کا مطالبہ پورا نہ کر دیا جائے بھوک لگتے وقت تو خاص طور پر روتے ہیں شاید انہیں جبلی طور پر اس بات کا علم ہوتا ہے کہ بن مانگے تو ماں بھی دودھ نہیں دیتی۔ ویسے ہم نے تو یہ بھی دیکھا ہے کہ بن مانگے تو دودھ والا بھی دودھ نہیں دیتا۔ دینے سے پہلے پوچھ لیتا ہے کتنا چاہئے۔ لوگوں کو بچوں کے بارے میں ایسا نہیں سوچنا چاہئے۔ بچے معصوم ہوتے ہیں

بڑوں کی طرح چالاک نہیں ہوتے کہ دکھاوے کے لئے رونے لگیں کسی کو اپنے وجود کا احساس دلانے کے لئے رونے لگیں' اپنی ہچکیاں روکنے کے لئے رونے لگیں تاکہ کوئی یاد کرنا چھوڑ دے۔ جیسا کہ غالب کہا کرتے تھے جب کوئی پوچھ لیتا تھا کہ بھائی کیوں رو رہے ہو' کیوں چیخ رہے ہو تو فوراً ٹکا سا جواب دے دیتے تھے:

کیوں نہ چیخوں کہ یاد کرتے ہیں
میری آواز گر نہیں آتی

شیر خوار بچے معصوم ہوا کرتے ہیں' بلا ضرورت کبھی نہیں روتے مکر و فریب سے کام نہیں لیتے۔

عمر کے ابتدائی دنوں میں اکثر بچوں کا رونا ان کا پیدائشی حق ہوتا ہے مثلاً دو ہفتے کی عمر میں ہر بچہ تقریباً دو گھنٹے روزانہ روتا ہے۔ ایک ماہ سے تین ماہ کی عمر تک اکثر بچے شام کو تھوڑی دیر ضرور رو لیتے ہیں۔ ذرا بڑے بچے کھیلنا کودنا چاہیں اور انہیں زبردستی لٹا دیا جائے تو رونے لگتے ہیں۔

بچے تو دروازے کی زنجیر کی جھنکار سے بھی بہل جاتے ہیں اگر شیر خوار بچہ مسلسل رونے لگے اور چپ ہونے کا نام نہ لے تو ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ یہ رونا ہے یہ کوئی ہنسی نہیں ہے ضرور کوئی گڑ بڑ ہے اور ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کا کوئی نہ کوئی سبب ضرور ہوتا ہے اگر بچہ مسلسل رو رہا ہو تو اسے کبھی نظر انداز نہ کریں اگر گھریلو چٹکلے کام نہ کریں تو اپنے معالج کی خدمات ضرور حاصل کریں۔ شیر خوار بچوں کے رونے کے چند عام اسباب مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ بھوک۔ اکثر بچوں کو دو سے تین گھنٹوں کے اندر بھوک لگنے لگتی ہے۔ اگر دودھ دے دیا جائے تو سکون سے سو جاتے ہیں۔

۲۔ پیاس۔ موسم گرما میں اور بخار کی صورت میں جسم سے بہت زیادہ پسینہ خارج ہو جاتا ہے۔ اس کی وجہ سے بچوں کو بار بار پیاس لگتی ہے' پانی نہ ملے تو رونے لگتے ہیں۔ تھوڑا سا پانی پلا دیا جائے تو فوراً چپ ہو جاتے ہیں قرار آجاتا ہے۔ نیپکن یا

پوتڑا پیشاب سے تر ہو جائے تو بچوں کو الجھن ہونے لگتی ہے فوراً رونے لگتے ہیں۔ نیپکن تبدیل کر دیا جائے تو فوراً چپ ہو جاتے ہیں۔بعض مائیں اپنی سہولت کی خاطر صبح سے شام تک PAM PER باندھے رکھتی ہیں۔کچھ مائیں تو اس انداز سے باندھتی ہیں کہ بچے کی ٹانگیں چر جاتی ہیں دونوں ٹانگیں ملانا چاہے تو ملا نہیں سکتا اگر بچہ چلنے کے قابل ہو تو بطخ کی طرح چلنے لگتا ہے۔ ایسا کبھی نہیں کرنا چاہئے یہ سراسر ظلم ہے ایسی مائیں کبھی خود بھی اس طرح باندھ کر چند گھنٹے گزار کر تو دیکھیں چودہ طبق روشن ہو جائیں گے۔ایسی حرکت سے بچے کی نشو ونما پر بھی برا اثر پڑتا ہے۔

۴۔ اگر بچے کو دست آ رہے ہوں' اس کے کولہے چھل چکے ہوں یا اس کے جنگاسوں میں ریگز یما کا اثر ہو اوپر سے PAMPER بندھا ہو تو تکلیف کی شدت سے رونے لگتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ PAMPER کی جگہ نیپکن استعمال کریں اور نیپکن تبدیل کرتے وقت ہر بار کوئی ٹھنڈک پہنچانے والی کریم کولہوں پر ضرور لگائیں۔

۵۔ بچے پیٹ میں اینٹھن یا مروڑ کی وجہ سے بھی روتے ہیں اگر بچہ ٹانگیں سیکڑ کر اچانک رونا شروع کر دے تھوڑی دیر بعد گیس خارج ہونے پر چپ ہو جائے کچھ عرصے بعد پھر ایسا ہی کرے تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ بچہ پیٹ کی تکلیف میں مبتلا ہے۔دودھ پلانے کے بعد بچے کو سینے سے لگا کر ڈکاریں دلا دی جائیں تو بچے عموماً اس تکلیف میں مبتلا نہیں ہوتے۔ اگر بچہ اس تکلیف کی وجہ سے رو رہا ہو تو ڈکار دلانے پر فوراً چپ ہو جاتا ہے۔اگر پھر بھی بچہ چپ نہ ہو مسلسل روتا ہی رہے تو اپنے معالج سے ضرور رجوع کریں۔

۶۔ بچہ کمرے میں تنہا سو رہا ہو اس کی آنکھ کھل جائے آس پاس کوئی نظر نہ آئے تو بیزار ہو کر رونے لگتا ہے۔بچے تنہائی سے بہت جلد اکتا جاتے ہیں۔ایسی صورت میں بچے کو گود میں لے کر بہلانے سے بچہ فوراً چپ ہو جاتا ہے۔

۷۔ دانت نکل رہے ہوں تو بچہ اس کی وجہ سے بھی روتا ہے لیکن عموماً ایسا نہیں ہوتا۔ اگر بچہ مسلسل رو رہا ہو تو اس کا کوئی اور سبب ہو گا جسے آپ کا معالج بہتر

طور پر سمجھ سکتا ہے۔

۸۔بچے کی نیند پوری نہ ہو تب بھی رونے لگتا ہے اگر آپ دیکھیں کہ بچے کو کسی وجہ سے سونے کا موقع نہیں مل سکا اس کے سونے کا وقت گزر گیا ہے تو اسے فوراً لٹا کر سلانے کی کوشش کریں۔بچہ فوراً سو جائے تو سمجھیں اسی وجہ سے رو رہا تھا۔

۹۔اکثر بچے تو اس وقت روتے ہیں جب انہیں کوئی تکلیف ہوتی ہے مثلاً بخار ہو۔ نزلہ ہو۔ کان میں درد ہو' آخری صورت میں بچہ بار بار اپنے متاثرہ کان کو ہاتھ لگاتا ہے۔

۱۰۔اگر بچہ کسی صورت سے چپ نہ ہو نہ دودھ پلانے پر نہ ڈکار دلانے پر' نہ تھپکنے پر' نہ گود میں لینے پر تو یہ اس بات کی علامت ہے کہ بچے کو کہیں نہ کہیں کوئی نہ کوئی تکلیف ضرور ہے۔جس کی وجہ سے بچہ بے چین ہے' ایسی صورت میں گھٹی پلانے' گرائپ واٹر پلانے' پیٹ پر ہینگ ملنے' سینے پر بام ملنے' برانڈی کے چند قطرے پلانے' یا جھنجلا کر بچے کو تھپڑ مارنے اور بعد میں خود رونے بیٹھ جانے سے بہتر ہے کہ بچے کو فوراً اپنے معالج کو دکھائیں۔اگر بچہ دودھ پینا چھوڑ دے' چہرے سے بیمار لگ رہا ہو' بخار ہو' دست آرہے ہوں' بچہ بے کل ہو' بے قرار ہو' مسلسل رو رہا ہو تو ذرا بھی دیر نہ کریں' جلد از جلد اپنے معالج کو دکھائیں یا کسی ماہر امراض اطفال سے رجوع کریں۔بوکھلانے' گھبرانے یا جھنجلانے سے کیا فائدہ۔

(ماخوذ از امت مضمون نگار ڈاکٹر محمد محسن)

ماں بحیثیت خاندان

یاد رکھئے ماں بننے کیلئے اپنے جذبات پر قابو پانے اور برداشت کرنے کی روزانہ بار بار آپ کو دعائیں مانگنی ہوں گی' اور ہر نماز کے بعد تلاوت کرکے' ذکر کرکے' تعلیم کے حلقے میں بیٹھ کر اللہ کے راستہ میں جاکر' حج عمرہ کے بعد خوب خوب یہ دعائیں

مانگی ہوں گی' ماں کہتے ہی اسے ہیں جس میں ہمدردی' خیر خواہی' نصیحت' برداشت اور محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہو اگر کوئی پوچھے کہ دنیا میں عورتوں کیلئے سب سے مشکل کام کون سا ہے تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ............ ماں بننا ....اس لئے کہ ماں بننا اور صحیح طرح بچوں کی تربیت یہ دماغ نچوڑنے' ہڈیاں جلانے اور ہڈیوں کا گودا گھلانے کا کام ہے' خون کے گھونٹ پی کر روکھی سوکھی کھا کر بچوں کے سامنے مسکراتے ہوئے ممتا کا اظہار کرنا پڑتا ہے۔

وہ ماں بہت ہی کم قسمت ہے جس کو بچے کی وجہ سے کوئی تھوڑی سی بھی تکلیف پیش آجائے تو بچہ کو ڈانٹنا' یا کوسنا' شروع کر دے' ماں کے ادب کا احترام کا اسی لئے حکم دیا گیا ہے کہ ماں کے اجزائے ترکیبی میں ضبط نفس' فراخ حوصلگی ضبط وثبات قوت برداشت سلامتی ذہن وفکر اور جگر سوزی شامل ہیں۔ ماں کبھی بے حوصلہ نہیں ہوتی' ماں بدخواہ نہیں ہوتی' ماں کم نگاہ نہیں ہوتی' ماں کبھی طالب جاہ نہیں ہوتی ماں کو زندگی کا ہر لمحہ پل صراط پر سے گذر کر بسر کرنا ہوتا ہے' جو ماں بن گئی اس کو تو ہر بچے سے پیار ہو جاتا ہے' وہ کسی بچے کو روتا نہیں دیکھ سکتی کسی بچے کے رونے کی آواز سنتے ہی اسکی محبت وشفقت کا فوارہ پھوٹ جاتا ہے وہ اس کو سینہ سے لگاتی ہے دعا دیتی ہے جب دوسرے کے بچوں کے ساتھ یہ حال ہوتا ہے تو اپنے بچوں کے ساتھ اسکا کیا معاملہ ہوگا بہت افسوس ہوتا ہے ایسی ماؤں کا حال سن کر کہ جب ان کا اپنا بچہ روتا ہے تو ان کے دل میں درد پیدا ہوتا ہے وہ اس کو چپ کروانے کی فکر کرتی ہیں اس کے لئے رات بھی جاگ لیتی ہے لیکن جب بھابھی یا کسی اور کا بچہ روتا ہے تو محترمہ نند صاحبہ کے سر میں درد شروع ہو جاتا ہے۔ کہ ہائے یہ بچے کیسے ہیں چپ ہی نہیں ہوتے۔

ماں اپنے اندر باپ سے کئی گناہ زیادہ دلسوزی دردمندی' اور خیر خواہی کے جذبات رکھتی ہے اور تلخ کلامی اور سخت بیانی سے کوسوں دور رہتی ہے' ماں اپنی منزل کہکشاں سے ہو کر نہیں کانٹوں اور پتھروں سے گزر کر حاصل کرتی ہے۔

یاد رکھئے! معصوم بچہ محبت اپنائیت' رحم اور ہمدردی کا مستحق ہوتا ہے اسے جھڑکا نہیں جاتا' اسے ٹوکا نہیں جاتا' اسے جھڑکا نہیں جاتا' اسے بلایا جاتا ہے پاس بٹھایا جاتا ہے' دلیل اور پیار کے ساتھ سمجھایا جاتا ہے۔

ماں کو قیامت کے روز اسکا اجر تو ضرور ملے گا کہ اس نے اپنے حسن کلام ذاتی ایثار' اور اچھے کردار سے بچوں کو سیدھی راہ دکھائی۔ لیکن اس کا کوئی بدلہ نہیں دیا جائے گا کہ ماں نے اپنے بھڑکیلے مزاج' غصیلے انداز' اور سخت الفاظ سے کتنی مرتبہ بچوں کو دھتکارا اور دین سے دور بھگایا یا بچہ دین پر عمل کرنا چاہتا تھا اس کو عمل کرنے سے روکا۔ سید رضی الدین صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

خاندان میں جذبات پر قابو پانے اور پختہ کاری حاصل کرنے کا اہم عنصر شفقت اور مامتا ہے۔ بغیر شفقت اور محبت و پیار کے خاندان کا تصور ایک سراب ہے۔ جس گھر میں ماں باپ کے درمیان پیار و محبت کی فراوانی ہوتی ہے۔ اس خاندان کے ہر ایک فرد کے رگ و ریشہ میں شفقت و مہربانی خون اور روح کی طرح جاری و ساری ہوتی ہے۔ خاندان کے اندر شفقت ہر ایک کے ساتھ مساوی درجہ کی ہونی چاہئے یہ نہیں کہ کسی کے لئے کم اور کسی کے لئے زیادہ ہو اور جزوی شکل میں بھی نہ ہو ورنہ سب کے سب احساس کمتری کا شکار ہو جائیں گے۔ ہر شخص کو احساس یقین کی حد تک ہونا چاہئے کہ خاندان کو اس کی ہر وقت ہر حال میں ضرورت ہے اور وہ اپنے خاندان کا جزو لاینفک (یعنی ہر فرد کو یہ محسوس ہو کہ میرے بغیر خاندان نامکمل ہے' میں خاندان کا ایسا جز ہوں جو جدا نہیں ہو سکتا) ہے۔ خاندان کی ہر مہم میں اور ہر مسئلہ میں اس کی خدمات غیر منقسم ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میری کسی کوتاہی کی وجہ سے جب مجھے ڈانٹ پڑتی تھی اور میری آپی محترمہ ناراض ہو کر فرماتی تھیں کہ "مجھے تمہاری ضرورت نہیں ہے۔ مجھے کیا اپاہج سمجھ لیا ہے۔ میں خود اپنا کام کر لوں گی"۔ تو میں نہایت ہی مسکین صورت بنا کر معصومانہ انداز میں عرض کرتا تھا "لیکن آپی مجھے تو

آپ کی ضرورت ہے" اور آپی کا غصہ فوراً ٹھنڈا ہو جایا کرتا تھا۔شفقت کے فوارے چھوٹنے لگتے تھے۔یہی رویہ تمام افراد میں پھر موجزن ہو جاتا تھا۔یہ خدا کی دین ہے۔ آپ کے لئے بھی ہر وقت موجود ہے۔ذرا عمل کر کے دیکھئے۔نہایت ہی مجرب اور آسان نسخہ ہے۔تیر بہدف ہے۔

خاندان میں اگر میاں بیوی کے درمیان حقارت اور نفرت کا جذبہ نہ ہو اور کسی بچے میں خدانخواستہ یہ جذبہ باہر کے ماحول کے اثر سے سر اٹھائے تو اسی وقت بہت آسانی سے کچلا جا سکتا ہے۔بلکہ ابھرنے سے پہلے ہی دبایا جا سکتا ہے۔لیکن اگر خاندان کے بڑے بوڑھوں میں ناچاقی اور گھریلو تنازعہ اور تو تو میں میں' زبان درازی' خانہ جنگی کی کارفرمائیاں عام ہو جائیں تو پھر بچوں کے لڑائی جھگڑے اور نا اتفاقی کا پیدا ہونا یقینی ہے۔خربوزہ خربوزے کو دیکھ کر رنگ پکڑتا ہے۔ایسے ماحول کے پروردہ لڑکے اور لڑکیاں اپنی جوانی کی عمر میں پہنچ کر جب اپنی ازدواجی زندگی سے منسلک ہوتے ہیں تو یہی احمقانہ نا اتفاقی'مزاجوں کا تفرقہ' ان کے عرصہ حیات کو تنگ و تاریک بنا دیتا ہے اور یہ سلسلہ تخریب آنے والی نسلوں تک چلتا رہتا ہے۔

اس دور جدید میں ایسے مسخرے بے وقوف شیخ چلی جوڑے آپ کو بہت کثرت سے دکھائی دیں گے جن کی شادی کسی تقاضے یا دباؤ سے ہونے کو تو ہو گئی لیکن آپس کی باہمی محبت اور حقوق شناسی کے فقدان یا دیورانی جیٹھانی' ساس بہو کے جھگڑوں یا کسی تجربہ کار دیندار شخص سے مشورہ کئے بغیر جذباتی فیصلہ پر عمل کرنے کی وجہ سے ایک سال سے زیادہ نہ نباہ سکے۔یہ باہمی ناپسندیدگی اور شفقت سے عاری بچگانہ اور قابل نفرت جذبہ ہی خاندان کو تباہ کر دیتا ہے لیکن ان کو عقل کون سکھائے۔سیکھنا ہی نہیں چاہتے ہیں۔شادی کی اصل غرض وغایت ہی فوت ہو جاتی ہے۔شادی کے تو یہ معنی ہیں کہ ازدواجی زندگی میں کوئی بھی مسئلہ آجائے اس کو نہایت پختہ کاری .... سنجیدگی .... اور محبت .... سے میاں بیوی دونوں اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے حل کر لیں۔اگر نیت اور خواہش ایک ہو۔ہمدردی

اور ایک دوسرے کو سمجھنے کا دھیان ہو تو شفقت اور محبت تو اپنی روشنی اور شگفتگی سالہا سال بکھیرتی رہتی ہے اور گھر کا کوئی فرد نہ لڑے جھگڑے گا اور نہ ناچاقی میں مبتلا ہو گا۔ اسی نہج پر خاندان کے ہر فرد کو تعلیم و تربیت دینی چاہئے اور خاندان کے سربراہ اور بڑے بوڑھے خود نمونہ بن کر اپنی اولاد کو اسی اصول پر چلائیں۔ (ماخوذ از ''جو تم مسکراؤ تو سب مسکرائیں''، سید رضی الدین صاحب مرحوم)

اپنے بچوں کو سلام کرنے کی عادت ڈلوایئے

ماں کو چاہئے کہ بچوں کو سلام کرنا سکھائے کہ جب کسی سے ملاقات کرے یا کسی کا فون آئے تو بجائے ہیلو کے سب سے پہلے السلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ کہے۔ شریعت میں سلام کی بہت زیادہ تاکید آئی ہے۔ اس سے آپس میں محبت بھی پیدا ہوتی ہے اور سامنے والے مخاطب پر بہت اچھا اثر بھی پڑھتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَاِذَا حُيِّيتُمْ بِتَحِيَّةٍ فَحَيُّوْا بِاَحْسَنَ مِنْهَا. الخ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے سلام اور اس کے جواب کے آداب بتلائے ہیں:

لفظ تحیہ کی تشریح اور اس کا تاریخی پہلو:

قبل از اسلام عرب کی عادت تھی کہ جب آپس میں ملتے تو ایک دوسرے کو ''حیاک اللہ'' سے سلام کیا کرتے تھے' اسلام نے اس طرز تحیہ کو بدل کر ''السلام علیکم'' کہنے کا طریقہ جاری کیا' جس کے معنی ہیں ''تم ہر تکلیف اور رنج و مصیبت سے سلامت رہو''۔

اسلامی سلام تمام دوسری اقوام کے سلام سے بہتر ہے:

دنیا کی ہر مہذب قوم میں اس کا رواج ہے کہ جب آپس میں ملاقات کریں تو کوئی کلمہ آپس کی موانست اور اظہار محبت کے لئے کہیں' لیکن موازنہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اسلامی سلام جتنا جامع ہے کوئی دوسرا ایسا جامع نہیں' کیونکہ اس میں صرف اظہار محبت ہی نہیں' بلکہ ساتھ ساتھ ادائے حق محبت بھی ہے' کہ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتے ہیں کہ آپ کو تمام آفات اور آلام سے سلامت رکھیں' پھر دعا بھی عرب کے طرز پر صرف زندہ رہنے کی نہیں' بلکہ حیات طیبہ کی دعا ہے' یعنی تمام آفات اور آلام سے محفوظ رہنے کی' اسی کے ساتھ اس کا بھی اظہار ہے کہ ہم اور تم سب اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں' ایک دوسرے کو کوئی نفع بغیر اس کے اجازت کے نہیں پہنچا سکتا' اس معنی کے اعتبار سے یہ کلمہ ایک عبادت بھی ہے' اور اپنے بھائی مسلمان کو خدا تعالیٰ کی یاد دلانے کا ذریعہ بھی۔

اسی کے ساتھ اگر یہ دیکھا جائے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگ رہا ہے کہ ہمارے ساتھی کو تمام آفات اور تکالیف سے محفوظ فرما دے تو اس کے ضمن میں وہ گویا یہ وعدہ بھی کر رہا ہے کہ تم میرے ہاتھ اور زبان سے مامون ہو' تمہاری جان' مال' آبرو کا میں محافظ ہوں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اسلامی سلام ایک عالمگیر جامعیت رکھتا ہے: (۱) اس میں اللہ تعالیٰ کا بھی ذکر ہے (۲) تذکیر بھی (۳) اپنے بھائی مسلمان سے اظہار تعلق و محبت بھی (۴) اس کے لئے بہترین دعا بھی (۵) اور اس سے یہ معاہدہ بھی کہ میرے ہاتھ اور زبان سے آپ کو کوئی تکلیف نہ پہنچے گی' جیسا کہ حدیث صحیح میں رسول کریم ﷺ کا یہ ارشاد وارد ہے:

> ''یعنی مسلمان تو وہی ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے سب مسلمان محفوظ رہیں' کسی کو تکلیف نہ پہنچے''۔

کاش مسلمان مائیں اس کلمہ کو عام لوگوں کی رسم کی طرح ادا نہ کرے' بلکہ اس

کی حقیقت کو سمجھ کر اختیار کرے' اور اپنے بچوں کو سکھائے تو شاید پوری قوم کی اصلاح کے لئے یہی کافی ہو جائے' یہی وجہ ہے کہ رسول کریم ﷺ نے مسلمانوں کے باہم سلام کو رواج دینے کی بڑی تاکید فرمائی' اور اس کو افضل الاعمال قرار دیا' اور اس کے فضائل وبرکات اور اجروثواب بیان فرمائے' صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک حدیث ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

"تم جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہو سکتے جب تک مومن نہ ہو' اور تمہارا ایمان مکمل نہیں ہو سکتا جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرو' میں تم کو ایسی چیز بتاتا ہوں کہ اگر تم اس پر عمل کر لو تو تمہاری آپس میں محبت قائم ہو جائے گی' وہ یہ کہ آپس میں سلام کو عام کرو' یعنی ہر مسلمان کے لئے خواہ اس سے جان پہچان ہو یا نہ ہو"۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا کہ اسلام کے اعمال میں سب سے افضل کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگوں کو کھانا کھلا دو' اور سلام کو عام کرو خواہ تم اس کو پہچانتے ہو یا نہ پہچانتے ہو (صحیحین)

مسند احمد' ترمذی' ابو داؤد نے حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو سلام کرنے میں ابتداء کرے۔

مسند بزار اور معجم کبیر طبرانی میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سلام اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ہے' جس کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر اتارا ہے' اس لئے تم آپس میں سلام کو عام کرو' کیونکہ مسلمان آدمی جب کسی مجلس میں جاتا ہے اور ان کو سلام کرتا ہے تو اس شخص کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک فضیلت کا ایک بلند مقام حاصل ہوتا ہے' کیونکہ اس نے سب کو سلام' یعنی اللہ

تعالیٰ کی یاد دلائی' اگر مجلس والوں نے اس کے سلام کا جواب نہ دیا تو ایسے لوگ اس کو جواب دیں گے جو اس مجلس والوں سے بہتر ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کے فرشتے۔

اور ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ بڑا بخیل وہ آدمی ہے جو سلام میں بخل کرے (طبرانی معجم کبیر عن ابی ہریرہ ؓ)

رسول کریم ﷺ کے ان ارشادات کا صحابہ کرام پر جو اثر ہوا اس کا اندازہ اس روایت سے ہوتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اکثر بازار میں صرف اس لئے جایا کرتے تھے کہ جو مسلمان ملے اس کو سلام کر کے عبادت کا ثواب حاصل کریں' کچھ خریدنا یا فروخت کرنا مقصود نہ ہوتا تھا' یہ روایت موطا امام مالک میں طفیل بن ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے۔

قرآن مجید کی جو آیت اوپر ذکر کی گئی ہے اس میں ارشاد یہ ہے کہ جب تمہیں سلام کیا جائے تو اس کا جواب اس سے بہتر الفاظ میں دو' یا کم از کم ویسے ہی الفاظ کہہ دو اس کی تشریح رسول کریم ﷺ نے اپنے عمل سے اس طرح فرمائی کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک صاحب آئے اور کہا ''السلام علیک یا رسول اللہ'' آپ ﷺ نے جواب میں ایک کلمہ بڑھا کر فرمایا: ''وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ''۔ پھر ایک صاحب آئے اور انہوں نے سلام میں یہ الفاظ کہے: ''السلام علیک یا رسول اللہ ورحمتہ اللہ'' آپ ﷺ نے جواب میں ایک اور کلمہ بڑھا کر فرمایا ''وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ''۔ پھر ایک صاحب آئے انہوں نے اپنے سلام ہی میں تینوں کلمے بڑھا کر کہا ''السلام علیک یا رسول اللہ ورحمتہ اللہ وبرکاتہ''۔ آپ ﷺ نے جواب میں صرف ایک کلمہ ''وعلیک'' ارشاد فرمایا' ان کے دل میں شکایت پیدا ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان' پہلے جو حضرات آئے آپ نے ان کے جواب میں کئی کلمات دعا کے ارشاد فرمائے' اور میں نے ان سب الفاظ سے سلام کیا تو آپ نے ''وعلیک'' پر اکتفا فرمایا' آپ نے فرمایا کہ تم نے ہمارے لئے کوئی کلمہ چھوڑا ہی نہیں کہ ہم جواب میں اضافہ کرتے' تم نے سارے کلمات اپنے سلام ہی میں جمع

کر دیئے' اس لئے ہم نے قرآنی تعلیم کے مطابق تمہارے سلام کا جواب بالمثل دینے پر اکتفاکر لیا' اس روایت کو ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے مختلف اسانید کے ساتھ نقل کیا ہے۔

حدیث مذکور سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ سلام کا جواب اس سے اچھے الفاظ میں دینے کا جو حکم آیت مذکورہ میں آیا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ سلام کرنے والے کے الفاظ سے بڑھاکر جواب دیا جائے' مثلاً اس نے کہا "السلام علیکم" تو آپ جواب دیں "وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ" اور اس نے کہا "السلام علیکم ورحمتہ اللہ" تو آپ جواب میں کہیں "وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"۔

اس آیت میں سلام کا جواب دینے کو تو لازم واجب صراحتاً بتلا دیا گیا ہے' لیکن ابتداءً سلام کرنے کا کیا درجہ ہے' اس کا بیان صراحتاً نہیں ہے' مگر اذا حییتم میں اس کے حکم کی طرف بھی اشارہ موجود ہے۔

مسند احمد' ترمذی' ابو داؤد میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب وہ شخص ہے جو سلام کی ابتداء کرے۔

اور سلام کی تاکید اور فضائل آنحضرت ﷺ کے ارشادات سے ابھی آپ پڑھ چکے ہیں' ان سے اتنا ضرور معلوم ہوتا ہے کہ ابتداءً سلام کرنا بھی سنت موکدہ سے کم نہیں۔

رسول کریم ﷺ نے اس حکم قرآنی کی مزید تشریح کے طور پر سلام اور جواب سلام کے متعلق اور بھی کچھ تفصیلات بیان فرمائی ہیں' وہ بھی مختصر طور پر ملاحظہ فرمایئے۔

صحیحین کی حدیث میں ہے کہ جو شخص سواری پر ہو اس کو چاہئے کہ پیدل چلنے والے کو خود سلام کرے' اور جو چل رہا ہو وہ بیٹھے ہوئے کو سلام کرے' اور جو لوگ تعداد میں قلیل ہوں وہ کسی بڑی جماعت پر گذریں تو ان کو چاہئے کہ سلام کی ابتداء کریں۔

ترمذی کی ایک حدیث میں ہے کہ جب آدمی اپنے گھر میں جائے تو اپنے گھر والوں کو سلام کرنا چاہئے کہ اس سے اس کے لئے بھی برکت ہوگی اور اس کے گھر والوں کیلئے بھی۔

ابو داؤد کی ایک حدیث میں ہے کہ ایک مسلمان سے بار بار ملاقات ہو تو ہر مرتبہ سلام کرنا چاہئے' اور جس طرح اول ملاقات کے وقت سلام کرنا مسنون ہے' اسی طرح رخصت کے وقت بھی سلام کرنا مسنون اور ثواب ہے' ترمذی' ابو داؤد میں یہ حکم بروایت قتادہ وابو ہریرہ رضی اللہ عنہما نقل کیا ہے۔

(معارف القرآن بتصرف کثیر ص ۵۰۱ تا ۵۰۵ ج ۲)

رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بیٹے جب تو گھر میں داخل ہوتا ہے تو سلام کیا کر یہ تیرے لئے اور تیرے گھر والوں کے لئے باعث برکت ہوگا۔ لہٰذا تمام مسلمان ماؤں کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو اس کی عادت ضرور ڈلوائیں کہ جب وہ اپنے یا پرائے گھر میں داخل ہوں یا ٹیلیفون پر کسی سے بات کریں تو سب سے پہلے السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہیں تاکہ حدیث کی رو سے برکت بھی حاصل ہو اور مخاطب پر اچھا تاثر پڑے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت جانبین پر نازل ہوگی۔

سلام کے جو الفاظ حضور اقدس ﷺ نے ہمیں سکھلائے ہیں اس سے زیادہ اچھے الفاظ کسی مذہب میں نہیں ملتے کہیں ہائے ہیلو کا دور ہے تو کہیں صرف سر کو تھوڑا سا جھکا دینے پر اکتفا کیا جاتا ہے آپ خود سوچیں کہ کیا ان الفاظ میں کسی قسم کی جامعیت ہے ہرگز نہیں اس لئے ہماری دردمندانہ گزارش ہے کہ اپنے بچوں کو سلام کے مکمل الفاظ جو اسلام نے سکھلائے ہیں یعنی السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ سکھائیں اور خود بھی اسکے پابند بنیں تاکہ عملی طور سے بھی بچے کو ترغیب ملے اکثر بچے جو مدارس میں بیٹھ کر سلام کہنا سیکھ جاتے ہیں وہ گھر میں آکر جب سلام کرتے ہیں تو ماں بیچاری لاڈ پیار میں وعلیکم السلام کہنے کے بجائے جیتے رہو' ٹھنڈے رہو' عمر دراز ہو' دودھو

نہاؤ، پوتوں پلو، ماں واری، ماں صدقے، کہتی ہیں یہ سب کہنا کتنا مشکل ہے اور وعلیکم السلام کہنا کتنا آسان ہے اور اس میں وہ تمام دعائیں آجاتی ہیں جو ماں بیچاری الگ الگ دیتی ہے اس لئے ماؤں کو چاہئے کہ جیسے ہی بچہ / بچی سلام کرے تو فوراً جواب میں وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ کہے تاکہ بچوں کی سلام کی عادت مزید پختہ ہو۔

اللہ تعالیٰ تمام ماؤں کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین!

شفقت اور مامتا

ایک ماں اپنے خاندان کی روح رواں ہوتی ہے اسی کے وجود سے گھر کا تمام نظام قائم رہتا ہے اگر ماں باپ نے اپنے بچوں کو اچھی تربیت دی تو خواہ سب افراد خاندان مل کر رہیں یا الگ الگ رہیں اس خاندان کی ساکھ اور بھرم اور نظم وضبط قائم رکھا جاسکتا ہے ایسے خاندان کا ہر فرد برا وقت پڑنے پر یا کسی اور آزمائش کے وقت میں تندہی سے جم کر اس صورت حال کا سامنا کرتا ہے اور خاندان کی خصوصاً ''ماں'' کی بلند حوصلگی کو ہر قیمت پر برقرار رکھتا ہے۔

الغرض شکست کو کامرانی اور شادمانی میں تبدیل کر دینے کا گر جس نے ایک مرتبہ سیکھ لیا اور عمل پر لگ گیا اس کے لئے ہر شکستگی بچوں کا ایک کھیل بن جاتی ہے جس میں سب کھلاڑی مل جل کر باہم مشورہ سے ہر پریشانی کو راحت سمجھنے لگتے ہیں

چلا جاتا ہوں ہنستا کھیلتا، موج حوادث سے
اگر آسانیاں ہوں، زندگی دشوار ہو جائے

جو فرد اور جو خاندان اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہتا ہے وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا پر عمل پیرا ہوتا ہے اس کے لئے اس دنیا کی تمام شکستوں کو اللہ تعالیٰ اپنی نصرت اور کامیابی سے بدل دیتا ہے اور اس کو دین ودنیا کا چین اور سکون حاصل ہو جاتا ہے۔

اگر کسی ماں کو بچوں پر غصہ زیادہ آتا ہو اور وہ اپنے اندر شفقت کا جذبہ پیدا نہ

کر پاتی ہو تو ایسی ماں کو چاہئے کہ دو رکعت صلوۃ الحاجت کی نیت سے پڑھ کر دعا مانگیں کہ اے اللہ! میرے اندر یہ جذبہ پیدا فرمادے اور اسکے ساتھ ساتھ اس بات کا محاسبہ کرے کہ اگر میں شفقت اور محبت سے ان کی تربیت کروں گی تو اس پر مجھے اللہ تعالیٰ بہت ہی زیادہ اجر عطا فرمائیں گے اور شاید یہی عمل میری مغفرت کا سبب بن جائے اور میری موت کے بعد یہ بچے جو بھی دین کا کام کریں گے اور جو بھی ان کے ذریعہ دنیا میں بھلائیاں وجود میں آئیں گی ان سب کا مجھے اجر ملے گا۔

میری موت کے بعد یہ میرے لئے صدقہ جاریہ ہوں گے اور سب سے بڑی بات یہ کہ اللہ میاں مجھ سے راضی ہو جائیں گے' اور جس سے اللہ میاں راضی ہوگئے اس کی تو دونوں جہان کی زندگی بن گئی۔

بے جا لاڈ پیار بچے کے لئے نقصان دہ ہے

ساری مائیں یقیناً اپنے بچوں سے پیار کرتی ہیں اور بہت کرتی ہیں یہی پیار ومحبت بعض بچوں کو مستقبل میں ''بڑا آدمی'' بنا دیتا ہے اور بعض کو ''برا آدمی'' وجہ موقع محل کی پہچان اور عدم پہچان ہے کہ جو وقت پیار اور لاڈ کرنے کا تھا اس وقت تو جھڑک دیا اور جس وقت اسے تنبیہ کرنے کا تھا اس وقت لاڈ اور پیار جتانے لگیں۔

مثلاً کسی کے گھر دعوت میں بچہ غیر معمولی ندیدے پن کا مظاہرہ کر رہا ہے اور دستر خوان پر چڑھ چڑھ کر یہ چیز اٹھانے کی کوشش کر رہا ہے اور کھانے پینے کی اشیاء گرا رہا ہے اور ماں خوش ہو رہی ہے کہ دیکھو میرا بچہ کتنا نڈر ہے اور ماشاء اللہ اس کی خوراک کتنی اچھی ہے گھر میں تو کھاتا ہی نہیں یہاں پر کھانے دو جیسے بھی کھا رہا ہے۔ اور گھر واپسی پر بجائے اس کے اسے سختی سے سمجھایا جائے کہ بیٹا کیا ہمارے گھر میں وہی چیزیں موجود نہیں ہیں جو وہاں تھیں اور کھانا کھاتے ہوئے چیزیں گرانا کتنی بری بات ہے یہ حرکت تو وہ بچے کرتے ہیں جنہیں کبھی ایسی چیزیں کھانے کو نہیں ملی بیٹا اللہ تعالیٰ کا کتنا کرم ہے کہ اللہ پاک نے کتنی نعمتیں ہمیں کھانے اور پینے اور استعمال کرنے

کو دی ہیں اگر آپ اس طرح کرو گے تو اللہ پاک کی ناشکری ہو گی اور اگر کہیں اللہ پاک ہم سے ناراض ہو گئے تو پھر جتنی چیزیں ہمیں دی ہیں وہ واپس لے لیں گے لہذا آپ آئندہ ایسی حرکت بالکل مت کیجئے گا۔ اسے مزید حوصلہ دلایا جاتا ہے لاڈ اٹھایا جاتا ہے کہ بیٹا آج تو بڑا اسمارٹ لگ رہا ہے میزبانوں کا کیسا ناک میں دم کر دیا ہے تو بڑا تیز ہے وغیرہ کیا یہ بچے کے ساتھ دشمنی نہیں ہے؟ اگر آپ کے بچے میں یہ عادت ہے تو کہیں لے جانے سے پہلے اسے کچھ کھلا دیجئے تاکہ اس کا پیٹ بھر جائے پھر وہ اس طرح نہیں کرے گا۔

اسی طرح اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ بچہ رات کو سو نہیں رہا اور کسی بات کی ضد کر رہا ہے تو ماں بجائے اس کے لاڈ اٹھانے اور پیار کرنے کے فوراً ڈانٹ دیتی ہے یا یوں کہتی ہے کہ کم بخت سوتا کیوں نہیں سارا دن تنگ کیا اب رات کو تو چین لینے دے' پتہ نہیں یہ بے سکونا ہمارے گھر کیوں پیدا ہو گیا وغیرہ حالانکہ اس وقت کا تقاضا تو یہ تھا کہ اگر وہ کہانی سننے کی ضد کرتا ہے تو اسے کسی صحابی کا کوئی واقعہ سنایا جاتا اگر اسے بھوک لگ رہی ہے تو کچھ کھانے کو دے' پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرے اسے دعائیں دے وغیرہ۔

لہذا یہی بڑا سبب ہے بچے کے اخلاق بگڑنے کا کہ جو وقت لاڈ اٹھانے کا تھا اس وقت جھڑک دیا اور جو وقت تنبیہ کرنے کا تھا اس وقت خوامخواہ لاڈ پیار کرنے لگی۔

بچے کی ناپسندیدہ عادات پر آپ کی ذمہ داریاں

بچے کی ناشائستہ حرکتوں میں سب سے زیادہ فکر کا باعث تو وہ ہیں جن کو آپ ہرطرح سے بچے کی ذات سے دور کرنا چاہتی ہیں لیکن بچہ ہے کہ وہ ان سے اور بھی زیادہ چمٹتا چلا جاتا ہے۔ آپ چاہتی ہیں کہ دوبارہ وہ شرارت نہ کرے لیکن وہ آپ کی سخت سے سخت تازیب کو بھول جاتا ہے اور وہی کچھ کر گذرتا ہے کبھی تو شاید آپ کو ایسا احساس بھی ہونے لگتا ہے کہ جیسے بچہ اس حرکت کو اچانک کر گیا ہو اور کر گزرنے کے بعد اس کو بے حد قلق ہو رہا ہو۔ مگر یہ کیوں ہے؟ اور کیا یہ دور نہیں ہو سکتا؟ بارہا آپ نے اس طرح سوچا ہوگا اور سوچتی ہیں لیکن کوئی حل نظر نہیں آتا۔

اب ہم ان ناشائستہ حرکات کی وجوہ اور ان کے حل کے بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں۔

ایک محترمہ ایک بار اپنے کسی عزیز کے یہاں ملنے کے لئے گئیں۔ اس میزبان خاندان میں اتفاق سے کوئی کم عمر بچہ نہیں تھا اور وہ لوگ معصوم بچوں کی پیاری پیاری باتوں کے ہمیشہ متمنی رہا کرتے تھے۔ جب ان محترمہ کے ساتھ ان کی چھوٹی بچی بھی ان کے یہاں پہنچی تو انہیں بڑی خوشی ہوئی وہ سب برابر یہ کوشش کرتے رہے کہ بچی ان کے ساتھ بے تکلف ہو جائے چنانچہ وہ اسے کھانے پینے کی چیزیں پیش کرتے رہے اور مختلف طرح کی باتوں کے لئے آمادہ کرتے رہے لیکن یہ محترمہ کچھ اس قدر بچی کی طرف سے نالاں تھیں کہ جہاں اس نے کوئی بات کی فوراً گھڑ کی سنائی ''بدتمیز کہیں کی کترنی سی زبان چلائے جارہی ہے'' اور پھر میزبانوں سے کہتیں ''کیا بتاؤں بہن' اس چڑیل کی وجہ سے تو میں نے سب کہیں کا آنا جانا ترک کر دیا ہے۔ جہاں جاتی ہے تمیز سے پیش ہی نہیں آتی ہے بس اس کی وجہ سے مارے شرمندگی کے سر نیچا ہو جاتا ہے''۔ یا پھر جیسے ہی کسی نے اسے کوئی چیز دینی چاہی اور اس نے لے لینے کا ارادہ

ظاہر کیا اور یہ برس پڑیں ''چل وہاں سے ندیدی کہیں کی۔ معلوم ہوتا ہے کبھی آنکھوں دیکھا ہی نہیں ہے تو تو ہر جگہ مجھے ذلیل کرانے پر تلی ہوئی ہے''۔

اب آپ ہی بتایئے کہ یہ محترمہ کس آنکھ سے اس بچی کی تمام حرکتوں کو دیکھ رہی ہیں اور کیا ان کا یہ سوچنا کہ بچی کی ہر حرکت ناشائستہ ہے' درست ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر بچے کی تمام حرکات کو بچکانہ حرکات سمجھ کر توجہ دینا بے حد ضروری ہوگا۔ ورنہ بہت بڑا خسارہ اٹھانا پڑے گا۔

یہ بات بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ وہ بچہ جو بالکل گم سم اور سیدھا سادا رہتا ہے دراصل اس میں کوئی نقص یا خرابی ہے۔ بچپن کا زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ بچے کی نس نس میں چلبلاہٹ اور پھرتیلا پن بھرا رہتا ہے اور وہ اس کی بناء پر اس قدر مجبور ہوتا ہے کہ ہروقت کچھ نہ کچھ کرتا ہی رہتا ہے اب اگر وہ خاموش بیٹھا رہا اور بڑا سیدھا سادا یا بھولا بھالا بنا رہا تو سمجھ لیجئے کہ بچپن کی وہ چلبلاہٹ اور پھرتیلا پن جو اس کے ہاتھوں کو دماغ کو' نظر کو اور دوسرے تمام متوجہ ہونے والے اعضاء کو مشغول رکھتی ہے لاپتہ ہے اس لئے اس کو کم از کم اتنا موقع تو ملے کہ وہ اپنے ان اعضاء کو جو اسے بے چین رکھتے ہیں استعمال کر سکے۔ یہ بات تو بڑی تفصیل سے بیان کرنے کی ہے۔ اس لئے فی الحال ہم چند ایسی باتیں بیان کرتے ہیں جن کی عموماً زیادہ ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

بچہ اور سزا

ایک مرتبہ بہت سے بچے جمع ہوئے تو ان کو ایک کہانی سنائی گئی کہانی زیادہ لمبی چوڑی نہیں ہے اس لئے آپ بھی سن لیجئے۔ ایک بچہ اپنے کھلونوں سے کھیل رہا تھا اس کی ماں نے اس سے کہا۔ ''جاؤ بازار سے ترکاری لے آؤ۔ تمہارے ابا آتے ہوں گے' آتے ہی کھانا طلب کریں گے''۔ بچہ کھیل تو رہا ہی تھا۔ ماں کی بات پر دھیان نہیں دیا اور ٹال گیا۔ جب اس کا باپ گھر آیا تو ماں نے اس کی شکایت کی اب

کہانی کہنے والے نے بچوں سے کہا''اس سے پہلے کہ میں تم کو یہ بتاؤں کہ اس کو کیا سزا دی گئی تم خود ہی تجویز کرو کہ بچے کو کیا سزا دی جائے اور ہاں یہ بھی سنو کہ باپ کے ذہن میں تین طرح کی سزائیں تھیں۔پہلی یہ کہ وہ اگلے روز اسے تفریح کے لئے لے جانے والا تھا تو وہ اسے نہ لے جائے دوسری یہ کہ وہ ترکاری لانے نہیں گیا تھا اس لئے اس کو کھانے میں ترکاری نہ دی جائے تیسری یہ کہ جب اس نے بڑوں کے کام کرنے سے انکار کر دیا تو بڑے کیوں اس کا کام کریں''۔

ان بچوں میں جو چھ سات سال کی عمر سے کم کے تھے انہوں نے اس بچے کے واسطے بڑی سخت سزائیں تجویز کیں۔مثلاً اس کو اندھیری کوٹھری میں بند کر دیا جائے یا اس کو اتنا مارا جائے کہ وہ پھر عمر بھر نہ بھولے یا پھر یہ کہ اس کا کھانا بند کر دیا جائے وغیرہ وغیرہ۔جب اس سے پوچھا گیا کہ اس کے ابا جان نے جو سزائیں تجویز کی ہیں ان میں سے کون سی دی جائے تو تمام چھوٹے بچوں نے کہا کہ اسے تفریح کے لے نہ لے جایا جائے۔لیکن بڑے بچوں نے یہ کہا یا تو اسے ترکاری نہ دیجائے یا اس کا کام نہ کیا جائے تاکہ اس کو اپنے کیے کی سزا مل جائے اور وہ یہ جان جائے کہ جیسا کرو گے ویسا بھرو گے۔

ایک سوال یہ بھی ذہن میں ابھر آتا ہے ذرا اس پر بھی غور کرتی چلی چلیے۔آپ بچے کو سزا اسی لئے تو دیتی ہیں کہ اس کو اس ناپسندیدہ کام سے نفرت ہو جائے نہ کہ اس ہستی سے جو اس کو سزا دیتی ہے؟

جواب دینے کے لئے تو میں بھی سمجھتا ہوں کہ یہ سوال مشکل نہیں ہے لیکن جہاں اس کو عمل میں لانے کا مرحلہ پیش آتا ہے وہاں یہ عجب ٹیڑھی کھیر ہو جاتا ہے کیسے؟ یہ بھی سن لیجئے۔

جس طرح ہم آپ اپنی عزت رکھتے ہیں اور دوسروں کے سامنے رسوا ہونا پسند نہیں کرتے اسی طرح بچہ بھی اپنی عزت اور اپنا وقار رکھتا ہے اب جب وہ کوئی برا کام کرتا ہے تو آپ اسے سزا دیتی ہیں گویا اس کی عزت اور پندار پر زد پڑتی ہے جب وہ

دیکھتا ہے کہ کام اتنا برا ہے کہ اس کے بدلے دوسروں کے سامنے اپنی عزت جاتی ہے تو وہ اس کام سے توبہ کر لیتا ہے لیکن جب کوئی بار بار اس کی عزت پر حملہ کرتا ہے تو بچہ یہ محسوس کرنے لگتا ہے کہ اب دوسروں کی نگاہ میں اس کی کوئی وقعت ہی نہیں ہے تو وہ ڈھیٹ اور بے شرم ہو جاتا ہے اور اب آپ اس کو برے کام سے نہیں روک سکتیں۔

یہ تو ایک وجہ تھی مستقلاً سزا کے مستحق کام کرنے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ اب اچھی طرح محسوس کرنے لگتا ہے کہ سزا دینے والے کے دل میں اس کے لئے ذرا بھی محبت نہیں رہتی ہے۔ پھر آخر وہ کیوں اس کی محبت کا دم بھرتا رہے اس کے ڈراوے میں آتا رہے اور اس کی فرماں برداری کرتا رہے۔

ان حالات میں آپ دیکھتی ہیں کہ سزا دراصل بچے کی خرابی کی موجب بن جاتی ہے اس لئے سزا دیتے ہوئے اسپر پوری طرح غور کر لیجئے کہ آپ سزا اصلاح کے لئے دے رہی ہیں۔

بہتوں کی تو زبان ہی اس فقرے سے کھلتی ہے کہ "ابھی دوں گی تھپڑ" "جوتی کھینچ کر ماروں گی"۔ لیکن بچے کو ہر وقت ہراساں کرتے رہنا کہاں تک درست ہے؟ اس سے بچے پر کیا اثر ہو گا اس پر ذرا بھی غور نہیں کیا جاتا۔

بہت سے بچوں کے ساتھ تو یہ ہوتا ہے کہ وہ ان فقروں کو کہنے والے کا تکیہ کلام سمجھنے لگتے ہیں اور یہ طے کر لیتے ہیں کہ ان کے کہنے سے کیا ہوتا ہے یہ تو ہر وقت یہی کہتے رہتے ہیں لیکن کم ہی اس پر عمل کرتے ہوئے دیکھا ہے اس طرح یہ فقرے اپنا اثر کھو دیتے ہیں اور بچہ سزا کی طرف سے غافل ہو جاتا ہے۔

رہ گئے وہ بچے جو ان فقروں کو حقیقت سمجھتے ہیں ان کا عالم دوسرا ہوتا ہے یہ سوچنا کہ بچہ کوئی ایسا کام نہ کرے کہ اس کو سزا دینی پڑے انتہائی خطرناک ہے البتہ ہو سکتا ہے کہ آپ بعض اوقات اپنی سزاؤں کو روک لیں بچہ ہر شرارت جان بوجھ کر نہیں کرتا۔ بعض حادثے تو اس سے اس طرح ہو جاتے ہیں کہ ان کے ہونے سے پہلے

اسے ان کی خبر بھی نہیں ہوتی۔

ایک بچے نے اپنے ابا جان کی میز پر دیکھا کہ قلم دان میں سیاہ اور سرخ دوائیں ایک قلم، پینسل، ربڑ، کاغذ تراش وغیرہ رکھے ہوئے ہیں۔ بچے نے اپنے باپ کی غیر موجودگی میں ان چیزوں کو اٹھالیا اور اپنی اسی عادت کے مطابق جس کا تذکرہ کئی بار ہو چکا ہے کہ وہ چیزوں کے بارے میں معلوم کرے کہ وہ کیا ہیں وہ انہیں الٹنے پلٹنے لگا دوات کو اپنے ہاتھ پر انڈیلا روشنائی اس کے ہاتھوں سے بہتی ہوئی کاغذ، قلم دان اور میز پوش کا ستیاناس کر گئی۔ بچے کو تو اس کی خبر بھی نہ تھی کہ یہ سب کچھ ہو جائے گا اس نے گھبرا کر جلدی سے ہاتھ میں لگی ہوئی روشنائی کو قمیص کے دامن سے پونچھ لی پھر گوش مالی کے خوف سے ادھر ادھر گری ہوئی روشنائی کو کاغذ کے ٹکڑوں سے جلد جلد پونچھ کر صاف کرنے کی کوشش کرنے لگا۔

اب آپ ھی غور کریں کہ ایسے بچے کو سزا دینا گویا اس کو اور زیادہ خوف زدہ کر دینا ہے یا نہیں؟ اور کیا اس کو سزا دینا اس کے ساتھ زیادتی نہ ہوگی؟ سزا کا ضرورت سے زیادہ ہونا کبھی بھی مناسب نہیں ہے۔ جہاں تک ہو سزا دینے کے بجائے ایسے طریقے استعمال کئے جائیں کہ بچہ خود اس کام سے نفرت کرنے لگے۔ اگر اس نے غلطی سے کوئی ناپسندیدہ کام کیا ہے اور اس کو اپنی غلطی کا احساس بھی ہے تو اس کو معاف کر دیجئے اگر اس کے لئے یہ بات ناقابل برداشت ہو کہ اس کے برے کام سے اللہ میاں خفا ہو جائیں گے اور اللہ کی خفگی بڑی بھاری خفگی ہے تو اسی پر بس کیجئے۔

ماں کی غلط شفقت

لیکن جب آپ بچے سے یہ کہہ دیں کہ اگر تم نے فلاں کام کیا تو میں تم کو پیٹوں گی اور پھر وہ اس کام کو کر گزرے تو آپ ضرور سزا دیں۔

ایسے موقعوں پر گریز یا چشم پوشی سے جانتی ہیں کہ کیا ہوگا؟...... بچہ یہ سمجھ لے گا یہ کوئی ایسی بات نہ تھی۔ امی نے یوں ہی کہہ دیا تھا اور آئندہ بھی وہ کچھ نہ

بولیں گی۔ بس یہی رجحان بڑا خطرناک ہوتا ہے دوسرے یہ بھی تو ہوتا ہے کہ وہ آپ کے اس عمل سے عہد کی پابندی میں کمزوری کا سبق سیکھ لیتا ہے۔

ہمارے گھرانوں میں سزا کا ایک نرالا انداز پایا جاتا ہے جو دنیا کے شاید کسی اور خطے میں رائج نہ ہو۔ آپ تعجب کریں گی کہ آخر وہ کون سی سزا ہے جس کا وجود دنیا کے کسی اور خطے میں نہیں؟ لیجئے آپ بھی سنئے۔

بچہ جب کوئی ایسی خطا کرتا ہے کہ اس پر تنبیہ کے طور پر سزا ضرور دی جائے مثلاً وہ دن بھر گھر سے غائب رہا ہے اور جب شام کو ابا جان کے آنے کا وقت ہے تو واپس آیا ہے۔ ماں اس سے لاکھ پوچھتی ہے کہ وہ دن بھر کہاں رہا ہے لیکن وہ جواب ہی نہیں دیتا۔ آخر کار ماں زچ ہوکر باپ سے شکایت کرنے کی دھمکی دیتی ہے لیکن پھر بھی بچہ کچھ نہیں بتاتا اور جب باپ آتا ہے تو ماں شکایت بھی کر دیتی ہے۔ باپ بچے کی اس حرکت کو انتہائی ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتا ہے اور اسکو سزا دینے کے لئے اٹھتا ہے .... لیکن عین اس وقت اماں جان کے دل میں بچے کی محبت جوش مارتی ہے اور وہ بچے کو بچانے اور چھپانے کی کوشش کرتی ہیں خود اس کی طرف سے معافی بھی مانگتی ہیں غرض طرح طرح کی لغویات کر ڈالتی ہیں نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچے کو اطمینان ہو جاتا ہے کہ جب تک اس کی امی جان زندہ ہیں اس کو سزا نہیں دی جا سکتی اور اماں جان سمجھتی ہیں کہ میں نے اپنی محبت کا حق ادا کر دیا۔ حالانکہ ان کو اس کی خبر تک نہیں ہوتی کہ اس طرح وہ بچے کو اکثر بری حرکات کرنے کی آزادی بخش دیتی ہیں۔

ہماری نظر میں اکثر مائیں ایسی بھی ہیں جن کے اس طرح کے غلط رویے نے بچوں میں بعض اخلاقی برائیاں تک پیدا کر دی ہیں۔ ماں، کو چاہئے تو یہ تھا کہ یا تو وہ خود سزا دیتی اور باپ سے شکایت نہ کرتی یا اب جبکہ شکایت کر چکی ہے تو باپ کو تنبیہ کرنے دے۔

بچوں کی ضد کا علاج

[illegible]

ہمارا تذکرہ تو ہو گیا۔ اچھا نہ سہی، برا سہی۔

اس طرح کی غلط شہرت سے ہمیں بچوں کو ہمیشہ بچاتے رہنا چاہئے ہمیں یہ معلوم کرنا چاہئے کہ بچہ یہ کیوں محسوس کرنے لگا ہے کہ دوسرے اس کی طرف سے غافل ہوتے چلے جا رہے ہیں اور اگر اس کی شکایت درست ہے تو پھر پوری کوشش کر کے اسے رفع کیا جائے۔

اگر ضد بیماری اور کمزوری کی وجہ سے پیدا ہو گئی ہے تو اس کا علاج کیجئے اور غذاؤں میں اس کے لئے ایسی چیزیں فراہم کر دیجئے کہ وہ توانا و تندرست ہو سکے اور بات بات میں چڑچڑے پن کا اظہار نہ کرے۔

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ضد کا علاج صرف یہ ہے کہ بچے کی ضد خواہ بجا ہو یا بے جا، پوری کر دی جائے، اس طرح ایک خرابی تو یہ پیدا ہو جاتی ہے کہ بچہ سہل انگار ہو جاتا ہے اور ذرا ذرا سی چیز کے لئے مچل جانا آسان سمجھنے لگتا ہے۔ دوسرے اس کی ضدوں کا سلسلہ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے اور اس کا دماغ ٹھنڈے دل سے یہ غور کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا کہ اسکی ضد کہاں تک مناسب ہے اس لئے ضدوں کو پورا کرنے سے پہلے ضدوں کا ازالہ کرنے کی کوشش کیجئے۔

ضدیں پیار اور شفقت سے جس قدر آسانی سے دور کی جا سکتی ہیں، اتنی آسانی سے شاید کسی اور طرح دور نہ کی جا سکیں اس سے پہلے بھی آپ غور کر چکی ہیں کہ بچہ بعض حالات میں ضد اس لئے کرتا ہے کہ وہ محبت کا بھوکا ہوتا ہے اس کے علاوہ بھی اگر اس کو مختلف موقعوں پر یہ سمجھایا جائے کہ اس کے ضد کرنے سے اس کے سرپرستوں کو کتنی تکلیف برداشت کرنی پڑتی ہے کتنا نقصان ہو جاتا ہے تو ممکن نہیں ہے کہ بچہ اس کو اہمیت نہ دے بلکہ بعض اوقات تو وہ اپنے کئے پر شرمندہ ہو جائے گا اور پھر اس کی امکانی کوشش کرے گا کہ کم سے کم ضد کرے۔

ضد کے سلسلے میں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ بچہ ایک بار ضد کرنے کے بعد بھول جاتا ہے پھر وہ اس کو اسی وقت یاد آتی ہے جب اس کے لئے دوبارہ ضد کرنے

کے موقع فراہم ہو جاتے ہیں اس لئے اگر آپ چاہتی ہیں کہ بچہ ضدوں میں اپنا اور آپ کا وقت برباد نہ کرے تو اس کو کھیل وغیرہ میں اس طرح بہلائے رکھیں کہ اس کا ذہن بے وجہ ضد کی طرف منتقل ہی نہ ہو۔

بچوں کی ضد پوری کرنا

ضد اور ہٹ دھرمی کی عادت بہت بری ہے۔ ماں باپ اگر بچوں کی خیر خواہی اور بھلائی چاہتے ہوں تو ان کی یہ ذمہ داری اور فرض ہے کہ بچے میں ضد کی خصلت پیدا ہوتے ہی اس کو دبا دیں اگر ایسا نہ کریں گے تو بچہ بھی ہاتھ سے جائے گا اور خود بھی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ کتنے ہی بچے پیدائش ہی سے ضدی ہوتے ہیں اور ایسے ضدی کہ بات بات پر مچلتے ہیں اور رو رو کر برا حال کر دیتے ہیں۔ گھنٹوں روتے رہتے ہیں۔ ان کی ضد پوری کرنے کے بعد بھی خاموش نہیں ہوتے۔ اگر سچ پوچھو تو یہ ایک قسم کی بیماری ہے جو پیٹ کی خرابی کی وجہ سے ہوتی ہے۔ ایسے وقت مار دھاڑ یا سختی سے کام نہ لیتے ہوئے اس کا علاج کرانا چاہئے۔ جو بچہ ضد کرتا ہو اور کوئی چیز مانگتا ہو تو اگر وہ چیز دینے میں کوئی حرج نہ ہو تو ضد کرنے سے پہلے ہی اس کو وہ چیز دے دینی چاہئے اگر ضد پر اتر آئے تو پھر ہرگز نہ دے اس سے اس کی عادت بگڑ جاتی ہے پھر ضد کر کے ہی وہ ہر چیز مانگنے کا عادی بن جاتا ہے۔ اس لئے اس کی سمجھ کے موافق اس چیز کو دینے کا جو نقصان ہو گا وہ نقصان اس کو سمجھائیے کہ ضد کرنا بہت ہی بری بات ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کی توجہ کسی دوسرے کام کی طرف مشغول کی جائے' اگر دو چار مرتبہ اس کی ضد پوری نہ کی جائے تو وہ سمجھ جائے گا کہ رونے دھونے اور ضد کرنے سے کچھ ہو گا نہیں اور پھر وہ اپنی عادت ان شاء اللہ تعالیٰ چھوڑ دے گا۔

بچوں میں غصہ

غصہ اس کو اسی وقت آئے گا جب وہ کچھ کرنا چاہئے اور پھر اس کی راہ میں رکاوٹ پیدا کر دی جائے وہ اس پر بھی اپنی سی کرنا چاہے لیکن نہ کر پائے۔ آخر کار وہ جھنجلا جائے گا اور غصہ ہو جائے گا گویا اس نے ہار مان لی کہ اب وہ کسی اور طرح اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔

غصہ جب کسی کو آتا ہے تو وہ اپنے دماغ کو استعمال کرنے سے معذور ہو جاتا ہے اب وہ تمام افعال اپنے جذبات ہی کی رو میں کرے گا بچے کی یہ ذہنی کیفیت کبھی پسندیدہ قرار نہیں دیجا سکتی کہ وہ اپنے دماغ کو کام میں نہ لائے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے صاف صاف الفاظ میں منع کیا ہے "غصہ مت کرو" غور کیجئے تو اس کی وجہ بڑی آسانی سے سمجھ میں آجائے گی غصے میں انسان کیا کچھ نہیں کر ڈالتا۔ لیکن اس پر بھی بعض گھرانوں میں یہ ایک مشغلہ سمجھا جاتا ہے کہ بچے کو موقع' بے موقع چھیڑا جائے تاکہ وہ رو دے' یا ناراض ہو جائے اسے ایک طرح کا پیار یا شفقت خیال کیا جاتا ہے۔ خدا جانے یہ شفقت کس قماش کی ہے؟

صحت کے لحاظ سے یہ چیز بڑی نقصان دہ ہوتی ہے جب بچہ ناراض ہوتا ہے تو اس کے جسم میں ایک طرح کی فاضل قوت پیدا ہو جاتی ہے جب یہ توانائی بار بار پیدا ہوتی ہے تو جسم ہر وقت قوت کے بے جا صرف سے کمزور پڑ جاتا ہے اور بچہ چڑ چڑا ہو جاتا ہے۔ اس لئے بچے کو ناراض کرنے کے بجائے اسے بہلانا چاہئے اس کو طرح طرح کے کھیلوں میں مشغول رکھنا چاہئے تاکہ اس کے دماغ کا رجحان اس طرف نہ ہو سکے۔

بچے کے غصے کو رفع کرنے کے لئے یہ کتنا آسان ہے کہ اس کے سامنے اس کے اپنے پیارے نبی ﷺ کا قول رکھا جائے کہ:

"غصہ پی جانے والے کو اللہ اجر دے گا"۔

اور پھر صبر اور تحمل کے ذریعے اس عمل کے کرنے میں اس کی زیادہ سے زیادہ

مدد کی جائے۔

صرف ایسا ہی نہیں ہے کہ جب بچوں کے کاموں میں رکاوٹ پیدا کی جائے تو وہ غصہ ہو' بلکہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ جب اس کے گھر میں تند مزاج بزرگوں کی زیادتی ہوتی ہے تو بچہ بھی اپنے آپ کو اسی رنگ میں ڈھال لیتا ہے۔ آپ کو ایک گھرانے کے بارے میں اگر ہم بتائیں تو شاید ہماری بات سمجھنے میں آپ کو بڑی آسانی ہو جائے۔ ایک بزرگوار ریاست اور امارت کی شان اسی میں سمجھتے ہیں کہ غصہ ہروقت ناک پر رکھا رہے۔ وہ ہربات پر بگڑ جانا گویا ایک وصف سمجھتے ہیں ایک بار کھانے میں سالن کم تھا' آپ نے بجائے اس کے کہ کچھ کہیں' تمام پلیٹیں اٹھا اٹھا کر صحن میں پھینکنا شروع کر دیں اور چپاتیاں کتے کے سامنے ڈال دیں۔ تمام گھران کے اس عمل سے خوف زدہ ہو گیا۔ تین چار دن کے بعد ان کے اکلوتے صاجزادے کھانے پر بیٹھے۔ اس مرتبہ شاید کھانا تو بدمزہ نہ تھا البتہ چاولوں کی پلیٹ آنے سے رہ گئی تھی یا ایسی ہی کوئی بات تھی چنانچہ آپ نے بھی تمام پلیٹیں اٹھاکر صحن میں پٹخ دیں تن تناتے ہوئے چلے گئے غرض یہ بھی ایک طریقہ ہے بچوں میں تند مزاجی کے بیج بونے کا۔

ایسا کرنے کے بجائے چاہئے تو یہ کہ بچوں کے سامنے نہ تو غصے کا مظاہرہ کیا جائے نہ گھر کو جہنم زار بنایا جائے اور نہ کبھی اس طرح اس کے سامنے کہا جائے کہ اس کو تو خاندانی غصہ ملا ہے اس کے باپ بھی اسی طرح ناراض ہوتے ہیں ان تذکروں سے وہ سمجھتا ہے کہ جیسے اس کی کسی خوبی کا تذکرہ کیا جارہا ہے اس لئے اس کو اپنی اس ''خوبی'' کی پوری طرح پرورش کرنی چاہئے۔

چھوٹے بچے عام طور سے اس وقت بھی ناراض ہوتے ہیں جب وہ اپنی کسی ضرورت کا اظہار کرتے ہیں اور دوسرے سمجھ نہیں پاتے ہیں' ایسے مواقع پر بڑے تحمل سے کام لینا چاہئے۔ اگر بچہ اپنی بات سمجھانے میں ناکام ہو رہا ہے اور جھنجلا رہا ہے تو آپ کبھی بھی ایسا نہ کیجئے کہ نہ سمجھ سکنے کی صورت میں خود بھی جھنجلاہٹ کا مظاہرہ کریں آپ کو چاہئے یہ کہ اپنی پیشانی پر ایک بھی بل نہ آنے دیں اور بڑے صبروضبط

کے ساتھ اس کی بات کو سمجھنے کی کوشش کریں اور اسکی ضرورت پوری کریں بچہ جب دو چار بار آپ کے اس مظاہرے کو دیکھے گا تو وہ خود بخود سیکھ جائے گا کہ ناکامی کی صورت میں کیا رویہ اختیار کرنا چاہئے۔

بیماری کے زمانے میں بھی بچے عام طور سے چڑ چڑے ہو جاتے ہیں وہ طرح طرح کی خواہشات کا اظہار کرتے ہیں لیکن انکا پورا کرنا ان کے لئے مضر ہوتا ہے یا پھر ایک معمولی سی بات پر وہ خفا ہو جاتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنی تکالیف کی وجہ سے محبت کے زیادہ خوگر ہو جاتے ہیں چاہتے ہیں کہ ان کے ساتھ معذور سمجھ کر معاملہ کیا جائے اس لئے اس زمانے میں اگر ان کے ساتھ کچھ تھوڑی سی زیادہ توجہ کے ساتھ پیش آیا جائے اور خواہش کو دوسرے رخ پر موڑ دیا جائے تو بچہ اس لعنت سے بچ جاتا ہے۔ کمزور اور ناتواں بچوں کا خاص طور سے لحاظ رکھنا چاہئے کیونکہ یہ اپنی کمزوری کو غصہ کا سہارا دیتے ہیں ان کو اگر ایسے مواقع زیادہ پیش نہ آئیں کہ وہ ناکام ہوں تو غصے سے وہ کافی حد تک محفوظ رہ سکتے ہیں ان کو ایسے ہی کاموں میں لگانا چاہئے جن میں کامیاب ہو جائیں اور ایسے ماحول میں رکھا جائے جہاں دوسرے ان کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش نہ کریں۔

ماں وقتاً فوقتاً بچوں کی نفسیات کا مطالعہ کرے

ہمارے ہاں ضرورت اس بات کی ہے کہ مائیں بچوں کی تمام خواہشات اور دلچسپیوں پر خوب نظر رکھے' اور ان میں عمر کے اعتبار سے جو تبدیلی رونما ہو رہی ہوں اس کا بغور جائزہ لے۔ ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ ماں اپنے بچوں کی بالیدگی اور نشوونما کا باقاعدہ مطالعہ ومشاہدہ کرے اور ان سب کی روشنی میں بچوں کی تعلیم وتربیت کیلئے کوئی جامع لائحہ عمل تیار کرے تاکہ بہتر نتائج حاصل ہو سکیں۔

یہاں ہم ماؤں کیلئے اس لائحہ عمل کے چند جدید طریقے تحریر کرتے ہیں امید ہے کہ مائیں دوران تربیت ان کو ملحوظ رکھیں گے اور اس میں اپنے ذاتی تجربات سے بھی

کام لیں گی۔مقصد یہ ہے کہ بچہ کو صحت مند خوش وخرم اور ترقی پذیر بنایا جائے اور اس میں تحصیل علم کا شوق پیدا ہو' اور اس کی پوشیدہ صلاحیتیں و قابلیتیں ابھریں اور وہ ایک اچھا نوجوان' ایک اچھا مسلمان اور ایک اچھے شہری کی حیثیت سے پروان چڑھے بچہ کے عادات واخلاق اور شخصیت کا معائنہ کرنے کے لئے ہم تین مستند اور معتمد طریقے تحریر کرتے ہیں۔

(۱) مطالعہ بذریعہ مشاہدہ

جس بچہ کا مطالعہ منظور ہوتا ہے اسے اپنی نظر میں رکھ لیا جائے کوشش یہی ہو کہ بچے کو مشاہدہ کے متعلق کوئی علم نہ ہو۔

ماں اس کی حرکات وسکنات اور سرگرمیوں پر نگاہ رکھے اور اپنی معلومات کسی محسوس رجسٹرمیں میں درج کرتی رہے اس طرح ماں کو معلوم ہو گا کہ بچے کا قد اور وزن پچھلے ماہ کے مقابلے کتنا بڑھا ہے اسی طرح مختلف مضامین میں اس نے کیا ترقی کی ہے مثلاً اردو کے کتنے صفحے پڑھے ناظرہ قرآن میں کتنی پیش رفت ہوئی حساب میں کتنے سوال سیکھے کھیلوں میں کتنی دلچسپی لی اور دیگر مشاغل کو کتنا وقت دیا' ماں یہ مشاہدہ باقاعدہ کریں اور اس میں اپنی مرضی اور خواہشات کو بچے پر مسلط نہ کرے۔

(۲) مطالعہ بذریعہ سوالات

بچے کے متعلق تمام باتیں ماں کو معلوم ہونی چاہئیں مثلاً اس کے دوست کون اور کتنے ہیں اور وہ کون سا کھیل زیادہ شوق سے کھیلتا ہے اپنے پڑوسیوں اور رشتہ دار بچوں کے ساتھ اس کے مراسم کیسے ہیں۔اب ماں اس سے سوالات پوچھے مثلاً

آپ کا دلچسپ کھیل کونسا ہے؟ پسندیدہ مضمون کونسا ہے؟ کتنے اور کون کون سے دوست ہیں؟ فارغ وقت میں کیا کرتے ہو؟

ان سوالات کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ کہ بچے کے رجحانات کیا ہیں اور اس کی

شخصیت کیا ہے ماں بچے سے سوالات کے ذریعے بہت کچھ معلوم کر کے اس کے متعلق رائے قائم کر سکتی ہے۔ اور اسکے کردار سازی میں موثر کردار ادا کر سکتی ہے۔

چونکہ کبھی بچے ماں سے ڈر کی وجہ سے حقائق چھپا لیتے ہیں اس لئے ماں کو چاہئے کہ سوالات دوستانہ ماحول میں پوچھے

(۳) مشاورت

اس کا مطلب یہ ہے کہ بچے کے صحیح حالات معلوم کر کے اس کی مشکلات حل کرنے میں اس کو مشورہ دینا مثلاً اگر وہ ریاضی میں کمزور ہے تو کمزوری کی وجہ معلوم کر کے اسے اپنی مشکل پر قابو پانے میں مدد دے، ہو سکتا ہے وہ اس مضمون میں پہاڑوں کے نہ آنے کی وجہ سے کمزور ہو اسی طرح حفظ قرآن یا ناظرہ قرآن کریم میں کمزور ہے تو اس کی اصل وجہ جان کر اس کی مدد کرے ہو سکتا ہے قاعدہ صحیح طور پر نہ پڑھنے کی وجہ سے حروف کی ادائیگی اور یاد کرنے میں اسے مشکل ہو رہی ہو۔

یاد رکھئے! مذکورہ بالا جو ہم نے طریقے درج کئے ہیں اگر آپ ان پر عمل کریں گی اور ان طریقوں کی مدد سے اپنے بچے کے نفسیات کو سمجھنے کی کوشش کریں گی تو ان شاء اللہ آپ پرورش کے سلسلے میں کئی مسائل سے بچ جائیں گی۔

بچوں کی خود مختاری

ہر بچے کی یہ تمنا ہوتی ہے کہ لوگوں میں اس کی حیثیت ممتاز ہو اور وہ اپنے گھر میں نمایاں مقام رکھتا ہو اس تقاضا کے تحت وہ مشکل سے مشکل کام بھی سر انجام دیتا ہے جس بچے میں یہ چیزیں نمایاں ہوں تو بعض مفکرین نے اس تقاضہ کو قیادت کی خواہش کا نام بھی دیا ہے اس دور میں بچہ جیسے جیسے شعوری پختگی اختیار کرتا جاتا ہے اس میں عزت نفس اور خود داری کا احساس تقویت پاتا ہے کہ وہ دوسروں کی نظروں میں صاحب عزت ہو اور یہ تقاضہ فطری ہے کیونکہ قدرت کی طرف سے اس کو اشرف

المخلوقات کا درجہ دیا گیا ہے۔

اس لئے ہر بچہ اپنی انفرادیت کا خواہاں ہوتا ہے لہٰذا اس بات کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ بھری جماعت میں بھرے بازار میں بچے کی تذلیل نہ کی جائے اور نہ ہی گھر میں بہت سارے افراد کی موجودگی میں برا بھلا کہا جائے اس طرح کرنے سے بچے کی شخصیت دب جاتی ہے اور جذباتی نشوونما متاثر ہوتی ہے۔

اسی طرح بچے کی خواہش ہوتی ہے کہ اسے اپنے کام میں مکمل آزادی ہو وہ کسی کا دست نگر نہ ہو یہ تو نوجوانی کے دور کے تقاضے ہیں ان تقاضوں کو کسی طرح پورا کرنا چاہئے اس کے لئے ایک اصول اپنائے۔

بچے کی خودمختاری اور اس کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے متوازن اور مناسب رویہ اختیار کریں نہ ہی اس قدر آزادی دیں کہ بچہ شرم وحیاء اور اپنی ذمہ داری کا احساس نہ کرے اور نہ ہی اتنا دبایا جائے کہ وہ دیواریں پھلانگنے پر مجبور ہو جائے۔

بچے کی چھوٹی چھوٹی خواہشات اور ضروریات کو اگر آپ نظر انداز کریں گی تو اللہ نہ کرے ایک دن ایسا آسکتا ہے کہ بچہ ان ضروریات کو پورا کرنے کیلئے غلط طریقے اختیار کرے اس لئے بہت ضروری ہے کہ ماں بچے کو مناسب طریقے سے اپنی مجبوریوں کا احساس دلائے بجائے اس کے کہ بچے کو گالی گلوچ دے کر گھر کے ماحول سے متنفر کیا جائے اور پرسکون ماحول کیلئے گھر کے اندر دینی ماحول کا ہونا ضروری ہے کہ سکون کا راز اسی میں پنہاں ہے اس لئے ماں کو چاہئے کہ نماز روزے تسبیحات وتلاوت اور دعوت الی اللہ کا خود بھی خوب اہتمام کرے اور بچوں کو بھی اس کی ترغیب دے۔

ہر ماں کو چاہئے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی سے امید رکھے

ہمارے معاشرے میں تقریباً ہر فرد پریشان اور دکھی معلوم ہوتا ہے اس کی کئی وجوہات ہیں، مثلاً اللہ جل شانہ کو ناراض کرنے والے کاموں کا کثرت سے ہونا'

پورے دین کا زندہ نہ ہونا' پورے دین کو زندہ کرنے کی محنت کو چھوڑ دینا' پورا دین پوری دنیا میں اور قیامت تک آنے والی نسلوں میں مکمل طور پر زندہ ہو جائے اس کے لئے اپنا جان و مال اور وقت وصلاحیت نہ لگانا۔

ان کے علاوہ ایک بہت بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ غیر اللہ (جس میں ساری مخلوق شامل ہے مثلاً اولاد' والدین' رشتہ دار' حکومت' دوست واحباب وغیرہ) سے امید رکھنا یعنی آج کل کتنے ایسے لوگ ملتے ہیں جو صرف اس وجہ سے دکھی ہیں کہ انہیں اپنوں ہی سے تکلیف پہنچی ہے اس کی مثال کچھ یوں ہے کہ "ایک ماں اپنے بیٹے سے امید کرتی ہے کہ جب یہ بڑا ہو جائے گا تو خوب پیسے کمائے گا مجھے اس کرایہ کے گھر سے نکال کر اپنے اور اچھے گھر میں لے کر جائے گا میرے لئے طرح طرح کی آسائش کی چیزیں لائے گا مجھے خوب راحت ر آرام پہنچائے گا مجھے سیر کرائے گا گاڑی پر بٹھا کے گھمائے گا وغیرہ یہ تو بے چاری ماں کی امیدیں ہیں جو اس نے اپنے بیٹے سے باندھی ہیں چنانچہ بیٹے بے چارے کے ذہن میں بچپن ہی سے یہ بات ڈالی گئی کہ زیادہ سے زیادہ مال کماؤ۔

اب ہوتا یوں ہے کہ بیٹے کو زیادہ مال کمانے کی ہوس ملک سے باہر دیار غیر میں لے جاتی ہے۔ اور وہاں جاکر وہ مال زیادہ سے زیادہ کمانے کی ہوس میں اور وہاں کی رنگینی میں ایسے کھو جاتا ہے کہ اسے اپنی ماں' اپنے رشتہ دار' اپنا شہر' اپنا ملک سب کچھ بھول جاتا ہے۔ شروع میں وہ کچھ پیسے ماں کو بھیجتا ہے لیکن کچھ عرصے بعد دوری ہونے کے سبب اور وہاں کی بے دین رنگین' زہریلی تتلیوں میں پھنس کر یہ پیسہ بھیجنے کا سلسلہ بند کر دیتا ہے۔

پھر آپ کے خیال میں کیا حال ہو سکتا ہے اس بے چاری ماں کا؟ بعض بے چاریاں ذہنی توازن ہی کھو دیتی ہیں بعض صدمے سے ہلاک ہی ہو جاتی ہیں' لیکن اس کی وجہ کیا ہوئی؟ شاید اس میں بیٹے کا قصور ہو لیکن ہمارے خیال میں اگر ماں اپنے بیٹے سے امید نہ رکھتی اور بچپن سے اس کے دل میں زیادہ مال حاصل کرنے کے فوائد نہ

بھرتی تو یقیناً یہ نہ ہوتا۔

ہمارے معاشرے میں بہت ساری مائیں اپنے بچوں کی پرورش اس نیت سے کرتی ہیں کہ جب یہ بڑے ہوں اور ہم بوڑھی ہوں تو ہمارے کام آئیں۔ لہٰذا اپنے بچوں کو اپنے بڑھاپے کا سہارا سمجھتی ہیں۔

وقتاً فوقتاً اس کا اظہار بھی کرتی ہیں کہ ''تو ہی میرے بڑھاپے کا سہارا ہے' تو ہی میرے ہاتھوں کی بے ساکھی ہے وغیرہ وغیرہ یہ بات کسی درجہ میں صحیح تو ہے لیکن بالکل صحیح نہیں ہے کیونکہ اس میں کئی قباحتیں ہیں۔

مثلاً غیر اللہ سے امید رکھنا' آپ سوچیں کہ انسان تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کا محتاج ہے اور وہی اس کا سہارا ہے وہی آسرا ہے جوانی میں بھی اور بوڑھاپے میں بھی' آپ کی اولاد اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اگر (اللہ نہ کرے) آپ کے بڑھاپے تک وہ انہیں اپنے پاس بلالے تو کیا ہو؟ خدانخواستہ اگر آپ کی اولاد شادی کے بعد اپنی بیوی کی غلط باتوں میں پھنس کر آپ سے کنارہ کشی اختیار کر لے تو آپ کیا کر سکتی ہیں۔

اکثر مائیں یہ خیال کرتی ہیں کہ جب میرے بیٹے کی شادی ہو جائے گی تو اسکے نتیجے میں جو بہو آئے گی ہمارا بیٹا اسے ہماری خدمت پر مامور کرے گا اور وہ گھر کے سارے چھوٹے بڑے کاموں کے علاوہ رات کو ہمارے پیر بھی دبائے گی۔ کسی زرخرید خادمہ کی طرح گھر میں رہے گی ہماری ساری الٹی سیدھی باتیں برداشت کرے گی لیکن حالات ماں کے اس خیال کے خلاف ہو جاتے ہیں اور بیٹے صاحب خدانہ کرے زن مریدی کے چکر میں ایسے پھنستے ہیں کہ اپنی ماں کو ہی گھر سے نکال دینے کی دھمکی دیتے ہیں۔ اسی طرح سے کبھی ساسوں کو ماسیوں کی طرح گھر کا کام کرنا پڑتا ہے اور بہو رانی انگڑائیاں لیتی ہیں۔

ان حالات پر غور کریں کیا گذرتی ہوگی اس ماں بے چاری کے دل پر لیکن قصور اس غلط خیال کا ہے اس بے بنیاد امید کا ہے جو اس نے اپنے بیٹے سے رکھی

تھی۔

کچھ مائیں ایسے خواب بھی دیکھتی ہیں کہ ہم اپنی بیٹی کیلئے ایسا لڑکا ڈھونڈیں گے جو مالدار بھی ہو اور گھر داماد بن جائے اور میرے بیٹوں یعنی اپنے سالوں کو باہر کے ممالک پڑھنے کیلئے یا کمانے کیلئے بھیج دے یا اپنے ملک ہی میں کسی بڑی کمپنی میں ملازمت پر لگا دے اور میری چھوٹی بیٹیوں یعنی اپنے سالیوں کے اچھے اور امیر گھرانوں میں رشتے کروا دے وغیرہ۔ لیکن تعبیر ایسے خوابوں کی الٹ ہوتی ہے یعنی آپ نے تو خوب چھان بین کر کے رشتہ تلاش کیا مگر داماد صاحب گھر داماد کیا بنتے وہ اپنی بیوی یعنی آپ کی بیٹی کو لے کر ایسے الگ ہوئے کہ ماں سے ملنے بلکہ فون پر بات کرنے پر بھی پابندی لگا دی۔ ابھی کچھ دنوں پہلے اپنے ایک دوست کی زبانی ایک واقعہ کا علم ہوا کہ کسی لڑکی کے والدین نے اپنی لڑکی کیلئے مناسب رشتہ تلاش کرنے میں زمین کے پاتال کو بھی چھان مارا اور جب رشتہ ملا اور شادی ہوئی تو ان کے خواب چکنا چور ہو گئے اس ظالم لڑکے اور اس کے گھر والوں نے لڑکی پر پہلے دن ہی سے مظالم ڈھانا شروع کر دیئے اور کچھ عرصے بعد اپنے میکے جانے پر مکمل پابندی لگا دی اور میکے سے اگر کوئی ملنے آتا تو اسے بھی گھر کے باہر ہی سے چلتا کر دیا جاتا حتیٰ کہ لڑکی کی ساس اور نند فون پر پہرہ دینے لگیں کہ یہ بے چاری اپنے اوپر ڈھائے گئے مظالم کی داستان اپنے میکے والوں اپنے والدین کو اپنے بہن بھائیوں کو بھی نہ سنا سکے۔

محترم مائیں! خود بھی کسی سے امید نہ رکھیں' اپنے بچوں کو بھی یہی
تربیت دیں کہ تم اللہ ہی سے امید رکھو' کوئی پریشانی کوئی مسئلہ آئے
تو اللہ ہی سے مانگو'

بچوں کی تربیت بھی اسی نیت اور دعا کے ساتھ کریں' جس طرح مریم علیہا السلام کی والدہ نے کی تھی کہ پیٹ میں حمل ہوتے ہی نیت بھی کی اور دعا بھی کی لہٰذا ہر مسلمان ماں کو چاہئے کہ غیر اللہ سے کسی قسم کی امید نہ رکھے خصوصاً اپنی اولاد سے اس کے علاوہ اپنے شوہر' اپنے والد' اپنے بھائی' ساس بھابھی کسی سے کچھ بھی ملنے کی

امید نہ رکھے۔

اس بات کا یقین رکھے کہ کوئی بندی یا بندہ کسی کو اللہ کے حکم کے بغیر کچھ نہیں دے سکتا / سکتی ہے۔ سب کا وہی پالنہار ہے۔ اس سے امیدیں وابستہ کیں جائیں۔ جس کے پاس جو کچھ بھی ہے اسی اللہ کا دیا ہوا ہے کسی کی اپنی ذاتی ملکیت نہیں یہاں تک کہ کسی پر احسان کرنا کسی سے محبت کرنا بھی کسی کے بس میں نہیں۔

عموماً سارے دکھوں' مصیبتوں اور جھگڑوں کی بنیاد ہی یہ ہوتی ہے کہ والدین اپنے اولاد سے امیدیں باندھ لیتے ہیں۔ مثلاً بیٹا یا بیٹی کی امیر گھرانہ میں منگنی ہوئی' اور اب فضول امیدیں باندھ لیں کہ یہ .... ملے گا۔

یہ .... ملے گا' اس طرح اسباب راحت اور سامان زینت ملے گا۔ حالانکہ اکثر امیروں کے گھروں کی طرف سے جو کچھ دیا جاتا ہے وہ محض دکھاوے کیلئے ہوتا ہے۔ بلکہ بعض بظاہر امیر گھرانوں کی اندرونی زندگی تو فقراء سے بھی بد تر ہوتی ہے لہٰذا نہ امیر گھرانے سے امید باندھیں نہ فقیر گھرانے سے ناامید ہوں۔

اور امید سے بڑھ کر یہ کہ اپنی اولاد کے ذہن میں بچپن سے زیادہ مال کمانے کی غیر یقینی فوائد نہ بھریں کیوں کہ یہ ایک اعتبار سے (اشارۃً) سوال کی شکل ہوئی اور وہ بھی مخلوق سے جو اللہ پاک کو ناپسند ہے۔ بچوں کو مختلف انداز سے مختلف اسلوب اور پیراہوں سے سمجھاتی رہئے کہ بیٹا اس دنیا میں ہم ہمیشہ کیلئے نہیں آئے نہ ہم یہاں ہمیشہ رہیں گے نہ یہ .... ہمیشہ یہاں رہے گا' مثلاً اندازہ ہوا کہ بچی کو فلاں کپڑوں سے یا فلاں چیز سے محبت ہے اور ایسی محبت ہے جس سے دو بہنوں میں جھگڑا ہو سکتا ہے' یا ۸ سال کی بچی شادی میں جانے کیلئے ایک ہفتہ پہلے سے کپڑوں کی تیاری میں لگ گئی تو آہستہ آہستہ اس کا ذہن بناتی رہئے کہ یہ کپڑے ہمیشہ نہیں رہیں گے اور نہ ہم اور تم ہمیشہ رہیں گے' لہٰذا اس سے دل نہ لگاؤ۔

البتہ جو جائز خواہشات آپ کے دل و دماغ میں ہیں ان کے پورے ہونے

کیلئے صرف اللہ تعالیٰ سے مانگیں ' اللہ پاک ان کی تکمیل چاہیں گے تو کوئی روک نہیں سکتا اور نہ پورا کرنا چاہیں گے تو کوئی بھی ان کی تکمیل کر نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ سے مانگنے کے بعد دنیا میں یہ خواہشات پوری ہوں یا نہ ہوں لیکن یہ تسلی کر لیں کہ "ضرور میرے لئے اس میں خیر ہے"

اسی لئے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ دعا کرتے تھے۔

اے اللہ! میری زبان کی حفاظت فرما آپ کے غیر سے جیسا کہ آپ نے میری پیشانی کی حفاظت فرمائی ہے کہ وہ آپ کے غیر کے آگے جھکے۔

آپ بھی اس دعا کو اکثر مانگنے کا معمول بنالیں اور اپنے شوہر کو اور اپنے بچوں کو بھی اس دعا کے مانگتے رہنے کی ترغیب دیں اور دو باتیں اپنے ذہن میں بیٹھا لیں ایک یہ کہ اللہ پاک کے علاوہ کسی اور سے امید رکھنا اور سوال کرنا اللہ پاک کی ناراضگی کا سبب ہے اور ظاہر ہے جس سے اللہ پاک ناراض ہو جائے اس کی بنی ہوئی بھی بگڑ جاتی ہے۔

دوسرا یہ کہ اپنی اولاد سے کسی قسم کی امید رکھنے کا انجام اچھا نہیں ہوتا اس سے اولاد کے دلوں میں والدین کی عظمت ختم ہو جاتی ہے۔ اور والدین کی اہمیت اور مقام ان کے ذہنوں سے نکل جاتا ہے۔ اسکے برخلاف اگر والدین صرف اللہ رب العزت ہی سے امید رکھیں تو اللہ جل شانہ اولاد کے دلوں میں والدین کی محبت' والدین کے ساتھ حسن سلوک کا جذبہ' ان کی صحیح اہمیت اور معیار پیدا فرما دیتے ہیں اور پھر بچے کو کہنے کی ضرورت نہیں پڑتی وہ اللہ کے حکم سے خود سارے حقوق احسن طریقہ سے ادا کرنے لگ جاتا ہے۔ بہر حال یہ ضرور ہے کہ آپ اپنے بچوں کی ذہنی تربیت اللہ پاک کی رضا کیلئے کریں ان کو حقوق اللہ کا پابند بنانے کی بھرپور کوشش کریں جو بچہ یا بچی اللہ پاک کے سارے حقوق ادا کریں گے تو یقیناً وہ سارے حقوق العباد بھی ادا کریں گے جس میں والدین کے حقوق سب سے زیادہ اہمیت والے ہیں۔

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ عجیب بات فرماتے ہیں جو ہر مسلمان عورت کو یاد کر لینی چاہئے

اور بار بار اس کو پڑھنا چاہئے تاکہ اس کی حقیقت دل میں اتر جائے۔ اور اپنے گھر میں کسی بورڈ پر لکھ کر رکھنی چاہئے کہ ہر وقت گھر کے تمام افراد کی نگاہ اس پر پڑے۔ فرماتے ہیں گویا اللہ تعالیٰ ابن آدم سے خطاب کرتے ہیں۔

﴿قَلْبُكَ لِیْ، فلا تَدْخُلْ فِیْهِ حُبَّ غَیْرِیْ وَلِسَانُكَ لِیْ، فلا تَذْكُرْ بِهٖ أحدًا غَیْرِیْ وَبَدَنُكَ لِیْ، فلا تَشْغَلْهُ بخدمة غَیْرِیْ وَإِذَا أَرَدْتَ شَیْأً فلا تَطْلُبْهُ إلا مِنِّیْ.﴾

اے آدم کے بیٹے! تیرا دل میرے لئے ہے' اس دل میں میرے سوا کسی اور کی محبت داخل مت کر............. تیری زبان میرے لئے ہے! اس سے میرے سوا کسی اور کا ذکر مت کر............. "تیرا بدن میرے لئے ہے! اس بدن کو میرے حکموں کے سوا کسی اور کی چاہت پر استعمال نہ کر............. اور جب تیرا دل کسی چیز کو چاہے تو سوائے میرے کسی اور سے مت مانگ............. صرف مجھ ہی سے مانگ۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک آپ کو' آپ کے شوہر کو' آپکی اولاد کو سوائے اپنے اور کسی کا محتاج نہ بنائے نہ جوانی میں' نہ بوڑھاپے میں اور اللہ تعالیٰ ہم سب کے دلوں سے اپنے غیر کی محبت نکال دے' صرف اپنی محبت ہمارے دلوں میں ایسی بٹھا دے کہ ہم کسی سے نہ کوئی امید رکھیں کہ بعد میں اگر وہ مطلوبہ چیز نہ ملے تو ہمیں افسوس ہو' نہ ہم زبان سے نہ دل سے کسی اور سے کچھ مانگیں۔ اللہ ہی سے مانگیں' اس نے ہی سب کو دیا ہے ہم کو بھی ضرور دے گا۔ چھوٹی سے چھوٹی چیز کی بھی اولاد سے امید نہ رکھیں اللہ ہی سے مانگیں وہی دے گا' وہی دینے والا داتا ہے اس سے نہ مانگا جائے تو وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ ہم مانگ کر تھک سکتے ہیں وہ دیتے دیتے نہیں تھکتا۔

ہر عظیم آدمی کے پیچھے عظیم خاتون کا ہاتھ ہوا کرتا ہے:

یہ جملہ آپ نے ضرور سنا ہوگا' لہٰذا اس پر عمل بھی کیجئے آپ اپنے شوہر اور اپنے بیٹوں اور بیٹیوں کو ایک عظیم انسان اور علم وحکمت کی بلند چوٹیوں تک پہنچنے والا بنا سکتی ہیں' اپنے شوہر اور بچوں کو ایمان ویقین کی دولت سے مالا مال کریں' صبر' ثابت قدمی' بہادری' اور اونچے اخلاق کوٹ کوٹ کر ان میں بھریں' اگر آپ خود ہی اخلاق نہیں اپنائیں گی تو نئی نسل کا کیا ہوگا............ بچے کی کسی غلطی پر' آپ نے اس سے کہہ دیا جنگلی! ہزار مرتبہ سمجھاؤں سمجھ میں نہیں آتا' خبردار آئندہ جو کیا' وغیرہ وغیرہ .... تو آپ نے ہمیشہ کیلئے اس معصوم سے کھلونے کے دل میں نرمی وشفقت کے بجائے سختی اور ڈھیٹ پنہ پیدا کر دیا۔

اسی طرح شوہر کے ساتھ پیار ومحبت نرمی' وخندہ پیشانی' صبر وثابت قدمی' نظم ونسق' خوش اسلوبی' نشاط ولطف' مسرت وخوشی' کے ساتھ نباہ کریں' اسے ہمت دلایئے' مشکل اوقات میں ان کے لئے آسانی فراہم کرنے کا سبب بنیں' مشکلات' اذیتوں اور پریشانیوں کے عالم میں صبر وثبات کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیئے' گھر میں سکون پہنچانے کی راہیں ہموار کرنے بچوں کی پرورش کرنے اور اپنے مال اور عزت وشرف کو بچانے کیلئے جدوجہد کریں اور اپنے شوہر اور بیٹوں کو اصلاحی تجدیدی کاموں میں امت وملت کی قیادت وامامت کیلئے تیار کریں۔ دنیا کی عیش وعشرت چیزوں کی محبت والفت ان کے دلوں سے نکالنے کی کوشش کریں' ایسی ہی عورتیں قائد اور رہنما خواتین بنتی ہیں اور قائدین اور زعماء کی بیویاں اور مائیں ایسی ہی عظیم اور اعلیٰ واشرف ہوتی ہیں۔

اگر ہم حضرت محمد ﷺ کے احسانات دیکھیں تو ضرور اس میں سیدتنا خدیجہ اور باقی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن شریک ہیں انصار صحابہ کے دین پھیلانے کی نصرت میں انصاریات صحابیات پوری شریک ہیں۔ مہاجرین صحابہ رضی اللہ عنہم

اجمعین کی ہجرت میں صحابیات مہاجرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن پوری شریک ہیں۔

عمر بن عبدالعزیز ؒ کے انقلاب میں فاطمہ بنت عبدالملک پوری شریک ہیں' ہارون الرشید کی امارت میں زبیدہ پوری شریک ہیں' قاضی شریح کے قاضی القضاۃ بننے میں ان کی اہلیہ پوری شریک ہیں۔

اور جیسے یہ کہاوت صحیح تھی اسی طرح یہ کہاوت بھی صحیح ہے کہ "ہر سست اور بدمزاج آدمی کے پیچھے ایسی ہی سست اور گنوار بے دین عورت ہوتی ہے"۔

پہلے عورت جہالت کی وجہ سے مصیبت بنتی تھی تو آج کالج ویونیورسٹیوں کی تعلیم نے ان کے دماغ میں گھمنڈ' اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر اور سمجھدار سمجھ کر ہر بات میں ہوشیار بننا' خود غرضی اور انانیت کے جراثیم سمو دیئے ہیں' فیشن اور اس نہ رہنے والی دنیا کی چیزوں کو جمع کرنے کا بخار ان پر طاری ہو گیا ہے۔

اس مخرب اخلاق نصاب تعلیم نے باپردہ عورتوں کو گھروں سے نکال کر سڑکوں اور بازاروں میں لاکر کھڑا کر دیا ہے' بال بچوں اور خانگی زندگی سے ہٹاکر شاہراہوں پر ماڈل گرل' دفتروں میں پرسنل سیکریٹری' گاہکوں کو متوجہ کرنے کے لئے سیلز گرل بناکر ہر عام وخاص کے سامنے بے حیا بناکر کھڑا کر دیا' اس کے ایک ایک عضو کی بے باکی سے نمائش عام ہوگئی' یورپ نے اس کو اتنا ذلیل کیا کہ ایک وقت کی روٹی کیلئے اسے سربازار اپنی عصمت بیچنے پر مجبور کیا۔

اور کارخانے' دکان' آفسوں میں کام کرنے والی ماڈل نے بچوں کو اپنی پستان سے دودھ پلانے کے بجائے ڈبوں کا دودھ پینے پر مجبور کیا' نئے نونہالوں! معصوم پھولوں' شاہین کلیوں' عطر آمیز غنچوں' چہچہاتی ہوئی میناؤں .... کے ساتھ نہ صرف یہ کہ ظلم عظیم ہے بلکہ امانت میں خیانت' حدود سے تجاوز' اور سنت الہیہ کو بگاڑ دینے کے مترادف ہے' اس لئے کہ عورت کی چھاتی اس لئے نہیں کہ نائٹ کلبوں میں اس کا مظاہرہ کیا جائے' سڑکوں وشاہراہوں پر اپنے حسن وجمال کی نمائش کی جائے بلکہ اس کی تخلیق کا اصل مقصد یہی شیرخوارگی ہے' پھر یاد رکھئے!

بچہ کو دودھ پلانے میں صرف ایک عضو کا استعمال نہیں ہے کیونکہ اس کے پیچھے شفقت مادری اور مضبوط عہد وپیمان کے رشتہ کے ساتھ ماں اپنے پھول پر اپنے تمام قیمتی جواہر' اپنی اچھی عادتیں' خاندان کی عزت و شرافت سب اس کے منہ کے ذریعہ اس کے قلب و دماغ تک پہنچا کر اس پر نچھاور کر دیتی ہے' اور اپنی مامتا جس کا دنیا میں کوئی بدل نہیں وہ دیدیتی ہے۔

اسی وجہ سے کئی عورتوں کا تجربہ ہے جب وہ حمل کے دوران اور دودھ پلاتے وقت تلاوت اور ذکر و تسبیح کا اہتمام کرتی ہیں تو اکثر ایسے بچے بڑے ہو کر نیک بنتے ہیں' خود بھی ہدایت پاتے ہیں اور ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اوروں کو بھی ہدایت عطا فرماتا ہے۔

اسی لئے شیخ الحدیث صاحب (اللہ تعالیٰ ان پر رحم فرمائے) اپنی کتاب حکایات صحابہ میں لکھتے ہیں کہ:

میں نے اپنے والد صاحب سے بھی بارہا سنا اور اپنے گھر کی بوڑھیوں سے بھی سنا ہے کہ میرے والد صاحب (اللہ ان پر رحم فرمائے) کا جب دودھ چھڑایا گیا ہے تو پاؤ پارہ حفظ ہو چکا تھا' اور ساتویں برس کی عمر میں قرآن شریف پورا حفظ ہو چکا تھا' (ماخوذ از حکایات صحابہ ص ۱۸۰)

لہٰذا آپ اگر حافظ نہیں ہیں تو کم از کم بچے کو دودھ پلانے کے زمانے میں اہتمام کے ساتھ پانچ وقت کی نماز کا اہتمام کریں' اچھی طرح خشوع خضوع کے ساتھ نماز پڑھیں' اور تلاوت اور تسبیحات بھی خوب کرتیں رہیں' اور زیادہ سے زیادہ دعائیں مانگتی رہیں۔

اسی طرح دودھ پلاتے وقت درود شریف' تیسرا کلمہ وغیرہ پڑھ کر بچے پر دم بھی کرتی رہیں اور دعا مانگتی رہیں کہ اے اللہ اس کو بڑا ہو کر دنیا میں دین کو پھیلانے والا / پھیلانے والی بنا آمین!

جو مائیں بچے کو اپنا دودھ نہیں پلاتیں اکثر ان کے بچے ان کے نافرمان ہوتے

ہیں۔ ایسی ہی کسی ماں نے بچے کو ڈانٹتے ہوئے کہا! میں تمہیں اپنا دودھ معاف نہیں کروں گی۔ اگرچہ یہ دودھ معاف کر دینا وغیرہ کوئی شرعی مسئلہ نہیں مگر بعض عورتیں یوں ہی کہتی ہیں وہ مراد ہے۔

بیٹا: اماں! مجھے Dano یا Nido کا ڈبہ معاف کر دے تو ٹھیک ہے یا مجھے یہ دھمکی ہالینڈ کی گائے دیتی تو فکر کی بات بھی تھی .... آپ نے مجھے دودھ ہی کہاں پلایا ہے۔ اس کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں جو سعادت مند خاتون اس کی تفصیل چاہے تو ''اسلام اور تربیت اولاد'' (مترجمہ مولانا حبیب اللہ مختار صاحب) کا مطالعہ کریں۔

بہرحال ایک بچے کو عظیم انسان بنانے کیلئے ایک عظیم ماں کی ضرورت ہے' جو اپنے خون سے دودھ کی شکل میں اس کو سیراب کرے اور اس کو شفقت محبت دے' جس سے اس کو ماں پر پورا اعتماد حاصل ہو کر اپنے رب پر بھی پورا بھروسہ واعتماد حاصل ہو۔

اسی طرح شوہر کو پیار کی گرمی' محبت کی شیرینی' نرم خوئی کی چاشنی' گھر کے کاموں میں خوش اسلوبی' خندہ پیشانی و مسکراہٹ سے بھری ہوئی پیشانی' اپنے دست نازک کی باکمال انگلیوں کے اشاروں اور جاں نثار آنکھوں میں بھری تمناؤں سے دینداری کی طرف راہنمائی کا آغاز شادی ہی سے کیجئے تہذیب وشائستگی سے ترغیب دینے والی بیوی اپنے شوہر کو امت کا قائد اور دین اسلام کا مجاہد' راہ حق و صراط مستقیم کا داعی بنا سکتی ہے۔

اپنے شوہر کو گھر کی فکروں سے مطمئن کر کے اللہ کے راستہ میں خوشی خوشی دین پھیلانے کیلئے بھیج سکتی ہے' اپنے بچوں کو قرآن مجید کے حفظ کا شوق اور عربی زبان سیکھنے اور اس کو سمجھنے اور اس کو پھیلانے کا جذبہ اور ولولہ ان میں پیدا کر سکتی ہے' حضور اکرم ﷺ کے ارشادات واحادیث مبارکہ ان کو یاد کروا کر ان کو مسلمانوں میں پورے دین پر عمل کروانے اور کافروں کو اسلام میں داخل کروانے کا ذریعہ بنا

سکتی ہے تاکہ موت کے بعد یہ اولاد ماں باپ کیلئے صدقہ جاریہ ہو اور وہ کفار جوان بچوں کے ذریعہ اسلام لائیں ان بچوں اور اس ماں کیلئے صدقہ جاریہ ہوں اور اسلام جلد از جلد ساری دنیا میں پھیل جائے۔ ایسی ہی عورتوں کیلئے غالباً شاعر مشہور متنبّی نے کہا تھا:

وَلَوْ کَانَ النِّسَاءُ کَمَنْ فَقَدنَا لَفُضِّلَتِ النِّساءُ علی الرِّجالِ

اگر آج بھی ایسی ہی عورتیں ہم میں ہو جیسے چلی گئیں تو عورتوں کو مردوں پر فضیلت حاصل ہو جائے۔

ماں کو چاہئے کہ بچوں کیلئے دعا کرے

بچپن سے ماں کو چاہئے بچوں کیلئے دعا مانگنے کا اہتمام کرے' بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کیلئے بھی دعا مانگے' ان کے اچھے رشتہ اور مناسب جوڑے کیلئے بھی دعا مانگیں' ان کی روزی میں برکت اور زندگی میں صحت و عافیت کی بھی دعا مانگیں۔

سب سے بڑھ کر اس کی دعا مانگیں کہ اے اللہ میرے اس بچے / بچی کو دین کی خدمت کیلئے قبول فرما' ان سے دین کا کام خوب خوب لے ان کی زندگی کو اور ان کی موت کو دین کے پھیلانے کا سبب بنا' اے اللہ جیسے آپ نے صحابہ اور صحابیات رضی اللہ عنہم سے دین کا کام لیا ان کے ذریعہ دنیا میں دین پھیلا تو آپ ہماری اولادوں سے بھی دین کا کام لے لیجئے' ان کو شہادت کی موت عطا فرمایئے ..... اور عافیت کے ساتھ مدینہ منورہ کی موت عطا فرمایئے۔

اس طرح ماں خود بھی دعا مانگتی رہے اور معصوم بچوں سے بھی ان کی عمر اور سمجھ کے اعتبار سے دعا کرواتی رہے کہ بیٹا دعا کرو کہ

اے اللہ مجھے حافظ قرآن بنا دے اور مجھے عالم دین بنا دے' مجھے امتحان میں اول نمبر پر لے آ' مجھے بہت ساری نعمتیں عطا فرما' مجھ سے راضی ہو

جا' میرے امی ابو سے بھی راضی ہو جا۔

اسی طرح معصوم بچوں کی تربیت بھی ہوگی اور ان کی دعائیں قبولیت سے زیادہ قریب ہوتی ہیں۔ لہٰذا ان سے بھی دعائیں کروائیں اور خود بھی دعا کرتی رہے اس کا بچوں کو بہت ہی فائدہ ہوگا' اللہ تعالیٰ ہر مسلمان ماں کو دعا کرنے والا بنائے۔

غور کیجئے! مریم علیہا السلام کی والدہ نے حالت حمل میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی۔

رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم.

اے میرے پروردگار میں نے نذر (یعنی منت) مانی ہے آپ (کی عبادت) کے لئے اس بچے کی جو میرے پیٹ میں ہے کہ وہ (خانہ خدا کی خدمت کے واسطے) آزاد (فارغ) رکھا جائے گا سو آپ (اس کو) مجھ سے قبول کر لیجئے' بیشک آپ خوب سننے والے خوب جاننے والے ہیں (کہ میری عرض کو سن رہے ہیں' اور میری نیت کو جان رہے ہیں۔) (معارف القرآن ج ۲ ص ۵۷)

وضاحت : یہ ان کی شریعت میں تھا کہ وہ اس طرح کی نذر مان لیں اور اپنی اولاد میں سے کسی بچے کو اللہ کیلئے مخصوص کر دیں کہ اس سے دنیا کی کوئی خدمت نہ لیں۔ اگرچہ ہماری شریعت میں اس طرح کرنا صحیح نہیں۔

لیکن ہم اور آپ اس سے اتنا سبق تو ضرور لے سکتے ہیں کہ ان کا دینی جذبہ اور اللہ سے محبت اور تعلق کتنا تھا کہ پیٹ کے بچے کیلئے دعا کر رہی ہیں کہ اے اللہ اس بچے کو آپ دین کیلئے اور بیت المقدس کی خدمت کیلئے قبول فرمالیجئے اس لئے ہر ماں اس سے یہ سبق حاصل کرے کہ وہ حاملہ ہوتے ہی یہ دعا کرے۔

اے اللہ! میرے اس بچے / بچی سے دین کا کام لیجئے گا اور اس کو دین کی خدمت کیلئے قبول فرمایئے گا' اس کو حضور اکرم ﷺ کا سچا

نائب بنا، حضور اکرم ﷺ نے دن رات جس دین کو دنیا میں پھیلانے کی محنت فرمائی، اس بچے کو خود بھی اس دین پر عمل کرنے والا اور حضور ﷺ کے امتی ہونے کی حیثیت سے عالم بھر میں دین پھیلانے والا بنا۔

اس طرح مائیں دعائیں مانگتی رہیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ بچے امت کیلئے چاند وتارے کی مانند ہوں گے، ان سے ایمان کی روشنی پھیلے گی، لوگوں کو ہدایت ملے گی ان کا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا، جینا مرنا ہدایت کا سبب ہوگا۔

غور کیجئے....... مریم علیہا السلام کی والدہ کی دعا کو اللہ نے کیسے قبول فرمایا کہ جب حمل سے لڑکی پیدا ہوئی تو یہ خیال کرکے افسوس کیا کہ لڑکی تو یہ کام نہیں کرسکتی مگر حق تعالیٰ نے ان کے اخلاص کی برکت سے اس لڑکی ہی کو قبول فرمالیا، اور اس کی شان ساری دنیا کی لڑکیوں سے ممتاز کردی (معارف القرآن ج ۲ سورۃ آل عمران)

پھر بچی کی پیدائش ہوگئی تو غور کیجئے ماں نے کتنی پیاری دعا کی صرف اپنی اس بچی کیلئے نہیں بلکہ اولاد کی اولاد کیلئے بھی دعا کی، اور دعا میں بھی سب سے اہم دعا کی۔

وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِكَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ". (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۶)

اور میں نے اسکا نام رکھا مریم اور میں تیری پناہ میں دیتی ہوں اس کو اور اسکی اولاد کو شیطان مردود سے۔

لہٰذا ہر مسلمان ماں کو چاہئے کہ وہ بچوں کو دعا دیتی رہے ان کیلئے تہجد میں اٹھ کر دعائیں مانگتی رہے، ہر فرض نماز کے بعد ان کیلئے دعا مانگیں۔ ہر بچہ کا نام لے کر اس کی ہدایت، عافیت، دین پر استقامت رزق حلال وطیب وافر مقدار میں ملنے اور اچھے جوڑے کیلئے دعا مانگتی رہے۔

اسی طرح جب وہ سو رہے ہوں تو روزانہ چاروں قل یاکم ازکم قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دم کرتی رہے' اسی طرح کھانا پکاتے وقت کھانے پر دم کرتی رہے اور پکاتے پکاتے اللہ کا ذکر کرتی رہے کم ازکم سبحان اللہ - الحمدللہ -- لا الہ الا اللہ - اللہ اکبر۔ ضرور پڑھتی رہے۔ اس سے کھانے میں برکت ورحمت پیدا ہوگی اور شوہر اور بچے جب اس مبارک کھانے کو کھائیں گے تو ان کے دلوں میں ایسا نور پیدا ہوگا۔ جس کے ذریعہ نیک اعمال کی طرف ان کو رغبت ہوگی' اور برے اعمال سے بچنے کی توفیق ہوگی۔

اسی طرح بعض اوقات بچے جلدی سوتے نہیں تو ان کو سلانے کیلئے بجائے اس کے کہ دور سے چلائے سو جاؤ سو جاؤ خود ان کے پاس بیٹھ جائے اور یہ دعا پڑھ کر دم کرلے۔

اَللّٰهُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وهَدَأتِ العُيُوْنُ وَاَنْتَ الحَيُّ القَيُّوْمُ لا تَاْخُذُه سِنَةٌ ولا نَوْم اَللّٰهُمَّ اهْدِءْ لَيْلَتَه وَاَنِمْ عَيْنَه .

اگر لڑکی ہو تو لَيْلَتَهَا اور عينها پڑھے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس دعا کو مانگنے سے نیند آجائے گی۔

مسئلہ: حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ معارف القرآن میں لکھتے ہیں اس آیت سے معلوم ہوا کہ ماں کو اپنے بچے کی تعلیم و تربیت کے لئے ایک گونہ ولایت حاصل ہے کیونکہ اگر ماں کو بچے پر ولایت حاصل نہ ہوتی تو حضرت مریم علیہا السلام کی والدہ نذر نہ مانتیں' اسی طرح یہ بھی ثابت ہوا کہ ماں کو بھی حق ہے کہ اپنے بچے کا نام خود تجویز کرے۔

لہٰذا اگر آپ کسی کی نند ہیں' یاکسی کی ساس ہیں' یا آپ گھر میں بڑی بھابھی ہیں اور آپ کی بھابھی یا بہو کے ہاں اللہ نے اپنے فضل سے اولاد عطا فرمائی ہے تو اسکی

والدہ کو ہی اس کا نام رکھنے دیجئے' یہ اسی کا حق ہے۔ اگر آپ اس کا یہ حق چھینیں گی تو آپ گنہگار ہوں گی ہاں اگر وہ آپ کو دل کی خوشی سے بغیر کسی بوجھ سمجھے یہ حق دے اور آپ ایسا نام رکھیں جس پر وہ راضی بھی ہو جائیں تو بہتر ہے۔

ورنہ جس ماں نے "۹" ماہ اس کو پیٹ میں رکھا ہر قسم کی تکلیفیں برداشت کیں' اور اخیر تک اس کی ساری ذمہ داری قبول کی اس ماں کو اس کا نام بھی نہ رکھنے دینا کتنا بڑا ظلم ہے۔

آپ صرف اس لئے یہ سمجھتی ہیں کہ میں نند ہوں' بچے کی پھوپھی ہوں یا دادی ہوں۔ مجھے حق بنتا ہے کہ میں ہی نام رکھوں۔ تو آپ کا یہ سمجھنا غلط ہے عقل کے خلاف ہے۔ فطرت کے خلاف ہے' شریعت کے خلاف ہے' ہندوستان میں ہندوؤں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے یہ ناپاک رسم ورواج ہمارے اندر سرایت کر چکی ہے کہ بہو کو خادمہ اور نوکر وغلام کی طرح سمجھا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو بچے کا نام رکھنے کی بھی اجازت نہیں دی جاتی۔ بہت ہی افسوس کا مقام ہے اس کے لئے ہر مسلمان عورت' ساس' نند اور بڑی بھابھی کو چاہئے کہ تحفہ دلہن اور تحفہ زوجین ان دو کتابوں کا ضرور مطالعہ کرے تاکہ بہو کا حق پہچانا جائے۔

بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت

خدائے پاک کی طرف سے بچوں کو پالنے کی ایک بہت بڑی ذمہ داری ماؤں کے ذمہ رکھی گئی ہے۔ سمجھ دار مائیں اپنی ان ذمہ داریوں کو اچھی طرح نبھاتی ہیں۔ پھوہڑ اور بد تمیز مائیں اپنے بچوں سے بیزار ہو جاتی ہیں۔ ان کے بچے بڑے تو ہو جاتے ہیں لیکن حیوان کے حیوان ہی رہتے ہیں۔ ان میں نہ تو خاموش رہنے کی تمیز ہوتی ہے اور نہ بات کرنے کی تمیز جہاں بولنے کی ضرورت ہوتی ہے وہاں گونگے ہو جاتے ہیں اور جہاں خاموش رہنا ہوتا ہے وہاں بک بک کرتے ہیں' نہ کھانے پینے کی تمیز ہے۔ کپڑے پھٹے ہوئے ہیں تو کوئی پروا نہیں۔ بیمار ہوتے ہیں تو علاج کی خبر نہیں۔ ناک سے

رینٹ بہہ رہا ہے اور منہ سے چاٹ رہے ہیں کسی چیز سے پرہیز نہیں ۔ دنیا میں زندگی گذاری اور مرگئے اور جب مرگئے تو بلا ٹلی ۔ ایسی پھوہڑ اور بدتمیز ماؤں کے لئے بچوں کا ہونا قیامت سے کم نہیں ایک بچہ بھی ان کے لئے وبال جان بن جاتا ہے ۔

یاد رکھو! بچوں کی تربیت ماں کے پیٹ سے شروع ہو جاتی ہے ۔جس قسم کے خیالات ماں کے ہوں گے وہی خیالات لے کر بچہ دنیا میں آتا ہے ۔ بچوں کے پیدا ہونے کے بعد اس کی اصلاح اور اس کا بگڑنا ماں کے اختیار میں ہوتا ہے ۔جس طرح بچہ ماں باپ کو دیکھ کر بولنا اور چلنا سیکھتا ہے اسی طرح بچے ماں باپ کو جیسا کرتے ہوئے دیکھتے ہیں وہ ایسا ہی کرتے ہیں ۔

ماں کو بچہ کی تربیت کے لئے اس پر اس کے بچپن ہی سے توجہ دینی چاہئے ۔ بچوں کی مثال نرم ونازک ڈالی کے مانند ہے جس طرح موڑنا چاہو مڑ جاتی ہے لیکن خشک ہو جانے کے بعد ایسا کرنا آسان نہیں ۔اگر کوئی شخص اپنے بچوں کی شکایت کرے کہ میرے بچے ایسے ہیں' ویسے ہیں' فضول خرچ ہیں' بدچلن ہیں تو سمجھ لینا چاہئے' اس میں خود اسکا قصور ہے' اس نے اپنے بچوں کو اچھی تربیت نہیں کی جس سے وہ بگڑ گئے ہیں ۔

بچوں کے مستقبل کا دارومدار ماں باپ پر ہے ۔ آج کے بچے آئندہ کل کے ماں باپ ہیں ۔اگر آج ان کی اچھی تربیت نہ کی گئی تو کل وہ اپنی اولاد کو کیا سکھا سکیں گے ان کی اولاد بھی ایسی ہی ہوگی ۔بچہ ماں باپ کی اصل جائیداد ہے' جو ماں باپ اپنے بچوں کی طرف' ان کی تعلیم و تربیت کی طرف توجہ نہیں دیتے وہ اپنے خاندان کے لئے قبر کھود رہے ہیں ۔

عقلمند اور تجربہ کار عورتیں اپنی اولاد کی تربیت پر نظر رکھتی ہیں ۔ان کو انسان بنانے کی کوشش کرتی ہیں ۔ حسن خوبی اور سلیقہ سے 'پیار محبت سے تربیت کرتی ہیں ۔ آمدنی تھوڑی ہونے کے باوجود حسن انتظام سے گھر چلاتی ہیں ۔اور بچوں کو اس طرح رکھتی ہیں کہ دیکھنے والے واہ واہ کرتے ہیں ۔

عورت کی سب سے بڑی ذمہ داری

بچوں کو اچھی طرح پال پوس کر اور ان کی اچھی تربیت کرنا یہ ماں کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔خدائے پاک نے اس ذمہ داری کا بوجھ ماں کے سر پر رکھا ہے۔ پیدائش کے سلسلہ سے دنیا قائم ہے اگر یہ سلسلہ ٹوٹ جائے تو دنیا ہی ختم ہو جائے۔ لیکن عورت کی زندگی کا مقصد اس پر ہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ بچوں کی پیدائش کے بعد ذمہ داریوں کا اصل دور شروع ہوتا ہے۔

اولاد کی پرورش ماں اور باپ دونوں پر موقوف ہے لیکن ہمارے معاشرے اور سماج کے طور طریق اس قسم کے ہیں کہ اس معاملہ میں تقریباً سبھی ذمہ داریاں ماں کو ہی اٹھانی پڑتی ہیں۔دوسرا یہ کہ قدرت نے ماں اور بچے کے درمیان ایسا تعلق پیدا کر دیا ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی ماں کو ڈھونڈتا ہے اور اس کی چھاتی میں سے غذا حاصل کرتا ہے۔ اس لئے ماں کو چاہئے کہ وہ اولاد کی پرورش کی طرف مکمل دھیان دے۔ پرورش کا یہ مطلب نہیں کہ بچہ کو خوب پیٹ بھر کر دودھ پلا دے یا پھر نفیس اور عمدہ لباس پہنا دے۔بلکہ پرورش کے اصل معنی یہ ہیں کہ اس کے دل اور دماغ کی پرورش کرے اور اس کی ہر نقل وحرکت کو اسلامی سانچے میں ڈھالے اس کے اخلاق اور عادتوں کی پرورش کرے۔اس کے بلند حوصلے اور مچلتے جذبات کی صحیح رہبری کرے اور اس کو ترقی دے۔ صحت کے اصولوں پر چل کر اپنی زندگی گذارے۔ زندگی کی کشمکش کا مقابلہ کرنے کی کامل صلاحیت اس میں پیدا ہو جائے۔اس کی اخلاقی حالت اتنی اچھی اور بلند ہو کہ وہ انسانی برادری کا ایک لائق فرد بن سکے۔بچوں کی زندگی کی مثال ایک کوری کتاب کی مانند ہے ماں خوبصورت پھول بوٹے بنا کر اس کو خوش نما بنا سکتی ہے اور اگر چاہے تو الٹی سیدھی لکیریں کھینچ کر بدصورت اور بے ڈھنگی صورت بنائے۔بچوں کا مستقبل ماں کے ہاتھ میں ہے۔بچہ بچی بھی آئندہ کل کی ماں یا باپ ہے۔اس کو اچھی تربیت حاصل ہوئی ہوگی تو وہ اپنی اولاد کو بھی اچھی تربیت دیں گے۔

اس لئے قوم کو بگاڑنا یا اس کو سدھارنا عورت کے ہاتھ میں ہے۔ جو عورت اپنے بچے کو اچھی تربیت دے کر پرورش کرتی ہے وہ اپنی زندگی میں کامیاب ہے۔ اس نے اپنی زندگی کا مقصد حاصل کر لیا لیکن جو عورت اپنی اولاد کو اچھی تربیت نہ دے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس نے اپنی اولاد کا ستیاناس کر دیا۔ ایسا ہی نہیں بلکہ آئندہ پیدا ہونے والی نسلوں کو بھی تباہ و برباد کر دیا اور خدائے پاک نے اس کو جو فرض سونپا تھا وہ اس نے پورا نہیں کیا۔ دنیا کی رونق عورت کی ذات سے قائم ہے۔ عورت کا وجود نہ ہوتا تو دنیا سنسان ہوتی۔ ملک عورت ذات سے چاہتا ہے کہ وہ اسکے لئے بہترین اور ہونہار اولاد پیدا کرے۔ تندرستی کے اصولوں پر اس کی پرورش کرے اور اس کو ایسی تربیت دے کہ وہ مذہب اور ملک و قوم کے لئے فائدہ مند ثابت ہو۔

اولاد کی تندرستی کی بنیاد

ہر شخص اس حقیقت سے تو اچھی طرح واقف ہے کہ تندرست ماں باپ کی اولاد بھی تندرست ہوتی ہے لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ باپ بچہ کو پیٹ میں نہیں رکھتا۔ اس طرح اپنی چھاتی کے دودھ سے اس کی پرورش نہیں کرتا اس لئے باپ کی تندرستی یا غیر تندرستی کا اثر بچے پر اتنا نہیں پڑتا جتنا کہ پیٹ میں رکھ کر اپنے خون جگر اور پیدا ہونے کے بعد اپنے دودھ سے پالنے والی ماں کی تندرستی یا عدم تندرستی سے پڑتا ہے۔ اس لئے تمام عورتوں کو یاد رکھنا چاہئے کہ اگر وہ اپنی اولاد کی تندرستی کی خواہشمند ہوں تو سب سے پہلے انکو اپنی تندرستی کا خیال رکھنا چاہئے۔ تندرستی کے کچھ اصول درج ہیں۔

(۱) صاف ستھرا گھر' روزانہ جھاڑو پونچھے کا اہتمام کریں۔ (۲) صاف شفاف ہوا' فجر کے وقت گھر کی کھڑکیوں کو کھول دیں اور چھت یا بالکنی میں جاکر زور سے سانس لیں۔ (۳) صاف پانی' اگر اتنی وسعت ہو تو فلٹر لگوالیں ورنہ پانی ابال کر استعمال کریں اور کھانے پینے کے برتنوں کو خوب صاف رکھیں۔ (۴) سادی اور زود

ہضم غذا (۵) روزانہ غسل (۶) یعنی بات بات پر جذباتی نہ ہو اور غصہ سے سخت پرہیز کریں اسی طرح کسی خواہش کے نہ پورے ہونے پر غم زدہ نہ ہو وغیرہ۔ دل پر قابو (۷) درمیانی قسم کی زندگی (۸) صاف ستھرا لباس (۹) اخلاقی اور روحانی تندرستی کے لئے اسلامی احکام کی پابندی۔ خصوصاً پانچ وقت کی نماز کا اہتمام۔

جو ماں اپنی زندگی اور اپنے بچے کی زندگی کو ان اصولوں کے سانچے میں ڈھالے گی تو خود بھی ہر طرح سے تندرست رہے گی اور اس کی اولاد بھی تندرست رہ کر پروان چڑھے گی۔

اولاد کی تربیت

ماں کی گود بچوں کے لئے سب سے پہلا مدرسہ ہے۔ اس کی سب سے پہلی یونیورسٹی ہے۔ وہاں آنکھ کھولتے ہی اس کی تربیت شروع ہو جاتی ہے۔ ماں کی گود میں ملی ہوئی تعلیم کا رنگ بچوں کی طبیعت اور فطرت میں رچ بس جاتا ہے اس طرح کہ اگر اسے کھرچ بھی دیا جائے تو بھی الگ نہیں کیا جا سکتا۔ بڑے ہونے کے بعد بھی اس رنگ کی جھلک اس کے طور طریق میں نمایاں ہوتی رہتی ہے۔ اس لئے بچوں کی تعلیم و تربیت کے معاملہ میں ماں باپ پر جو ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ ذمہ داری فقط ملک اور قوم کے لئے ہی نہیں بلکہ معبود حقیقی کے دربار میں بھی قیامت تک عائد ہوتی رہے گی۔ اگر ماں باپ نے اولاد کی اچھی تربیت نہیں کی تو قیامت تک لعنت اور عذاب ان کے حصہ میں آئے گا۔

تربیت کا بنیادی اصول

اس میں شک نہیں کہ برے سے برے ماں باپ بھی یہ نہیں چاہتے کہ ان کی اولاد خراب اور بدچلن ہو لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ اکثر مائیں تعلیم و تربیت کے

بنیادی اصول سے واقف نہیں ہوتیں اور وہ اس حقیقت کو نہیں جانتی کہ انسان فطرتاً نقال پیدا ہوا ہے اس لئے جو کچھ دوسروں کو کرتے ہوئے دیکھتا ہے وہ بھی اسی طرح کرنے لگتا ہے اور یہ نقل اصل کی طرح ہی اس کی فطرت پر اتنا گہرا اثر کرتی ہے کہ پھر وہ طبیعت کا ایک اہم جزو بن جاتی ہے۔ اس لئے ماں باپ کو اور خاص کر کے ماں کو بچوں کے سامنے کوئی ایسی حرکت نہ کرنی چاہئے جو اس کی نفسیات پر برا اثر کرے بلکہ ان کے سامنے ہمیشہ ایسی باتیں کرنی چاہئیں جن پر آگے چل کر اپنے بچوں کو چلانا چاہتی ہو۔ نیز بچوں کے معاملات میں ایسا خیال ہرگز نہ کرے کہ وہ تو ابھی بچہ ہے۔ نادان ہے۔ ایسی باتوں کو وہ کیا سمجھے۔ یاد رکھو کہ بچے آنکھ اور کان کے ذریعہ اچھی اور بری باتیں اپنی طبیعت میں اتارتے رہتے ہیں اگر ایسا نہ ہوتا تو کبھی دودھ پینے کے لئے شور نہ مچاتے اور ماں کو آتی ہوئی دیکھ کر اسی طرح اس کی آواز سن کر خاموش نہ ہو جاتے۔ مختصر یہ کہ بچہ کم سے کم عمر میں آنکھ اور کان کے ذریعہ سے اچھی اور بری باتیں اخذ کرتا رہتا ہے اور اس کو پھر اپنی طبیعت میں جماتا رہتا ہے۔ لہٰذا ماؤں کو بچوں کی تربیت کے اس اصول پر ہمیشہ نگاہ رکھنی چاہئے۔

بچے کی ذہنی نشوونما

ایک اندازے کے مطابق ہر سال کراچی میں تقریباً تین لاکھ اسی ہزار بچوں کی ولادت ہوتی ہے۔ یعنی ایک ہزار بچے روزانہ ان میں سے تین سو پچاس بچے تین سال کی عمر تک پہنچنے سے پہلے ہی انتقال کر جاتے ہیں۔ زندہ بچ جانے والے ۶۵۰ بچوں میں سے صرف ایک تہائی تھوڑی بہت تعلیم حاصل کر پاتے ہیں جبکہ باقی بچے زندگی کی گاڑی کھینچنے کے لئے اپنے والدین کا ہاتھ بٹاتے رہتے ہیں یہ تو عام مشاہدہ ہے کہ کم سن بچے اپنے بہن بھائیوں کے کفیل ہیں اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ آٹھ نو سال کے چھوٹے چھوٹے بچے موٹر مکینک کی دکان پر کام کرتے ہیں۔ بہت سے کمسن بچے بغیر حفاظتی شیشے کے ویلڈنگ کرتے ہوئے 'گدھا گاڑی چلاتے ہوئے' بھیک مانگتے ہوئے

نظر آتے ہیں یا سڑک کے کنارے نشہ میں دھت پڑے ہوتے ہیں۔ غالباً نشہ انہیں زندگی کی ان تلخ حقیقتوں سے فرار کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔

بچوں سے مشقت لئے جانے کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہیں ہو گا جب تک کہ ماں کو دین کی مناسب تعلیم اور دیگر سہولتیں فراہم نہ کر دی جائیں اور ان کو شرح پیدائش کے اندر شریعت کی دی ہوئی اجازت کے ساتھ شرعی حدود میں رہتے ہوئے دو بچوں کے درمیان وقفہ رکھنے کی افادیت سے آگاہ نہ کر دیا جائے۔ اکثر اوقات عورت معاشی بد حالی سے تنگ آکر یا آزادی نسواں کے فریب میں آکر نوکری کرنے پر مجبور ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے اس کے بچے یا توگھر کے نسبتاً بڑے بچے کی نگرانی میں یا کسی محلّہ دار یا نوکروں کے رحم وکرم پر پرورش پاتے ہیں۔ اس کے علاوہ نامناسب غذا' گندہ پانی' غیر موزوں علاج اور ناخواندگی بھی شرح اموات میں اضافہ کا سبب بنتے ہیں۔

محنت مزدوری کرنے والے اکثر بچوں سے ان کی طاقت سے زیادہ کام لیا جاتا اور کم مزدوری دی جاتی ہے وہ غیر مہذبانہ سلوک اور بعض اوقات جنسی تشدد کا نشانہ بھی بنتے ہیں اس قسم کا طرز عمل بچوں کی معصومیت' سادگی اور رحم دلی کے فطری جذبے کو ختم کر کے ان کو ایک اکھڑ' سنگ دل' بے حس اور درندہ صفت انسان بنا دیتا ہے اس کے نتیجے میں ٹھگوں' بدمعاشوں اور اچکوں کی ایک پوری نسل تیار ہوتی رہتی ہے۔

یہ ایک ٹھوس حقیقت ہے کہ اچھے یا برے لوگ پیدا نہیں ہوتے بلکہ بنائے جاتے ہیں۔

کسی بھی بچے کی ذہنی نشو و نما کے ضمن میں سب سے اہم بات اس کا اعتماد اور احساس تحفظ ہوتا ہے جو بچے تشدد یا غیر مناسب برتاؤ کا نشانہ بنتے رہتے ہیں ان کی ذہنی ترقی رک جاتی ہے بلکہ پوری شخصیت مسخ ہو جاتی ہے اور اس میں............ کجی پیدا ہو جاتی ہے اور آگے چل کر یہ بچے معاشرے کے افراد سے متوازن تعلقات برقرار

رکھنے یا قائم کرنے کے قابل نہیں رہ پاتے اس قسم کے بچے بعد ازاں اپنی اولاد سے ویسا ہی سلوک کرنے کی کوشش کرتے ہیں' جس کا شکار وہ ماضی میں خود ہو چکے ہوتے ہیں۔ بچوں کی ذہنی نشوونما کے حوالے سے ہمیں ٹی وی دیکھنے والے بچوں کا بھی جائزہ لینا ہوگا کہ وہ ٹیلی ویژن پر کس قسم کے پروگرام دیکھتے ہیں ان گھرانوں کے بچے بندوقوں سے لیس ہیرو اور ولن کی خوف ناک لڑائیاں' موٹروں کی ہوش ربا دوڑ' بم دھماکے' آگ اور خون اور گولیوں کے تبادلے وغیرہ کے مناظر دیکھتے ہیں۔ ان فلموں اور ڈراموں کا اثر کچے ذہنوں پر فوراً ہوتا ہے اور پھر وہ جیتی جاگتی زندگی میں ہو بہو اس کی نقل پیش کرنے کی کوشش میں مصروف ہو جاتے ہیں اور ان کے دل میں یہ بات یقین کی حد تک گھر کر لیتی ہے کہ زندگی کا ہر مسئلہ بندوق کی گولی اور قتل وغارت گری سے حل ہو جاتا ہے۔ اس گالی گولی اور دھماکے' بمباری اور آگ اور خون کی ہولی کے مناظر دیکھنے کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بچہ یہ سمجھتا ہے کہ کوئی مرے گا تو گولی دھماکے ہی سے مرے گا موت جو مومن کا تو بالخصوص تحفہ ہے اور عام ضابطے کی رو سے وہ ایک پل ہے جس کو پار کر کے ہر انسان کو عالم آخرت کی طرف جانا ہے فی نفسہ موت کوئی سزا نہیں .... مگر اس مار اماری نے سوچ کے زاویئے بدل دیئے ہیں چنانچہ ایک بچہ کو اس کے والد صاحب نے دادا کے انتقال کی اطلاع یا خبر دی تو بچہ بے ساختہ پوچھ اٹھا' ابو دادا جان کو کس نے گولی ماری جو مر گئے ...... یعنی کوئی مرے گا' تو گولی ہی سے مرے گا یہ سوچ ٹی وی اور فلموں کے مناظر دیکھ کر بن گئی ہے۔ (خلاصہ مضمون درمذمت ٹی وی نشریات از فتاویٰ رحیمیہ جلد ۵-۶)

اپنی اور بچوں کی صفائی ستھرائی کی اہمیت:

ہمارے پاس کچھ ایسے بھی شوہروں کے مسائل آئے ہیں کہ ....

بچوں کی پیدائش کے بعد بیوی اتنی گندی میلی کچیلی رہتی ہے کہ ہمارے لئے گھر میں چند گھڑیاں گذارنا دوبھر ہو جاتا ہے اور بچوں کو بھی اتنا گندہ رکھتی ہیں کہ ہم ان بچوں کو اپنے پاس بٹھا نہیں سکتے"۔

ان امور سے اہتمام سے بچئے! کبھی ایسا موقع نہ آنے دیجئے کہ آپ کا شوہر آپ سے یا بچوں سے نفرت کرنے لگے' اس طرح آپ ہی اپنے پاؤں پر کلہاڑا مار رہی ہیں آپ ہی اپنے بچوں کو باپ کی شفقت ورحمت سے دور کر رہی ہیں' ایسا نہ کیجئے! آپ اپنے ان نونہال' شاہین صفت ذہین' قوم وملت کے معمار' خوبصورتی کے پیکر' آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک (جن کے سریلے نغموں سے گھر آباد ہو جائے مردہ دلوں کی کیاریاں زندہ ہو جائیں) کو اس طرح برباد نہ کیجئے' خدارا ان پر رحم کھایئے! انکو احساس کمتری میں مبتلا نہ کیجئے' خدارا ان کے بچپنے پر رحم کیجئے۔

خدارا ان کے مستقبل کو اپنے ہاتھوں سے برباد نہ کیجئے۔

کیا پتہ اس بچی کی قسمت میں کوئی عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ تعالیٰ جیسا ولی شخص لکھا ہو۔

کیا پتہ اس بچے کی پیشانی میں صلاح الدین ایوبی رحمہ اللہ تعالیٰ کی جھلک ہو۔

جس کی آج امت مسلمہ جتنی محتاج ہے شاید ہی کسی زمانہ میں ایسی محتاج ہوئی ہو یا یہ گلشن بغیر مالی کے رہا ہو' یا یہ قوم بغیر قائد کے پھری ہو' اس کی کیاریاں جن کو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے اپنے خون سے سیراب کیا تھا آج دشمنان اسلام بغیر کسی خوف وفکر کے جیسے چاہے باغ سے اکھاڑ کر لیجاتے ہیں۔

کاش .... آپ کا یہ بچہ سلطان نور الدین زنگی رحمہ اللہ تعالیٰ جیسا ہو جن کو اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کے جسم مبارک کی عیسائیوں کے شر سے

حفاظت کروانے کا سبب بنایا۔

کاش آپ کا یہ بچہ شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ جیسا ہو' جن کے ذریعہ ہندوستان میں لاکھوں کافروں کو اسلام کی دولت میسر ہوئی' اور لاکھوں ایمان والوں میں ایمان کی نئی روح پھونکی گئی۔

کاش آپ کی یہ بچی' فاطمہ بنت عبدالملک جیسی بنے جس نے عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کا عمر بھر ساتھ دیا کاش آپ کی اس بچی پر ان بزرگ عورتوں کا سایہ پڑے جن سے اللہ نے دین کا کام لیا آمین!

لہٰذا ان بچوں کو ضائع نہ ہونے دیجئے' ان کو ہر وقت ایسا صاف ستھرا رکھنے کی کوشش کیجئے' کہ گھر کے تمام افراد' ان کو اٹھانے اور پیار کرنے پر اور ان کو اپنی دلی دعائیں دینے پر مجبور ہو جائیں نانی دیکھے تو یہ دعا دے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُعِیْذُھَا بِكَ وَ ذُرِّیَّتَھَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔

اے اللہ! میں اس کو اور اس کی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ میں دیتی ہوں۔

دادی دیکھے تو یہ دعا دے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا صَالِحَةً اے اللہ اس پوتی کو نیک بنا۔

دادا دیکھے تو یہ دعا دے اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْھَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْبِتْھَا نَبَاتًا حَسَنًا اے اللہ بہتر سے بہتر طریقے پر اس کی نشوونما فرما' ہر قسم کی عافیت کے ساتھ اسکو بڑا فرما۔

نانا نواسی کو ہنستے ہوئے دیکھ کر یہ دعا دے اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكِ اللہ تجھے ہنستا رکھے کوئی غمی کا موقعہ نہ دکھائے۔

باپ دیکھے تو یہ دعا دے اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ لَّنَا اے اللہ اسے ہمارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنا۔

ماں دیکھے تو یہ دعا دے اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ قَلْبَھَا وَاجْعَلْھَا مُقِیْمَةَ الصَّلٰوۃِ

اے اللہ اس کے دل کو منور فرما اور اس کو نماز کا پابند بنائیو۔

ماں بچی کو روتا ہوا دیکھے تو یہ دعا دے۔

لَآ اَبْکَاكِ اللّٰہُ اَسْعَدَكِ اللّٰہُ فِی الدَّارَیْنِ.

اللہ تجھے کبھی نہ رلائے بلکہ دنیا و آخرت دونوں میں سعادتوں سے مالا مال کرے آمین .... میری آنکھوں کی ٹھنڈک تم میرے ہوتے ہوئے کیوں روتی ہو۔

چچا دیکھے تو یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا خَادِمَةً لِّدِیْنِكَ وَدَاعِیَةً اِلَیْكَ وَاِلٰی رَسُوْلِكَ.

اے اللہ اس بچی کو اپنے دین کی خادمہ بنا اور رسول اکرم ﷺ کے دین کی طرف دعوت دینے والی بنا۔

پھوپھی دیکھے تو یہ دعا دے اَللّٰھُمَّ فَقِّھْھَا فِی الدِّیْنِ اے اللہ اس کو دین کی سمجھ عطا فرما۔

اسی طرح بچہ کو بخار یا کوئی اور بیماری آئے تو ماں یہ دعا دے۔

لَا بَاْسَ طَھُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ.

کوئی بات نہیں اللہ نے چاہا تو فوراً بخار ختم ہو جائے گا۔ اور یہ بخار گناہوں سے پاکی کا ذریعہ ہے۔

اَللّٰہُ یَشْفِیْكَ مِنْ کُلِّ دَآءٍ یُّؤْذِیْكَ.

اللہ تم کو شفا دے ہر ایسی بیماری سے جو تم کو تکلیف پہنچائے۔

اب جس بچے / یا بچی کو اتنی دعائیں اس کے خاندان والوں سے ملی ہوں اس بچے کو شیطان، جنات، آسیب کیسے چھو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس بچے کی حفاظت فرمائیں گے اور اس کو اپنے دین کا خادم بنائیں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

وضاحت: ہم نے یہ سب دعائیں بچی کیلئے لکھی ہیں اگر بچہ ہو تو جہاں ھا ہے وہاں ہ کہئے............ یعنی اللھم اجعلھا.......... کے بجائے اللھم اجعلهُ.

الغرض جب بچے صاف ستھرے ہوں گے 'تو گھر کا ہر فرد اسے اٹھائے گا' اپنے سینہ سے لگائے گا اور گرم جوشی سے اس کا محبت بھرا بوسہ لے گا اور اسے دلی دعائیں دے گا ورنہ لوگ گندے بچے کو دیکھ کر کہیں گے 'کیسا کم قسمت بچہ ہے کہ ایسی گندی لاپرواہ غافل ماں ملی' یا اللہ! ایسی ماؤں کو ہدایت دیدے۔ آمین!

(۱) روزانہ بچے کو گرمی میں تو کم از کم دو مرتبہ غسل کروائیں۔

(۲) کپڑے گندے ہو جائیں تو فوراً بدل دیں۔

(۳) کسی قسم کی گندگی 'کا بچہ کو عادی نہ بنائیں۔

(۴) بچے کے ناپاک بستر کو فوراً دھولیں' یاد رکھئے گھر میں ناپاک کپڑے بالکل نہ رکھیں ناپاک جگہوں پر شیطان کو آنے کا موقع مل جاتا ہے' جس سے گھروں میں مصیبتیں و پریشانیاں آتی ہیں۔

لہٰذا ناپاکی سے بہت بچیں اور بچے نے جس بستر یا چادر پر پیشاب کر لیا اس کو صرف سکھانے پر اکتفا نہ کریں۔ بلکہ اچھی طرح پانی سے دھو کر پاک کر کے پھر استعمال کریں۔

حدیث شریف میں آتا ہے

رات کے وقت کسی تھال (وغیرہ) میں پیشاب جمع کر کے گھر میں نہ رکھا جائے کیونکہ (رحمت کے) فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس گھر میں پیشاب جمع کر کے رکھا گیا ہو۔

لہٰذا مسلمان ماں کو چاہئے اس بات کی اپنی طور پر حتی المقدور کوشش کرے کہ بچے کے پیشاب وغیرہ سے متاثرہ گدڑی اور پاٹی وغیرہ کو زیادہ دیر تک کمرے میں موجود رہنے نہ دیں بلکہ جلد از جلد انہیں دھو کر صاف ستھرا کر کے رکھیں۔

بعض مائیں اس میں غفلت اختیار کرتی ہیں' وہ بھی آج سے اپنے آپکو اس کا عادی

بنائیں کہ بچوں کی پاکی کا شروع سے بہت ہی اہتمام رکھیں گی' بچوں کو پیشاب وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد اچھی طرح دھلانے کا اہتمام کرے' اور خود بھی اپنے جسم اور کپڑوں کی پاکی اور صفائی کا اہتمام رکھے' خصوصاً بچوں کو دھلاتے وقت پیشاب کے قطروں سے بچنے کا اہتمام رکھے اور دھلانے کے بعد خود اپنے ہاتھوں کو صابن سے اچھی طرح دھولے اور ممکن ہوتو ہروقت وضو کی حالت میں رہے۔

الغرض بچے کی تربیت کے متعلق کتاب ''اسلام اور تربیت اولاد'' مترجمہ (مولانا حبیب اللہ مختار صاحب دامت برکاتہم) اور کتاب تحفہ خواتین کا بھی ضرور مطالعہ کریں۔

یہاں ہمیں صرف یہ سمجھانا ہے کہ بچے کو صاف ستھرا رکھیں' اس کی صحیح تربیت کریں۔ اگر خود کمزور ہوں اور سب کام خود نہیں کر سکتیں اور اللہ نے گنجائش بھی دی ہے تو خادمہ رکھ لیں جو آپ کے کاموں میں ہاتھ بٹائے تاکہ بچے کی تربیت پر کوئی آنچ نہ آنے پائے اور کوشش کریں دو بچوں کے درمیان اتنا مناسب وقفہ ہو کہ دونوں کا حق ادا ہو سکے اور دونوں کی صحیح تربیت ہو سکے' جسمانی اور روحانی' ظاہری و باطنی' تربیت میں کسی طرح بھی کمی نہ آنے پائے۔

اکثر دوستوں کی زبانی ان کے گھروں کے حالات کا پتہ چلا جہاں پر ایک دو سال کے فرق سے تین' چار یا اس سے زیادہ بچے موجود ہیں وہاں نہ ماں چین کا سانس لے سکتی ہے' نہ باپ کیوں کہ ایک بچہ کھانا نہ ملنے پر رو رہا ہے' دوسرا اپنی جرابیں تلاش کرتے کرتے تھک کر ماں کو تنگ کر رہا ہے اور تیسرا استنجاء خانہ میں بیٹھا چیخ رہا ہے کہ مجھے دھلوادیں مزید یہ کہ گود والا بچہ بھی خواہ مخواہ چیں چیں کر رہا ہے۔

اس قسم کے حالات میں بعض مائیں تو ذہنی طور پر سخت تناؤ کا شکار ہو کر بچوں کو بظاہر کھیلنے کیلئے گھر سے ہی باہر نکال دیتی ہیں تاکہ کچھ تو سکون حاصل ہو۔

اب آپ خود ہی انصاف کیجئے کہ اس طرح سے بچوں کی کیا تربیت ہوگی؟

لہٰذا ہماری ناقص رائے کے موافق دو بچوں کے درمیان کم از کم اتنا وقفہ رکھنے کی کوشش کرے کہ ایک بچہ کم از کم دو سال تک ماں کا دودھ پی کر فارغ ہو اور اپنے چھوٹے

موٹے بشری تقاضے کسی حد تک خود پورا کرنے لگے پھر دوسرا بچہ پیدا ہو تو آپ اس پر بھی مکمل توجہ دے سکیں۔ ایسا نہ ہو کہ پے درپے بچے سے ماں بھی کمزور اور بیمار ہوتی جائے اور بچے بھی کمزور اور بیمار پیدا ہوتے جائیں اور پھر کم قسمتی سے نہ ان کو ماں کی توجہ مل سکے نہ باپ کی شفقت اور یہ بچے ہمیشہ خوف احساس کمتری' بزدلی اور عدم اعتماد کا شکار رہیں اور مکمل تربیت و نگرانی نہ ہونے کی وجہ سے بری صحبت میں پڑ جائیں۔ اس لئے کم از کم اتنا تو وقفہ ہو کہ ایک بچے کو شرعی طور پر ماں اپنا دودھ پلا سکے (بغیر دوسرا حمل ٹھہرے) تاکہ یہ بچہ صحت و قوت کے اعتبار سے پوری طرح اپنی عمر کی منزلیں طے کرے' پھر جب ماں اس بچے کو اچھی طرح دودھ پلا کر فارغ ہو جائے اور اب تک جو کمزوری بچہ جننے اور اس کو دودھ پلانے سے ہوئی تھی وہ کمزوری بھی دور ہو جائے اور مزید کوئی شرعی عذر نہ ہو تو اب دوسرے بچے کیلئے تیار ہو ورنہ کوئی اور عذر ہو تو علماء حق و تجربہ کار مفتیان کرام سے پوچھ کر بچوں کے درمیان لمبا وقفہ بھی کیا جا سکتا ہے جبکہ کوئی فاسد نیت نہ ہو مثلاً روزی وغیرہ کا ڈر' حسن کے خاتمہ کا ڈر۔ یا یہ خیال ہو کہ لڑکی ہوگئی تو بدنامی ہوگی صرف ان خیالات سے وقفہ ناجائز ہے۔

اسی طرح اسکو قومی اور اجتماعی شکل دینا شریعت و سنت کا مقابلہ ہے کہ اس کو قوم وملت کے لئے نہ صرف جائز بلکہ ذریعہ فلاح و ترقی قرار دینا جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے قوم وملک کے لئے مضر یا کم از کم ناپسندیدہ بتلایا ہو ہرگز جائز نہیں خصوصاً جب کہ اس کی بنیاد فقر و افلاس کے خوف یا اقتصادی بدحالی کے خطرہ پر رکھی جائے جس کو رب العالمین نے خالص نظام ربوبیت کے تحت اپنی ذمہ داری قرار دی ہے اور کسی کی مداخلت کو اس میں جائز نہیں رکھا۔

خلاصہ یہ ہے کہ نظام ربوبیت اسی ذات کیلئے سجتا ہے جس نے اس مخلوق کو پیدا کیا ہے' وہ جانتا ہے کہ جس کو میں پیدا کر رہا ہوں وہ کہاں بسے گا؟ کہاں رہے گا' کیا کھائے گا؟ کسی ملک کے عوام یا حکومت کو اس میں مداخلت کرنا زیب نہیں دیتا۔

لہٰذا اجتماعی طور پر اس کی ترویج یا اس سے متاثر ہو کر حمل روکنے کی تدابیر اختیار کرنا

یا انفرادی طور پر فقر و فاقہ کے خوف سے یا لڑکی کی پیدائش کو برا سمجھتے ہوئے حمل روکنا کسی حال میں بھی جائز نہیں، ہاں انفرادی طور پر عذر اور مجبوری کے حالات ہر جگہ مستثنیٰ ہوا کرتے ہیں یہاں بھی خاص خاص اعذار کی حالت میں یہ کراہت باقی نہ رہے گی۔

مثلاً عورت اتنی کمزور ہے کہ حمل کا تحمل نہیں کر سکتی، یا کسی دور دراز کے سفر میں ہے یا کسی ایسے مقام میں ہے جہاں پر قیام و قرار کا امکان نہیں، خطرہ لاحق ہے، یا زوجین کے باہمی تعلقات ہموار نہیں علیحدگی کا قصہ ہے۔ ان سب اعذار کا خلاصہ یہ ہے کہ شخصی اور انفرادی طور پر کسی شخص کو عذر پیش آجائے تو عذر کی حد تک ان شاء اللہ تعالیٰ اس طرح کا عمل بلاکراہت جائز ہوگا۔

اسی طرح بچوں کی تربیت کی خاطر، اگر ماں باپ چاہے کہ دو بچوں کے درمیان اتنا وقفہ کیا جائے جس سے بچوں کی اچھی طرح تربیت اور پرورش کی جاسکے ہر بچہ پر انفرادی توجہ دی جاسکے ان کو بے دینی اور فسق و فجور سے بچایا جاسکے، تو اس صورت میں بہتر ہوگا کہ دو بچوں کے درمیان وقفہ کیا جائے، ایسی حالت میں بعض فقہاء کرام نے اس وقفہ کی اجازت دی ہے۔

وفي الفتاوى ان خاف من الولد السوء في الحرة يسعه العزل بغير رضاها الفساد الزمان فليعتبر مثله من الاعذار مسقطاً لاذنها (شامی ۴۱۲/۲ عالمگیری ج ۴/ ۱۱۲)۔

لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ ماحول کی خرابی کی وجہ سے بچے کے بے دین، نافرمان، فاسق و فاجر ہونے کا خطرہ ہے تو اس صورت میں دو بچوں کے درمیان وقفہ کرنا بہتر ہوگا، خصوصاً ہمارے زمانے میں جہاں رات دن کمائی کی ہوس نے باپ کو ۲۴ گھنٹہ گھر سے باہر رکھا ہے یا سالہا سال کیلئے ملک سے باہر رکھا ہوا ہے اور ایک بچہ پیٹ میں ایک ماں کی گود میں اور ایک بلڈنگ کے صحن میں ایک ویڈیو فلم کی دکان پر ایک پتنگ اڑانے اور لوٹنے میں یا گلی میں گلی ڈنڈا کھیلنے میں مصروف ہے۔ بچوں کی دینداری کی فکر ہے نہ تعلیم و تربیت کی نہ اخلاق و آداب کی باپ تھک کر آیا تو بستر کے حوالہ ہو گیا یا گھر میں لڑائی جھگڑے سے تنگ

اگر بچا کچا وقت بھی ہوٹل کی ٹپائیوں پر یا گلی کی فٹ پاتھ پر یا کلبوں کی میز کرسی پر گذار کر آ گیا اور کچھ معلوم نہیں بڑی لڑکی کون سے گندے رسائل پڑھتی ہے بڑے لڑکے نے کس کو گرلز فرینڈ بنایا ہوا ہے۔ چھوٹا بیٹا کس نفسیاتی بیماری میں مبتلا ہو رہا ہے منجھلی بیٹی بالغہ ہونے کے بعد سے کئی نمازیں قضا کر دیتی ہے وغیرہ وغیرہ تو یہ انسانوں کی شکل میں حیوانوں کی طرح یا حیوانوں سے بھی بڑھ کر اور چیر پھاڑ کرنے والے درندوں یا سانپوں کی طرح لوگوں کو ڈسنے والی اور اللہ اور اسکے رسول ﷺ کو ناراض کرنے والی ایک قوم تیار ہو رہی ہے لہٰذا ایسی حالت میں علماء کرام اور مفتیان عظام سے پوچھ کر اپنی حالت پوری تفصیل سے بتلا کر معلوم کریں کہ بعض حالات میں مناسب اور لمبے وقفہ کی بھی گنجائش ہے۔

ہاں بچے کی پیدائش کا سلسلہ بالکل ختم کر دینے کیلئے کوئی قدم اٹھانا سوائے شدید ترین شرعاً معتبر اضطرار کے بالکل جائز نہیں سخت حرام ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

اب ہم بچے کی تربیت اور اس کی اہمیت کے متعلق ابراہیم بن صالح کے اشعار نقل کرتے ہیں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ اشعار پڑھنے والی ہر ماں کے دل میں بچے کی تربیت اور اس کو دیندار اور حضور اکرم ﷺ کے دین کا خادم / خادمہ / بنانے کا شوق عطا فرمائے آمین یا رب العالمین۔ جس خوش قسمت عورت کو عربی آتی ہو وہ ان اشعار کو ضرور یاد کرے۔

عود بنيك على الآداب في الصغر

فانما مثل الآداب تجمعها

كيما تقرّبهم عيناك في الكبر

في عنفوان الصبا كالنقش في الحجر

اپنے بیٹوں کو چھوٹی عمر ہی سے اچھے آداب کا عادی بناؤ تاکہ بڑی عمر میں ان کو دیکھ کر تمہاری آنکھیں ٹھنڈی ہوں۔

بچپن میں آداب سکھا دینا اور اچھی طرح تربیت کرنا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی پتھر پر نقش کر لیا جائے کہ جیسے وہ نہیں مٹتا ایسے ہی بچپن کی عادتیں بچپن تک چلتی ہیں یعنی آخیر عمر تک۔

ایسی ہی سمجھدار بیوی' جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کیلئے اور شوہر کی نگاہ میں خوب صورت بننے کیلئے خود کو بھی صاف ستھری رکھے بچوں کو بھی پاک وصاف ستھرا رکھے۔

کمرے کو بھی صاف ستھرا رکھے۔

کھانا بھی صفائی سے پکائے اور سلیقہ سے رکھے ایسی ہی بیوی کیلئے شیخ قطان کی کتاب "سری للنساء" کے کچھ پیارے اشعار ہم نقل کرتے ہیں۔

لزوجة مطيعة عينك عنها راضية
وطفلة صغيرة محفوفة بالعافية
وغرفة نظيفة نفسك فيها هانية
ولقمة لذيذة من يد أغلى طاهية
خير من الساعات في ظل القصور العالية
تعقبها عقوبة يصلى بنار حامية

مفہوم:

ایسی فرماں بردار بیوی جس کو شوہر دیکھ کر خوش ہو جائے۔

ان میاں بیوی کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ایسی بچی دی' جو لپٹی ہوئی ہے اللہ کی دی ہوئی عافیت کے ساتھ۔

اس بیوی نے کمرہ کو ایسا صاف رکھا جس میں شوہر آکر ٹھنڈے دل کے ساتھ سکون سے راحت حاصل کرتا ہے۔

اور ایسے عمدہ لذیذ پکے ہوئے کھانے کا سادہ لقمہ جو ایسی نیک بیوی کے مبارک ہاتھوں سے شوہر کو ملے جو سب سے مہنگے فائیو اسٹار ہوٹلوں کے کھانے سے بھی بہتر ہو۔

یہ بہتر ہے اپنے غریب خانہ میں............ ان گھڑیوں سے جو ایسے محلات میں گذریں جن میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو جس کے پیچھے دہکتی ہوئی گرم آگ کا عذاب ہے۔ جس میں گناہ گاروں کو داخل کر دیا جائے گا۔

نوٹ: لیکن اس صفائی ستھرائی میں اتنا مبالغہ نہ ہو کہ جس کی بنا پر شوہر سے جھگڑا ہو جائے وقت پر شوہر کی کوئی چیز تیار نہ ہو' اس لئے کہ بیوی صاحبہ صرف صفائی کے علاوہ کوئی اور چیز جانتی ہی نہیں .... یا صفائی ستھرائی کے اہتمام میں نماز دیر سے پڑھنا' یا تلاوت کا اہتمام نہ ہونا' وغیرہ وغیرہ۔ لہذا صفائی ستھرائی کے اہتمام کے ساتھ ساتھ شوہر کے کھانے پینے کے اوقات کا بھی لحاظ رکھے اور نمازوں کو بھی وقت پر پڑھے۔

بچوں سے محبت اور ان پر شفقت و رحم ایک عطیہ ربانی ہے

اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے دلوں میں جو قابل قدر جذبات رکھے ہیں ان میں سے بچوں پر رحم اور شفقت و محبت' الفت و پیار بھی ہے' یہ ایک عجیب اور قابل قدر جذبہ ہے جو بچوں کی اصلاح و تربیت' دیکھ بھال و پرورش کے سلسلہ میں بڑا اثر رکھتا ہے اور عظیم نتائج کا حامل ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جو دل رحم سے خالی ہوتا ہے' ایسا شخص ترش روئی سختی اور قساوت جیسی گندی خصلتوں کا مالک ہوتا ہے' جن کا اولاد پر نہایت برا اثر پڑتا ہے ان میں بغاوت پیدا ہوتی ہے' انحراف پیدا ہوتا ہے اور ایسے بچے جہالت وشقاوت وبد بختی کے گہرے گڑھوں میں گر جاتے ہیں۔

اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ اسلامی شریعت مطہرہ نے مخلوق کے دلوں میں الفت و محبت اور رحم کے جذبہ کو راسخ کیا اور بڑوں کو خواہ وہ استاد ہوں یا ماں باپ' یا کسی شعبہ کے سربراہ و مسئول ان سب کو یہ اوصاف اختیار کرنے اور ان سے آراستہ ہونے کی جانب رغبت دلائی اور اس پر ابھارا ہے۔

ملاحظہ فرمایئے کہ رسول اکرم ﷺ نے رحم کے موضوع کو کتنی اہمیت دی اور اس وصف عالی کو اپنے اندر پیدا کرنے اور اس جذبہ حسنہ کے ساتھ لوگوں کے متصف ہونے کا آپ کو کتنا خیال تھا۔

امام ابو داؤد اور امام ترمذی حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے

روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(لیس منا من لم یرحم صغیرنا ویعرف حق کبیرنا)

وہ شخص ہم میں سے نہیں جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کے حق کو نہ پہچانے۔(سنن الترمذی کتاب البرو الصلۃ حدیث رقم ۱۸۴۳)

امام بخاری اپنی کتاب "الادب المفرد" میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک صاحب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ان کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا، وہ اس کو اپنے سے چمٹا رہے تھے، تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا: کیا تمہیں اس بچہ پر رحم آتا ہے؟ انہوں نے جواب میں عرض کیا: جی ہاں، تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"فاللہ أرحم بك منك به وهو أرحم الراحمين."

اللہ تعالیٰ تم پر اس سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جو تم اس بچہ پر کر رہے ہو اور وہ تو ارحم الراحمین ہے۔

نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام اگر کسی صحابی کو اپنے بچوں پر رحم کرتا نہیں دیکھتے تو آپ نہایت شدت سے ان کو تنبیہ کرتے اور ان کی اس جانب رہنمائی فرماتے جو ان کے گھر، خاندان اور اولاد کے لئے مفید اور نافع ہوتی، چنانچہ امام بخاری "الادب المفرد" میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں کہ ایک بدوی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا: کیا آپ لوگ اپنے بچوں کو چومتے ہیں؟ ہم تو نہیں چومتے! تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"أو أملك لك أن نزع اللہ من قلبك الرحمة."

اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم نکال دی ہے تو میں تمہارے لئے کیا کر سکتا ہوں۔(صحیح البخاری کتاب الادب حدیث نمبر ۵۵۳۹)

امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو چوما وہاں حضرت اقرع بن حابس تمیمی رضی اللہ عنہ بھی بیٹھے تھے، یہ دیکھ کر کہنے لگے، میرے دس بچے ہیں میں نے تو ان میں سے کسی کو بھی پیار نہیں

کیا۔رسول اللہ ﷺ نے ان کی جانب (تعجب سے) دیکھا اور فرمایا:

"من لایَرحم لایُرحم."

جو رحم نہیں کرتا اس پر بھی رحم نہیں کیا جائے گا۔(صحیح البخاری کتاب الادب حدیث نمبر ۵۵۳۸)

امام بخاری "الادب المفرد" میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت جس کے ساتھ دو بچے تھے' حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس آئی' انہوں نے اس کو تین کھجوریں دے دیں تو اس نے دونوں میں سے ہر بچہ کو ایک ایک کھجور دے دی اور ایک اپنے لئے رکھ لی' دونوں بچوں نے اپنی اپنی کھجور کھالیں اور پھر اپنی ماں کی جانب دیکھنے لگے' ماں نے اپنی والی کھجور کے دو ٹکڑے کئے اور دونوں میں سے ہر ایک کو آدھا آدھا ٹکڑا دے دیا' نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ سے یہ واقعہ ذکر کیا' آپ ﷺ نے فرمایا:

"ومایعجبك من ذلك ،لقد رحمها الله برحمتها صبییها."

تمہیں اس پر تعجب کیوں ہوا' اللہ تعالیٰ نے بچوں پر رحم کی وجہ سے اس پر بھی رحم کھایا۔

مسلم کی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

"ان اللہ قد اَوجَبَ لھابھا الجنة . أو اعتقھابھا من النار."

بے شک اللہ تعالیٰ نے واجب کر دی اس کے لئے اس کے بدلے جنت کو یا اس کو آزاد کر دیا اس کے ذریعے آگ سے۔

امام ابوداؤد وامام ترمذی نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

"الراحمون یرحمھم الرحمن ارحموا من في الأرض یرحمکم من في السماء."

رحم کرنے والوں پر رحمٰن (اللہ تعالیٰ) رحم کرتا ہے تم زمین والوں پر رحم

کرو تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔ (سنن الترمذی۔ کتاب البر والصلۃ الحدیث نمبر ۱۸۴۷)

نرمی' خوش اخلاقی اور اچھے معاملہ کے سلسلہ میں اسلام کی یہ توجیہات ہیں۔ اس لئے والدین کو اس پر عمل کرنا چاہئے اور اس کے مطابق تربیت کرنا چاہئے اور اگر بچوں کی زندگی بنانا اور ان کو سیدھے راستہ پر چلانا اور معاشرہ میں باکردار دیکھنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہئے کہ ان ارشادات کے مطابق عمل کریں اور اس راستہ پر چلیں۔

اگر بچوں کے ساتھ ٹیڑھا طریقہ اختیار کیا گیا اور سختی برتی گئی اور سخت و دردناک سزا دی گئی تو بچوں پر ایک قسم کی زیادتی ہوگی کہ انہیں اس غلط تربیت اور سختی کی زندگی میں جکڑا جائے جس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ان میں سرکشی' نافرمانی اور انحراف پیدا ہوگا۔ اس لئے کہ والدین نے خود ہی بچوں میں بچپن ہی سے نافرمانی' سرکشی اور انحراف کا بیج بویا ہے۔

ایک صاحب حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اپنے بیٹے کی نافرمانی کی شکایت لیکر آئے' حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لڑکے کو بلاکر تنبیہ کی اور والدین کے حقوق ادا نہ کرنے پر اس کو ڈانٹا' لڑکے نے کہا' اے امیر المومنین کیا لڑکے کا والد پر کوئی حق نہیں ہوتا؟ انہوں نے فرمایا کیوں نہیں' اس نے کہا: اے امیر المومنین وہ حق کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: شادی کرتے وقت اولاد کے لئے اچھی ماں کا انتخاب کرے' بچہ کا اچھا نام رکھے اور اسے قرآن کریم کی تعلیم دے' لڑکے نے کہا: اے امیر المومنین میرے والد نے تو ان میں سے کوئی بھی حق ادا نہیں کیا۔ اس لئے کہ میری والدہ ایک مجوسی کی حبشی باندی ہے' اور میرے والد نے میرا نام جعل (سیاہ فام وبدصورت) رکھا ہے' اور انہوں نے مجھے قرآن کریم کی کچھ بھی تعلیم نہیں دی۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان صاحب کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا' تم تو میرے پاس اپنے بیٹے کی نافرمانی کی شکایت لے کر آئے تھے تم نے تو اس کے نافرمان ہونے سے پہلے خود ہی اسے نافرمان بنا دیا تھا اور تم نے اس کے ساتھ برا معاملہ کیا اس سے پہلے کہ وہ تمہارے ساتھ برا معاملہ کرے۔ اس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لڑکے کے نافرمان ہونے

کی ذمہ داری باپ پر ڈال دی۔اس لئے کہ اس نے اس کی تربیت ہی نہ کی تھی۔

سیرت کی کتابوں میں لکھا ہوا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما اپنے بیٹے یزید سے ناراض ہوگئے تو احنف بن قیس کے پاس آدمی بھیجا تاکہ ان سے بچوں کے بارے میں ان کی رائے معلوم کی جائے 'انہوں نے کہا: بچے ہمارے دلوں کا پھل اور ہماری پشت کا سہارا ہیں 'اور ہم ان کے لئے ہموار زمین ہیں اور سایہ فگن آسمان ہیں۔ لہٰذا اگر وہ تم سے کچھ مانگیں تو دے دیا کرو 'اور اگر وہ ناراض ہو جائیں تو انہیں راضی کر لیا کرو 'اس لئے کہ وہ اس کے بدلے تمہیں اپنی محبت کا صلہ دیں گے اور اپنی محنت کا پھل دیں گے 'ان پر سختی نہ کرنا ورنہ وہ تمہاری زندگی سے تنگ ہو جائیں گے اور تمہارے مرنے کی تمنا کریں گے۔

ان دونوں واقعات سے والدین کو عبرت اور نصیحت حاصل کرنا چاہئے۔اور بچوں کے ساتھ ملاطفت اور نرمی برتنا چاہئے اور ان سے اچھا برتاؤ روا رکھنا چاہئے 'اور ان کی ترغیب ورہنمائی کے سلسلہ میں سیدھا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔

آپ بطور والدین اسی وقت کامیاب ہو سکتے ہیں۔جب آپ بلوغت کے مختلف ادوار کی مناسبت سے اپنے تجربات 'خیالات اور منصوبہ بندی کے ذریعے بچے کی رہنمائی کریں اور ذہنی سطح پر اس کیساتھ رہیں۔سیر وتفریح اور ہنسی مذاق خاندانی رشتوں کی مضبوطی میں بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

تجربہ کار ماہرین نفسیات لکھتے ہیں۔" ہر شخص کے اندر ایک بچہ چھپا ہوتا ہے جو کھیلنا چاہتا ہے"۔

بڑوں میں اپنے چھوٹوں کے ساتھ سیر وتفریح 'ہنسی مذاق اور کھیلنے کی جبلت ہوتی ہے۔اس کی مدد سے وہ چھوٹوں تک رسائی حاصل کرتے ہیں اور ان کی نظروں میں مہربان اور ہمدرد ٹھہرتے ہیں۔بچے کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ جب وہ ہاکی یا فٹ بال کھیلنے یا چھٹی کے دن سیر وتفریح کرتے ہوئے کسی کھیل میں حصہ لے تو والدین اس کی بہادری اور صلاحیتوں کو دیکھیں اور اس کی حوصلہ افزائی کریں۔چنانچہ بچوں کو شرعی حدود کی رعایت

رکھتے ہوئے بلا روک ٹوک کھیلنے کی اجازت ہونی چاہئے۔اس سے ایک تو ان کی خواہش کی تکمیل ہوگی دوسرے کھیل اس کی ذہنی اور جسمانی نشوونما پر مثبت اثرات مرتب کریں گے خصوصاً اس دور میں جب اس کے خدوخال بڑھنے کے عمل سے گزر رہے ہوں۔

بالیدگی کے مرحلے پر کچھ بچے ضدی بھی ہو جاتے ہیں اور چیختے چلاتے ہیں۔ دراصل وہ بڑوں کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتے ہیں۔بے توجہی' مایوسی کو جنم دیتی ہے جو ایک نفسیاتی کمزوری ہے۔والدین کی بے جا سختی اور دباؤ بچوں کو باغی اور خودسر بنا دیتا ہے۔ دور شباب میں یہ اپنی شناخت چاہتا ہے اور ناکامی کی صورت میں مایوس ہو جاتا ہے۔

بعض اوقات والدین اور اساتذہ کا رویہ بچوں کے ساتھ نامناسب ہوتا ہے۔ (جیسے تلخ لہجہ اور بری عادتوں سے روکنے کا غلط انداز وغیرہ) اس عمر کے نفسیاتی تقاضوں اور ضرورتوں کے پیش نظر آپ کا فرض ہے کہ اپنا برتاؤ درست کریں۔ان کی سرزنش کریں مگر اس انداز سے جو انہیں گراں نہ گزرے اور ان کی تربیت بھی صحیح سمت اور خطوط پر ہو سکے۔

ہاں یہ ضرور ہے شفقت اور محبت میں اتنا تجاوز نہ کر لیا جائے کہ باطل کی گرفت نہ کی جائے' بچوں کی لغویات کا نوٹس نہ لیا جائے۔منکرات پر نہ ٹوکا جائے' بلکہ اگر والد فجر کی نماز کیلئے اٹھائے تو ماں بچے پر ظاہری شفقت کرتے ہوئے یہ نہ کہے کہ رہنے دیں بعد میں پڑھ لے گا' بلکہ اس وقت اپنا رعب استعمال کر کے اٹھائے شفقت کی رعایت رکھتے ہوئے منکرات پر بھی ضرور ٹوکا جائے لیکن تھوک کے حساب سے نہیں بلکہ ٹھونک بجا کر! تاکہ آپ کے الفاظ و حروف کا وزن باقی رہے۔

ایسی بے جا شفقت تو بچوں پر ظلم کے مترادف ہے' اس لئے کہ وہ بچہ / یا بچی اللہ تعالیٰ کے حکم کو توڑ کر یا حضور اکرم ﷺ کے طریقے چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور غصہ کو دعوت دے رہے ہیں۔

جس کا اثر پورے گھر اور پورے خاندان پر پڑتا ہے بلکہ پورے عالم پر پڑے گا' اور اللہ تعالیٰ جو احکم الحاکمین ہے سب کچھ ان کے قبضہ قدرت میں ہے اس کی نافرمانی ہو رہی

ہے۔اور ماں کچھ نہ کہے 'نہ ان پر سختی کرے 'نہ تنبیہ کرے 'نہ ان سے ناراض ہو'نہ ان کے لئے دعائیں کریں 'تو یہ ماں کی بہت بڑی محرومی ہے ماں کو چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر ان کو پہلے محبت سے سمجھائیں ان کے لئے مسلسل دعائیں کریں پھران پر سختی کرے 'پھر بھی نہ سمجھیں 'نہ مانیں تو ان سے ناراضگی کا اظہار کرے کہ مجھے تمہارے اس معاملہ سے بہت تکلیف پہنچی 'تم فجر کی نماز دیر سے پڑھتی ہو مجھے یہ پسند نہیں ۔یا تم روزانہ قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتی یہ اچھی بات نہیں 'یا تم نماز جلدی جلدی پڑھتی ہو 'وغیرہ وغیرہ.......

بچوں کی گھٹی میں توحید ڈالئے

ماں کو چاہئے کہ بچپن ہی سے بچے کا تعلق اللہ تعالیٰ سے بڑھاتی رہے مثلاً اگر بچہ کوئی چیز مانگے تو اولاً اس کو سکھائے کہ پہلے اللہ سے مانگو پھرامی سے کہو 'اس لئے کہ سب کچھ دینے والے اللہ ہی ہیں 'امی کو بھی اللہ ہی نے فلاں چیز دی ہے اگر پہلے اللہ سے مانگو گے اور پھرامی کو کہو گے تو تمہیں ثواب بھی ملے گا اور اللہ میاں بھی راضی ہو جائیں گے ۔

اسی طرح اگر کوئی دوسری بڑی چیز مانگیں کہ ''امی مجھے یہ مہنگا کھلونا چاہئے'' تو یہ نہ کہئے کہ ابو آئیں گے تو آپ ابو کو کہہ دینا۔

بلکہ یوں کہئے بیٹا! اللہ سے مانگو 'اگر اتنی عمر ہو چکی ہو کہ وہ نماز پڑھ سکتا ہے تو بچے / یا بچی سے کہیں دو رکعت نفل نماز پڑھ کر اللہ سے مانگو۔

پھر ابو سے کہو مجھے اس چیز کی ضرورت ہے تاکہ ابو کو تمہاری حاجت پوری کرنے پر اجر ملے اور بیٹا یاد رکھنا .... جب اللہ تعالیٰ دینا چاہیں گے ابو کے دل میں بات ڈالدیں گے اور اگر اللہ تعالیٰ دینے کا ارادہ نہیں کریں گے تو یہ چیز کہیں سے بھی نہیں مل سکتی 'اس لئے کہ '' دینے والا اللہ'' ہے 'جس کو جو کچھ ملا ہے وہ اللہ ہی کے طرف سے ملا ہے 'توہمیں تمہیں بھی جو چاہئے وہ اللہ ہی دیں گے اس لئے اللہ ہی سے مانگو۔

اس طرح ماں وقتاً فوقتاً بچے کا اللہ سے تعلق بڑھاتی رہے 'اس کو ایمان ویقین سکھاتی رہے 'تو آنے والی زندگی میں جتنے بھی مراحل آئیں گے ان سب میں وہ اللہ تعالیٰ

سے مانگ کر اپنے مسائل کو حل کر سکے گا۔

اسے مخلوق کے آگے نہ ہاتھ پھیلانے کی ضرورت پڑے گی اور نہ ہی دل کا کوئی ذرہ اور کنارہ اللہ کے غیر کی طرف مائل ہو گا' ایسی مائیں جو بچپن سے بچوں کی تربیت ایمان ویقین پر کرتی ہیں۔وہ بچے بڑے ہو کر دنیا میں بہت عظیم عظیم کام کیا کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان سے اپنے دین کا بڑا کام لیا کرتے ہیں'

اسی طرح کے ایک والدین کا واقعہ کتابوں میں آتا ہے جو اپنے بچے کی تربیت بچپن ہی سے ایمان ویقین اور اعمال کے ذریعے مسائل حل کروانے پر کر رہے تھے چنانچہ روزانہ جب وہ بچہ مدرسہ سے واپس آکر کھانا طلب کرتا تو ماں اسے کہتی کہ بیٹا دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کھانا مانگو۔بے شک وہی بہترین رزاق ہے' وہی کھانا دینے والا ہے' اور وہی پیٹ بھرنے والا ہے۔ماں کی بات سن کر بچہ کے ذہن میں یہ بات بیٹھتی چلی گئی کہ ماں سے مانگنے کا کوئی فائدہ نہیں۔اللہ تعالیٰ سے مانگنا اصل ہے۔لہٰذا وہ بچہ روزانہ دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے کھانا مانگتا' ماں جب بچے کو نماز میں مشغول دیکھتی تو فوراً کھانا دسترخوان پر رکھ دیتی' اس طرح جب بچہ نماز سے فارغ ہو کر دعا مانگ کر جائے نماز سے اٹھتا تو اس کو کھانا نظر آجاتا اور وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر کے کھانا کھالیتا۔اسی طرح روزانہ کا معمول تھا ماں باپ بچے کی صحیح ترین تربیت میں لگے ہوئے تھے اور بچہ کا بھی ایمان اور عمل پر یقین پختہ ہوتا چلا گیا' لیکن ایک دن ایک عجیب اور ایمان افروز واقعہ پیش آیا وہ یہ کہ بچہ کی ماں کو کسی ضرورت سے گھر سے باہر جانا پڑ گیا' اب جب بچہ مدرسہ سے واپس آیا تو ماں کو گھر میں نہ پاکر پریشان نہ ہوا بلکہ ہمیشہ کی طرح دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے مانگنے لگا' وہاں پر ماں کا دل بے چین ہوا اور یہ خیال ہوا کہ آج تو میرے بچے کا اعمال پر سے یقین ختم ہو جائے گا لہٰذا وہ گھر کی طرف تیزی سے چل دی اور گھر آکر جو دیکھا تو بچہ سکون سے سو رہا ہے بڑی حیرت زدہ ہوئی آخر کار جب بچہ جاگا تو خود ہی ماں سے کہنے لگا کہ اماں جان آج جو کھانا اللہ پاک نے کھلایا ہے آج سے پہلے کبھی میں نے ایسا کھانا نہیں کھایا' بس یہ سننا تھا ماں نے بے قرار ہو کر بچے کو سینے سے لگایا اور خوب خوش ہوئی۔جب شام کو باپ گھر آیا تو ماں نے اسے حقیقی

خوشی سے بتایا کہ آج اللہ کے فضل سے ہمارے بچے نے صحیح یقین سیکھ لیا ہے اور اسے اللہ تعالیٰ سے نماز پڑھ کر مسائل حل کروانا آگیا ہے۔

اب ہم مسلمان ماؤں کی خدمت میں حضور اکرم ﷺ کی ایک حدیث پیش کرتے ہیں (اس کو پڑھنے سے پہلے دل سے یہ دعا کر لیجئے کہ "اے اللہ! ہمیں اس سے ہدایت عطا فرما اور اسی طرح کا یقین ہمارے بڑوں اور بچوں اور سارے مردوں اور عورتوں میں پیدا فرما) جس میں حضور اکرم ﷺ نے ایک بچے کو چند باتیں سکھائیں تھیں۔

امام ترمذی حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک روز میں نبی کریم ﷺ کے پیچھے سوار تھا کہ آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:

"یاغلام إنی أعلمك كلمات: احفظ الله يحفظك، احفظ الله تجده تجاهك، إذا سألت فاسأل الله، و إذا استعنت فاستعن بالله. و اعلم أن الامة لو اجتمعت على أن ينفعوك بشئ لم ينفعوك إلا بشئ قد كتبه الله لك، و إن اجتمعوا على أن يضروك بشئ لم يضروك إلا بشئ قد كتبه الله عليك، رفعت الأقلام و جفت الصحف." (ترمذی ج ۲ ص ۸۷)

صاحبزادے میں تمہیں چند باتیں بتلاتا ہوں: تم اللہ کے حقوق کی حفاظت کرو' اللہ تمہاری حفاظت کرے گا' تم حقوق اللہ کا خیال رکھو اللہ کو اپنے سامنے پاؤ گے' اور جب مانگو تو صرف اللہ ہی سے مانگنا' اور جب مدد طلب کرو تو اللہ سے ہی مدد طلب کرو' اور اس بات کو جان لو کہ اگر تمام مخلوق بھی تمہیں کچھ فائدہ پہنچانا چاہے تو تمہیں صرف وہی فائدہ پہنچا سکتی ہے' جو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے' اور اگر سب مل کر بھی تمہیں کچھ نقصان پہنچانا چاہیں تو تمہیں اتنا ہی نقصان پہنچا سکتے ہیں جتنا اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے قلم اٹھالئے گئے اور صحیفے خشک ہوگئے۔

ترمذی کے علاوہ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ:

"احفظ الله تجد د أمامك، تعرّف إلى الله في الرخاء يعرفك في الشدة و اعلم أن ما أخطأك لم يكن ليصيبك و ما أصابك لم يكن ليخطئك و اعلم أن النصر مع الصبر و ان الفرج مع الكرب و ان مع العسر يسراً" (ترمذی ج۲ص۷۸)

اللہ کے حقوق کا خیال رکھو خدا کو اپنے سامنے پاؤ گے' خوشحالی میں خدا کو یاد رکھو' خدا تمہیں تنگی و پریشانی میں یاد رکھے گا اور تم یہ جان لو کہ جو چیز تم تک نہیں پہنچی وہ ہرگز بھی تم تک نہیں پہنچ سکتی اور جو تمہیں پہنچ گئی تم اس سے قطعاً بچ نہیں سکتے تھے اور تم جان لو کہ کامیابی صبر کے ساتھ ہوتی ہے اور فراخی و کشادگی تکلیف و کرب کے بعد ہوتی ہے اور تنگی کے ساتھ آسانی ہوا کرتی ہے۔

ماں کو چاہئے توحید کے متعلق بچے کو یہ اشعار یاد کروائے' ہم ان اشعار کو اردو مفہوم کے ساتھ نقل کرتے ہیں' ان کا ترجمہ اور مفہوم کسی دوسری زبان میں سمجھانا بہت ہی مشکل ہے' اصل حقیقت تو اسی کو سمجھ میں آئے گی جو عربی سمجھتا ہو' لہٰذا اگر آپ کو عربی نہیں آتی تو کم از کم مفہوم ہی یاد کروا دیجئے اور آئندہ کیلئے اپنی اولاد کو اس مبارک عربی زبان سے محروم نہ رکھئے ان کو ضرور سکھائیے۔

یہ اشعار اپنے بچوں کو زبانی یاد کرائیے' اگر یہ نہ ہو سکے تو کم از کم اسکا ترجمہ ضرور یاد کروائیں ان شاء اللہ تعالیٰ یہ اشعار عمر بھر ان کو کام آئیں گے ہر خوشی اور پریشانی میں میانہ روی کی تعلیم دیں گے۔

عليك بتقوى الله ان كنت غافلا	ياتيك بالارزاق من حيث لاتدري
فكيف تخاف والله رازقا	فقد رزق الطير والحوت في البحر
ومن ظنّ ان الرزق ياتي بقوة	ما أكل العصفور شيأ مع النّسر
تزول عن الدنيا فانك لا تدري	اذا جن عليك الليل هل تعيش إلى الفجر

فکم من صحیح مات من غیر علة   وکم من سقیم عاش حینا من الدهر
وکم من فتیٰ امسیٰ واصبح ضاحکاً   واکفانه في الغیب تنسج وهو لایدری
فمن عاش الفا والفین فلابد   من یوم یسیر الی القبر

مفہومی ترجمہ: (۱) بیٹا تم پر لازم ہے کہ اگر تمہاری زندگی غفلت سے گز
رہی ہے تو توبہ کرو اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے بچو، جب تم نافرمانی سے بچو گے
تمہیں ایسی جگہ سے روزی دے گا جہاں سے تمہارا وہم وگمان بھی نہیں ہو گا۔

(۲) تم روزی کے بارے میں کیوں فکر مند ہوتے ہو حالانکہ اللہ روزی دی
والا ہے، وہی پرندوں کو روزی دیتا ہے وہی سمندر میں مچھلی کو روزی دیتا ہے۔

(۳) جو یہ گمان رکھتا ہے کہ روزی قوت سے حاصل کی جا سکتی ہے تو چ
جیسی چھوٹی مخلوق کبھی بھی کچھ نہ کھا سکتی۔

(۴) بیٹا! تم دنیا میں پھر رہے ہو حالانکہ تمہیں معلوم نہیں کہ جب رات آ
گی تو تم اگلی صبح تک زندہ بھی رہو گے یا نہیں۔

(۵) کتنے تندرست بغیر بیماری کے دنیا سے چلے گئے، اور کتنے بیمار جو مو
سے قریب تھے لیکن انہوں نے بڑی عمر پائی تو زندگی وموت صحت وبیماری اللہ
کے حکم سے آتی ہے اور اللہ ہی کے حکم سے جاتی ہے۔

(۶) بہت سے نوجوان جن کو تم صبح وشام ہنستے ہوئے پاؤ گے حالانکہ رات
ان کو کفن پہنایا جائے گا اور وہ اس کو نہیں جانتے۔

(۷) بیٹا! جو اس دنیا میں ہزار سال بھی رہا یا دو ہزار سال رہا لیکن یقین رکھ
کہ ایک دن اس کو قبر میں جانا ہے۔

اپنے بچوں کو قرآن کریم سکھایئے

بچوں کی دیکھ بھال اور تربیت کے اہتمام اور ان کے امور کی نگرانی کے سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ نے ایک سے زیادہ مرتبہ حکم دیا اور بہت سی مرتبہ وصیت فرمائی ہے۔ آپ کی وصیتوں اور احکامات میں سے چند ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں:

(۱) "الرجل راع في أهله ومسئول عن رعيّته، والمرأة راعية في بيت زوجها ومسئولة عن رعيتها." (رواہ البخاری ومسلم)

مرد اپنے گھر کا نگہبان ہے اور اس سے اس کی رعایا کے بارے میں باز پرس ہوگی اور عورت اپنے شوہر کے گھر کی نگہبان ہے اور اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں باز پرس ہوگی۔

(۲) أدبوا أولادكم وأحسنوا أدبهم." (رواہ ابن ماجہ)

اپنے بچوں کو ادب سکھاؤ اور ان کی اچھی تربیت کرو۔

(۳) "علموا أولادكم وأهليكم الخير وأدبوهم. (رواہ عبدالرزاق وسعید بن منصور)

اپنے بچوں کو اور گھر والوں کو خیر کی تعلیم دو اور ان کو ادب سکھاؤ۔

(۴) "مروا أولادكم بامتثال الأوامر، واجتناب النواهي، فذلك وقاية لهم من النار. (رواہ ابن جریر)

اپنی اولاد کو شریعت کے احکامات پر عمل کرنے اور ممنوع چیزوں سے بچنے کا حکم دو۔ اس لئے کہ یہ ان کے لئے جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

(۵) "أدبوا أولادكم على ثلاث خصال: حب نبيكم، وحب آل بيته، وتلاوة القرآن، فإن حملة القرآن في ظل عرش الله، يوم لاظل إلاظله." (رواہ الطبرانی)

اپنے بچوں کو تین باتیں سکھلاؤ: اپنے نبی ﷺ سے محبت' ان کے اہل بیت سے محبت' اور قرآن کریم کی تلاوت اس لئے کہ قرآن کریم کے حاملین اس دن اللہ کے عرش کے سایہ میں ہوں گے جس دن اس کے عرش کے سایہ کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔

لہٰذا مسلمان ماں کو چاہئے اپنے بچوں کو قرآن مجید سکھائے اور اس طرح سکھائے جیسے قرآن کریم نازل کیا گیا ہے یعنی تجوید اور مخارج کی رعایت رکھتے ہوئے جتنا ماں اس پر محنت کریگی اتنا ہی ماں کو ثواب ملے گا' اور بچہ جب تک زندہ رہے گا اور قرآن کریم کی تلاوت صحیح طور سے کرے گا اور جتنے مسلمان بچوں کو سکھائے گا تو اس پہلے بچے کی ماں کو سب کا ثواب ملے گا جس نے صحیح طور پر محنت سے بچے / بچی کو قرآن مجید پڑھنا سکھایا ہو۔

بچپن ہی سے مختلف علماء یا قرآن کے ماہرین قاریوں سے اپنے بچے کا نورانی قاعدہ اور عم پارہ اور تجوید کا امتحان دلوایا جائے کہ بچہ صحیح پڑھ رہا ہے یا نہیں؟ قرآن کے صحیح پڑھنے پر بچے کو انعام دیا جائے اور کمی کوتاہی پر تنبیہ کی جائے۔

ماں کو چاہئے کہ نورانی قاعدہ اور عم پارہ بچوں سے لکھوائے چونکہ بچوں کو لکھنے کا شوق ہوتا ہے اور اس سے وہ مشغول بھی رہتے ہیں اور ناظرہ پڑھنا آسان ہو جاتا ہے۔اس طرح آپ کے بچے حفظ بھی بہت جلدی کر لیتے ہیں۔

لہٰذا ماں کو چاہئے پیار محبت سے نورانی قاعدہ ضرور لکھوائے' افریقہ' موریتانیا سوڈان وغیرہ ملکوں میں بچوں سے پورا قرآن کریم لکھوایا جاتا ہے اس کی برکت یہ ہوتی ہے کہ وہ بچے بڑے ہوکر تھوڑی سی محنت کرکے بلا تکلف عربی ایسے بولتے ہیں جیسے ان کی مادری زبان ہو اور لکھنے کی برکت یہ ہے کہ جب بچہ سورہ رحمٰن تک لکھ لیتا ہے تو اسکے بعد بغیر دیکھے کوئی املاء کروائے تو وہ بھی بہت ہی آسانی سے لکھ لیتا ہے' اللہ تعالیٰ ہمارے بچوں کو بھی قرآن کریم صحیح طور پر پڑھنے والا پھر اس کے الفاظ یاد کرنے والا اور اس کے معانی سمجھنے والا اور اسپر عمل کرنے والا اور اس کو دنیا بھر میں پھیلانے

والا بنائے آمین یارب العالمین.

اولاد کی پرورش کے سنہری طریقے

(۱) بچوں کو جن بھوت وغیرہ سے ہرگز نہ ڈراؤ۔ یہ بہت ہی خراب عادت ہے اس سے بچوں کے دلوں میں ڈر وخوف پیدا ہو جاتا ہے اور ڈر تمام خرابیوں کی جڑ ہے ان کو ہمیشہ دلیری اور بلند ہمتی کی تعلیم دو۔

(۲) بچوں کو دودھ پلانے اور کھلانے کے لئے وقت مقرر کر دو اس سے ان کی تندرستی ٹھیک رہے گی اور پھر وہ بچپن ہی سے وقت کی پابندی کرنا سیکھ جائیں گے۔

(۳) بچوں کو ہمیشہ صاف ستھرا رکھو۔ گرمی میں ہمیشہ نہلاؤ۔ سردی کے ایام میں ہمیشہ گرم پانی سے نہلاؤ اس سے ان کی تندرستی قائم اور بحال رہے گی۔ ان کو ہمیشہ صاف ستھرا رہنے کی تعلیم دو کیوں کہ صفائی پر تندرستی کا دارومدار ہے۔

(۴) ہر وقت ان کا بناؤ سنگھار نہ کرو۔ لڑکا ہو تو اس کے سر پر بال نہ بڑھنے دو۔ رات کو ہمیشہ ان کی آنکھوں میں سرمہ لگایا کرو۔

(۵) بچوں کے ہاتھوں سے غریبوں کو کھلانا کپڑے دینا نیز پیسے وغیرہ دینے کی عادت ڈالو جس سے ان میں سخاوت کی عادت پیدا ہو۔

(۶) چلا کر بولنے سے روکو۔ نرمی سے سمجھاؤ۔ چلا کر بولنا بے ادبی ہے۔ کیوں کہ ایسے آدمی کو لوگ بیل کہتے ہیں۔

(۷) جن بچوں کی عادتیں اور خصلتیں خراب ہوں۔ پڑھنے لکھنے میں چور ہوں۔ لچے اور آوارہ ہوں۔ بہت زیادہ فضول خرچ ہوں۔ ایسے بچوں کی صحبت میں اپنے بچوں کو نہ جانے دو۔ ان کے ساتھ پھرنے اور کھیلنے بھی نہ دو۔

(۸) جھوٹ، غصہ، جلن، لالچ، گالی گلوچ، چغلی، دھوکہ فریب، اسی طرح ہر قسم کی بری عادتوں سے بچوں کے دل میں نفرت پیدا کرو اگر ان میں سے کوئی بات ان میں نظر آئے تو فوراً روک دو اور متنبہ کر دو اگر اس پر توجہ نہ دے تو مناسب سزا بھی

دو۔لاڈپیار میں رہو گے تو پچھتانا پڑے گا۔

(۹) جب بچہ کچھ سمجھ دار ہو جائے تو اسے اپنے ہاتھ سے کھانے کی عادت ڈالو۔ کھانے کے بعد ہاتھوں کو دھونے کا طریقہ سکھلاؤ۔ ہاتھ سے کھانے کی عادت ڈالو۔ اور اس طرح کم کھانے کی عادت بناؤ تاکہ بیماری اور لالچ سے دور رہے۔

(۱۰) بچوں کے ہاتھ پیر اور منہ وغیرہ کی صفائی کا خوب خیال رکھو۔ میلے ہو جائیں تو فوراً دھلا دو۔

(۱۱) بچہ کو تنہا بازار نہ جانے دو۔کوئی آدمی اس کے ساتھ ہونا چاہئے۔کھیل کود کے وقت بہت کود پھاند اور دوڑنے نہ دو۔بلند جگہ پر نہ کھیلنے دو۔اچھے آدمیوں کے بچوں کے ساتھ کھیلنے دو۔خراب بچوں کی صحبت سے دور رکھو۔بازار وغیرہ میں لے کر زیادہ نہ گھومو پھرو اس کی ہر ایک بات پر مناسب جواب اور ہر قسم کا ادب سکھاؤ۔بیکار باتوں سے روکتے رہو۔

(۱۲) بچوں کی ایسی عادت ڈالو کہ گھر کے آدمیوں کے سوا کسی سے کوئی چیز نہ مانگیں اور بلا اجازت کسی سے کوئی چیز نہ لیں۔

(۱۳) بچوں کے ساتھ زیادہ لاڈ وپیار نہ کرو۔ورنہ ان کی عادت اور مزاج بگڑ جائے گا۔

(۱۴) بچہ اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار پیٹ کرے تو مناسب تنبیہ کرو تاکہ آئندہ ایسی حرکت دوبارہ نہ کرے۔ایسی باتوں میں چشم پوشی سے کام لینا یا خوشامد کرنا ان کے لئے مناسب نہیں وہ آزاد ہو جائے گا پھر قابو میں آنا مشکل ہے۔

(۱۵) رات کو جلدی سلا دو اور صبح سویرے ہی جگا دو۔

(۱۶) بچہ سات سال کا ہو جائے تو نماز کی عادت ڈالو اور دس برس کا ہو جانے پر اگر نماز نہ پڑھے تو مار کر نماز پڑھاؤ۔

(۱۷) مکتب میں جانے کے لائق ہو جائے تو پہلے قرآن پاک پڑھاؤ۔ جہاں تک ہو سکے دیندار استاد کے پاس بٹھاؤ۔مکتب کی پابندی کراؤ اور اس میں رعایت نہ

کرو۔

(۱۸) پڑھنے لکھنے اور اسکول کی تعلیم میں بچوں پر زیادہ بوجھ نہ ڈالو۔ ابتداء میں ایک گھنٹہ مقرر کرو پھر دو گھنٹے پھر تین گھنٹے اس طرح اس کی طاقت اور قابل برداشت طریقہ پر کام لو۔ ایسا نہ کرو کہ پورا دن دماغ پاشی کراؤ۔ ایک تو تھک کر بچہ اکتا جائے گا اور حد سے زیادہ محنت سے دل دماغ خراب ہو جائے گا اور دماغی صلاحیت میں فتور پیدا ہوگا اور بیماروں کی طرح ست ہو جائے گا اور پھر پڑھنے لکھنے وغیرہ میں دل نہ لگے گا۔

(۱۹) کبھی کبھی اس کو نیک لوگوں کے قصے سنایا کرو۔

(۲۰) اس کو ایسی کتابیں نہ پڑھنے دو جس میں عشق و محبت کی باتیں ہوں یا پھر شریعت کے خلاف باتیں ہوں یا اس میں بیہودہ قصے اور غزلیں ہوں۔

(۲۱) اسکول یا مدرسہ سے واپسی پر اس کو دل بہلانے کے لئے تھوڑی دیر کے لئے کھیلنے کی اجازت دو لیکن کھیل اس قسم کا ہو کہ جس میں کسی قسم کا گناہ نہ ہو اور اس میں چوٹ آنے کا خطرہ نہ ہو۔

(۲۲) سینما، تھیٹر اور اس قسم کے کھیل تماشے کی عادت نہ ہونے دو۔

(۲۳) اپنی اولاد کو کوئی نہ کوئی ہنر ضرور سکھاؤ کہ ضرورت کے وقت اور مصیبت کے موقع پر اپنا اور اپنی اولاد کا گذارہ کر سکے۔

(۲۴) بچوں کو ایسی عادت ڈالو کہ اپنا کام خود کریں۔ اپاہج اور کاہل نہ بن جائیں اور ان کو ہدایت کرو کہ اپنا بستر رات کو خود لگائیں اور صبح کو بستر خود اٹھائیں۔

(۲۵) لڑکیوں کو اس بات کی تاکید کرو کہ جو زیور تمہارے جسم پر ہے رات کو سوتے وقت اور صبح کو بیدار ہونے کے وقت جانچ لو۔

(۲۶) نیز لڑکیوں کو اس بات کی تاکید کرو کہ گھر میں کھانے پکانے کے جو کام کاج ہوتے ہیں اس کی طرف پوری توجہ دیں اور اس کو خود سیکھنے کی کوشش کریں۔

(۲۷) جب بچہ کوئی کام خوبی کا کرے تو اس کو شاباشی دو اس سے پیار کرو

بلکہ انعام بھی دو جس سے اس کی ہمت افزائی ہو اور دوبارہ ایسا کام کرنے کی امنگ اور جذبہ پیدا ہو اور اگر کوئی برا کام کرتے دیکھو تو پہلے اس کو تنہائی میں سمجھاؤ اور کہو کہ یہ کام تو بہت برا ہے۔ لوگ کیا کہیں گے۔ خبردار آئندہ ایسا کام ہرگز نہ کرنا۔ نیک بچے ایسا کام نہیں کرتے ہیں۔ اس کے باوجود دوبارہ ایسا کام کرے تو مناسب سزا دو۔

(۲۸) ماں کو چاہئے کہ بچے کے دل میں باپ کا ادب اور اس کا رعب پیدا کرے۔

(۲۹) بچوں کو پوشیدہ طریقہ پر کوئی کام نہ کرنے دو کھیل ہو یا کھانا ہو یا پھر کوئی اور کام ہو اگر چھپا کر کام کر رہا ہے تو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ اس کام کو برا سمجھ رہا ہے۔ اس کو چھڑانے کی کوشش کرنی چاہئے اگر کام اچھا ہے تو تاکید کرو کہ سب کے سامنے کرے۔

(۳۰) محنت اور ورزش کا کوئی کام اسے سونپ دو اس سے اس کی ہمت بڑھے گی اور تندرستی قائم رہے گی اور سست نہ بنے گا۔ میل آدھ میل پیدل چلنے کی' اٹھ بیٹھ کرنے کی اور لڑکیوں کو ان کے مناسب حال ورزش کراؤ یا دوسرے کام سپرد کرو اس سے چستی اور چالاکی بڑھے گی۔

(۳۱) بچہ کو عاجزی اور انکساری اور تواضع اختیار کرنے کی عادت ڈالو' زبان' چال چلن اور برتاؤ سے شیخی نہ بگھارے اس کا خیال رکھا جائے۔

بچوں کی تربیت کے تین سنہری اصول

یوں تو شریعت کا دائرہ کار بہت وسیع ہے دنیا و آخرت کے سارے مفید اور مضر اعمال شریعت نے واضح کر دیئے ہیں۔ اور زندگی کا کوئی شعبہ ایسا نہیں جس کے بارے میں قرآن وسنت نے تفصیلی ورنہ کم ازکم اصولی ہدایات نہ دی ہوں عقائد ہو یا عبادات' معاملات ہوں یا معاشرت یا اخلاق۔ اسلام کی تعلیمات ان پانچوں شعبوں

میں پوری طرح حاوی ہیں اور قرآن وسنت کے صفحات ان تعلیمات سے پر ہیں۔
مگر ننھے منے بچوں یا ابتدائی طالب علموں کو یہ تفصیلی ہدایات سمجھانا ممکن نہیں بلکہ تعلیم قرآن کے ابتدائی مرحلہ میں مناسب بھی نہیں ہے۔ اس لئے بندہ کی رائے میں لمبی چوڑی ہدایات کے بجائے ابتدائی مرحلہ میں ہرماں کو اپنی پوری توجہ تین امور کی طرف مبذول کرنی چاہئے اور قرآن پاک کی تعلیم کے ساتھ شریعت کی ان تین باتوں پر زور دیتے ہوئے بچوں کو پوری طرح ان کا عادی بنایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اگر صرف ان تین امور ہی کی آپ نے پابندی کی اور بچوں سے کروائی تو آپ کے بچوں کی زندگی میں حیرت انگیز ایمانی اثرات ظاہر ہوں گے اور پھر ان کے لئے دین کے باقی احکامات پر عمل کرنا ان شاء اللہ تعالیٰ آسان سے آسان تر ہو جائے گا۔

وہ تین باتیں یہ ہیں۔
(۱) فرض نمازوں کی پابندی ....
(۲) جھوٹ سے مکمل اجتناب ....
(۳) خدمت خلق کی عادت ....

(۱) فرض نمازوں کی پابندی

یہ بات کس کو معلوم نہیں ہے کہ نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے اور تمام فرائض اسلام میں سب سے زیادہ اسی کی اہمیت ہے۔ اور حدیث میں اسے دین کا ستون فرمایا ہے۔

قرآن حکیم میں واضح طور سے یہ بھی ارشاد موجود ہے کہ

بیشک نماز بے حیائی اور برائی سے روکتی ہے۔ (ترجمہ العنکبوت)

اس لئے ہر بچہ یا بچی جس کی عمر سات سال پوری ہوگئی ہو اس کی اس بارے میں کڑی نگرانی رکھی جائے کہ وہ فرض نماز ادا کرتے ہیں یا نہیں؟ بچیوں کے لئے گھر

میں نماز کی ادائیگی کا حکم ہے تو لڑکوں اور مردوں کے لئے باجماعت نماز کا حکم دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہر بچہ اور بچی کو نماز پڑھنے کی عملی مشق کرائی جائے۔ انہیں نماز میں پڑھی جانے والی سورتیں واذکار پوری احتیاط سے یاد کروائی جائیں اور پھر ہمیشہ اس بات کی نگرانی کی جائے کہ وہ فرض نماز ادا کرتا ہے یا نہیں؟ اس معاملہ میں کسی رعایت کو ملحوظ نہ رکھا جائے بلکہ جو بچہ باجماعت نماز کا عادی نہ ہو اسے کسی بھی صورت میں نماز کا اہتمام کرنے پر تیار کرنا چاہئے۔

اس کے لئے سب سے بہتر اور مجرب نسخہ یہ ہے کہ فضائل نماز رسالہ مولفہ شیخ الحدیث صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ میں سے روزانہ گھر میں تعلیم کریں اور سات سال کے بچوں سے یہ احادیث لکھوائیں اور پھر یاد کروائیں اور پھر کہلوائیں مثلاً چھٹی کے دن مقابلہ کروائیں۔ کہ کون دس مختلف حدیثیں نماز کی فضیلت پر لکھ کر لا سکتا ہے پھر ۲۰ پھر ۳۰ پھر ۴۰ لکھوائیں' اسی طرح فضائل نماز صفحہ ۲۰ پر چالیس حدیثیں لکھی ہوئی ہیں وہ اپنے بچوں کو ضرور یاد کروائیں اور کبھی کبھی سب بیٹھ کر ان سے زبانی سنیں' جس کو چالیس پوری یاد ہوں اس کو انعام دیا جائے۔

(۲) جھوٹ سے مکمل اجتناب

دوسری اہم بات یہ ہے کہ بچوں کو سچ بولنے کا عادی بنایا جائے اور جھوٹ بولنے کو کسی قیمت پر گوارا نہ کیا جائے۔

جھوٹ نہ صرف یہ کہ گناہ کبیرہ ہے بلکہ بہت سے گناہوں کی بنیاد ہے اور بہت سارے گناہوں کا ذریعہ بنتا ہے۔ اس لئے اس جھوٹ سے نفرت کو بچوں کے دل میں بٹھا دیا جائے انہیں ہمیشہ سچ بولنے کا عادی بنایا جائے اور وہ جھوٹ سے مکمل پرہیز کرنے لگیں تو یہ بات یقینی ہے کہ وہ بہت سارے گناہوں سے خود بخود بچ جائیں گے اسی لئے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

"جھوٹ سے بچو کیونکہ جھوٹ بدکاری تک پہنچاتا ہے اور بدکاری جہنم

میں لے جاتی ہے"۔

اور اسی بنا پر رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ کو ایمان کے منافی قرار دیا ہے۔ موطا امام مالک میں حدیث مروی ہے کہ:

"رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کیا مومن بزدل ہوتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مومن بزدل ہو سکتا ہے۔ پھر عرض کیا گیا کہ کیا مومن کنجوس ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں مومن کنجوس ہو سکتا ہے۔ پھر آپ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کیا مومن جھوٹا ہو سکتا ہے' آپ ﷺ نے فرمایا مومن جھوٹا نہیں ہوتا۔"

لہٰذا بچوں کو مکمل مسلمان بنانے کے لئے ضروری ہے کہ ان پر جھوٹ بولنے کے سلسلہ میں مکمل پابندی عائد کی جائے۔ کسی قیمت پر ان کا جھوٹ گوارا نہ کیا جائے۔ اگر کوئی بچہ غلطی کرنے کے بعد سچ بولے تو موقع محل کے مطابق اس کی تنبیہ میں تخفیف کی جائے یا معاف کر دیا جائے لیکن اگر غلطی کے ساتھ جھوٹ بھی بولے تو اسکی سزا میں کوئی نرمی نہ کی جائے۔ اس سلسلہ میں یہ بات بھی اہم ہے کہ ان کے اساتذہ اور والدین بھی اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری کا پورا احساس رکھیں۔

(۳) خدمت خلق کی عادت

خدمت خلق دین کا اہم شعبہ ہے بلکہ بہت سارے احکامات شرعیہ کی بنیاد اور ان کا خلاصہ ہے ہمارے یہاں عمومی طور پر بھی اس شعبہ کی جانب توجہ نہیں ہے اور دیندار حضرات کی طرف سے بھی اس میں کمی پائی جاتی ہے۔ اس کمی کا لحاظ رکھتے ہوئے بچوں کو بچپن سے اس کا عادی بنایا جائے کہ وہ خدمت خلق کو حقیر کام نہ سمجھیں بلکہ اسے اپنی زندگی کا شعار بنائیں اور اپنے فارغ اوقات اس نیک کام میں خرچ کریں۔ خدمت خلق کا مفہوم یوں تو بہت وسیع ہے لیکن مناسب حدود کا تعین ضروری ہے جو درج ذیل ہے۔

(الف) اپنے ماں باپ کی خدمت کو اپنے لئے باعث ثواب سمجھیں فرصت کے اوقات میں ان کی خدمت کریں۔گھر اور بازار کے ضروری کاموں کو اپنے لئے عار نہ سمجھیں بلکہ ماں باپ کے حکم کے مطابق انہیں ثواب سمجھ کر خوشی خوشی بجا لائیں۔

(ب) اپنے بہن بھائیوں کے ساتھ محبت کریں۔ان سے لڑائی جھگڑا نہ کریں اپنی طرف سے انہیں راحت اور آرام پہنچانے کی کوشش کریں۔اور حتی الامکان ایثار کا مظاہرہ کریں۔

(ج) اپنے خاندانی بزرگوں دادا دادی' نانا نانی' چچا پھوپھی خالہ ماموں وغیرہ کا احترام کریں اور ان کے چھوٹے موٹے کام خود کرنے کی کوشش کریں۔

(د) درسگاہ (کلاس روم) کے اندر اپنے اساتذہ کی خدمت کریں ان کا احترام کریں اور ان کے جائز احکام کو بجالائیں۔

(ہ) درسگاہ میں اپنے ساتھی طلباء کی بھی خدمت کریں' یعنی ان سے لڑائی جھگڑا نہ کریں اور اس سلسلہ میں ایثار کا مظاہرہ کرکے آخرت کا ثواب حاصل کریں۔

(و) اپنے گھر مدرسہ اور درسگاہ کی صفائی کو عار نہ سمجھیں بلکہ اپنے ہاتھوں سے گھر مدرسہ اور درسگاہ کی خود صفائی کیا کریں۔

(ز) چھوٹے چھوٹے کاموں کو ثواب سمجھیں مثلاً اپنے سے چھوٹے بچوں پر شفقت' کسی نابینا کی مدد' راستہ سے پتھر یا کانٹوں کو دور کرنا یہ سب کام ثواب سمجھ کر کریں۔

خدمت خلق کے یہ مذکورہ بالا کام جہاں باعث ثواب ہیں وہاں یہ کام نوجوانوں کی دینی اور اخلاقی تربیت میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔نیز خدمت خلق کی وجہ سے ان بچوں کو اسلامی معاشرہ میں محبوبیت کا مقام حاصل ہو گا۔اور وہ اسلامی معاشرہ کے لئے مفید اور نفع بخش افراد ثابت ہوں گے۔

وضاحت : والدہ کو چاہئے کہ اپنے شوہر کی دل سے ایسی خدمت کرے کہ بچے خدمت کو بہت ہی بڑی چیز سمجھیں' ان کے دلوں میں خدمت کی قدر ہو' وہ

خدمت کو بہت ہی زیادہ ثواب کی چیز سمجھیں' خدمت اور ایثار یہ دو اسلام کے بہت بڑے جوہر ہیں' جس شخص میں خدمت کا جذبہ ہوتا ہے وہ ہرجگہ محبوب ہوتا ہے' ہر جگہ اس کا ایک مقام ہوتا ہے' سب لوگ اس کو پسند کرتے ہیں' خدمت اور ایثار اور سخاوت سے بعض اوقات ایسی لوگوں کی دلی دعائیں مل جاتی ہیں جو انسان کو اتنے اونچے مرتبے تک پہنچا دیتی ہیں جہاں وہ اپنے عمل سے نہیں پہنچ سکتا۔

لہٰذا ماں کو چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کی اپنے بچوں کی اپنی ساس اور نند کی دل سے ایسی خدمت کرے کہ بچے بھی اس کے عادی ہو جائیں' شوہر جب وضو کرکے نکلے تو بڑے بیٹے کو سمجھائے کہ تولیہ تیار رکھو' ابو کو ضرورت ہوگی' نماز کیلئے جا رہے ہیں تو ٹوپی اور جوتے تیار کرلو' کمرہ کی صفائی کے اتنے فوائد اور فضائل بتلائے کہ بچے خود ماں کے ساتھ برتن کپڑے مکان تمام چیزوں کی صفائی میں ساتھ دیں۔ آپس میں ایک بھائی کو دوسرے بھائی کی خدمت پر اتنا آمادہ کریں کہ دونوں ایک دوسرے کی خدمت شوق سے کریں اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ آپس میں بھائیوں' بہنوں میں دلی محبت پیدا ہو جائے گی۔

لیکن اگر ماں خود اپنے شوہر کی دلی شوق سے خدمت نہیں کرے گی اور بوجھ سمجھ کر شوہر کے کام انجام دے گی تو لامحالہ اس کا اثر بچوں پر ہوگا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے تمام مائیں بچوں کی صحیح تربیت کرنے والی بنیں۔

نیز مزید دو باتیں بچوں کے ذہنوں میں غیر محسوس طریقے سے اتارنے کی کوشش کی جائے۔

(۱) اللہ تعالیٰ سے محبت۔

(۲) فکر آخرت۔

ان دونوں باتوں کو بچوں کے دل و دماغ میں اتارنے کے لئے تقریر کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ مختلف مواقع پر مختلف اسلوب سے ان کے دل و دماغ میں یہ دونوں باتیں اتاری جائیں کہ جس سے آہستہ آہستہ بچوں کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا

ہو جائے اور عمل کرتے وقت فوری نتائج کے بجائے آخرت کا تصور ان کے سامنے رہے۔ کبھی ان کو صحن میں بٹھا کر آسمان بتلائے کہ دیکھو کتنا بڑا آسمان ہے کیسا اچھا ہے' بغیر ستون کے بنا ہوا ہے' بادل' چاند' سورج اور لاکھوں ستارے نظر آتے ہیں ان سب کا بنانے والا کون ہے؟ اللہ ہے۔

دنیا میں جتنے لوگ دکھائی دیتے ہیں وہ سب بھی اللہ کے بندے ہیں۔ اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے' جیتے جی ہمارا مالک ہے' اور ہمارے مرنے کے بعد بھی وہی ہمارا مالک ہو گا۔ دنیا کے سارے کام اسی کے دیئے ہوئے حکم کے مطابق چلتے ہیں۔

ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں' اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں' اسی سے مدد مانگتے ہیں' اور اسی سے دعا کرتے ہیں۔

کبھی ماں ان کو کھانے پر نعمتیں گنوائیں' اللہ تعالیٰ کی کتنی اور کیسی کیسی نعمتیں ہیں' اسی طرح مختلف نعمتوں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کرے اور دعائیں بھی کرتی رہے۔

اس کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ گھر میں بچوں کو بٹھا کر فضائل اعمال وفضائل صدقات (تالیف شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ) کی تعلیم کروائیں اور اس کتاب میں سے عمر کے اعتبار سے بچوں کو چھوٹی بڑی حدیثیں زبانی یاد کروائیں' خاص طور پر قرآن کریم کی فضیلت کی چالیس حدیث اور نماز کی فضیلت کی چالیس حدیث ضرور یاد کروائیں۔

(ماخوذ از بتصرف کثیر رسالہ تدریس القرآن مقالہ مفتی محمود اشرف صاحب)

بچوں کو ادب سے بولنا سکھائیں

محترم ماں......! آپ کے سامنے معاشرہ کھلی ہوئی کتاب کی مانند ہے اس معاشرے میں ہم لوگ اکثر ایک دوسرے کو کیسے برے اور عجیب انداز میں مخاطب کرتے ہیں حالانکہ ہمیں چاہئے کہ اس برے انداز سے کلام کرنے کے بجائے ہر ایک سے میٹھے اور پیارے طریقے سے گفتگو کریں اگر ہم سب یہ طے کر لیں کہ ایک دوسرے سے نرم اور میٹھے لہجے میں بات کریں گے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے میں یہ چیز رواج پا جائے گی اس کی سب سے زیادہ ضرورت اپنے گھر میں ہے کہ ہم اپنے بچوں سے اور ان کے سامنے کسی سے بھی معیاری گفتگو کریں۔

درحقیقت ہم اپنی اولاد سے جیسے مخاطب ہوں گے وہی طرز کلام ہماری اولاد سیکھے گی۔ اگر آپ یہ خیال کریں کہ ہم چاہے جیسے بھی اپنی اولاد سے مخاطب ہوں مگر ہماری اولاد ہم سے ادب اور تمیز سے بات کرے تو یہ محض آپ کی غلط فہمی ہے۔ اس لئے بزرگوں کا قول ہے۔

عورت بچے کی ماں نہیں ہوتی بلکہ بچہ یا بچی عورت کی ماں ہوتی ہے'
یعنی بچہ جس طرح ماں کو دیکھے گا وہی عادتیں اس کے اندر پختہ ہوتی جائیں گی' آپ کا ہر قول ہر عمل اس بچے کیلئے رہنما ہوگا۔

اس لئے جب بھی ہم اپنے بچوں سے یا ان کے سامنے کسی سے مخاطب ہوں تو ہمیشہ "آپ" کا لفظ استعمال کریں۔ اس طرح سے وہ بھی جب آپ سے یا کسی اور سے مخاطب ہوں گے تو "آپ" ہی کہیں گے ورنہ پھر دوسری صورت میں تم یا تو کہیں گے جو یقیناً آپ کو بھلا معلوم نہ ہوگا مثلاً کوئی بچہ اپنی والدہ سے مخاطب ہو کر یوں کہے کہ امی...... تم نے رات کو میرا جوتا پالش کیوں نہیں کیا؟

یا یہ کہے

او اماں کب سے بول رہا ہوں تو کھانا کیوں نہیں دیتی؟

ان جملوں پر آپ غور کریں کہ انداز تخاطب کتنا بے ادب اور گستاخانہ ہے اور ہر سننے والے کو کتنا برا معلوم ہوتا ہوگا۔ اس کے برعکس اگر بچہ یوں کہے مثلاً

امی جان کیا آپ نے میرے نہانے کا پانی گرم کر دیا؟

یا یوں کہے

امی جان جلدی آیئے ابو جان آپ سے فون پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

یقیناً ایسا طرز تخاطب آپ کو بھی اور ہر سننے والے کے دل کو بھی بہت بھائے گا اور وہ یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ ان بچوں کے والدین نے ان کو کیسا ادب سکھلایا ہے۔ اور یہ بچے کتنے باتمیز ہیں وغیرہ۔

اس طریقہ پر بات کرنے سے آپ کے بچے بھی یہی سیکھیں گے اور ان سے دوسرے مسلمان بچے بھی یہی سیکھیں گے۔

ہمارے ہاں تو دادا ابا بھی جب پوتے سے مخاطب ہوتے ہیں تو وہ یوں کہتے ہیں "بیٹا! آپ نے نماز پڑھ لی؟" اور پوتی سے یوں بات کرتے ہیں آپ نے کھانا کھا لیا؟ وغیرہ بعض گھرانوں میں کسی کو "تو کہہ دیا جائے تو اتنا برا سمجھا جاتا ہے جیسے کسی نے گالی دے دی ہو۔

لہٰذا ہماری گزارش ہے کہ اپنی اولاد کو ادب سکھلانے کیلئے اور ان کو باتمیز اور خوش گفتار بنانے کیلئے ہمیشہ ان سے ادب سے بات کریں۔ اور ان کے سامنے جب بھی دوسروں سے مخاطب ہوں (چاہے کسی سے بھی مثلاً ماتحت ملازم' ماسی' نوکرانی' سائل اور پڑوسی وغیرہ سے) تو "تو" کا لفظ استعمال نہ کریں بلکہ "آپ" کا لفظ استعمال کریں۔ اسی طرح دوسری سب سے ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ اپنا لہجہ ہمیشہ نرم رکھیں خود بھی نہ چلائیں اور بچوں کو بھی اس بات کا پابند کریں کہ چلا کر بات نہ کریں' زور سے نہ بولیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بڑوں کا ادب کرنے والا اور چھوٹوں پر شفقت کرنے والا بنائے۔ (آمین)

بزرگوں کا ادب سکھاؤ

بچوں کو بڑوں کا ادب سکھاؤ اور بڑوں کا اکرام کرنے کی تعلیم دو۔ جو بچے بڑوں کا ادب کرتے ہیں تو بڑے ان کو اچھی اچھی نصیحتیں کرتے ہیں اور بزرگوں کی نصیحتیں ان کے لئے آب حیات ثابت ہوتی ہیں۔اگر بچے بڑوں کاادب کریں گے تو ان کی نصیحتیں بھی دل کی توجہ سے سنیں گے اور اس پر عمل کرکے فائدہ اٹھائیں گے۔لیکن اگر بچے ان کی عزت اور ادب نہ کریں گے تو ان کی نصیحتوں کو بھی اہمیت نہ دیں گے۔اور اس طرح وہ بڑوں کے علم اور ان کے تجربوں سے کچھ بھی فائدہ نہ اٹھا سکیں گے۔

جو بچہ استادوں کا ادب کرتا ہے تو استاد اس بچہ کو محنت 'توجہ اور بہت پیار سے پڑھاتے ہیں۔اور چاہتے ہیں کہ ایسے پیارے اور ہونہار بچے کو کسی طرح بھی اپنا علم گھول کر پلا دے۔جو بچے بڑوں کا ادب کرتے ہیں تو وہ ان سے محبت کرتے ہیں ان کو دعائیں دیتے ہیں عقل اور تمیز کی باتیں سکھاتے ہیں اور بے ادبی کرنے والے بچے ایسی برکتوں سے محروم رہتے ہیں۔اس لئے ماں کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو بڑوں کا ادب کرنے کی تعلیم دے۔

بچوں کی تربیت کے سلسلہ میں قیمتی باتیں

بچوں کی تعلیمی ابتداء اللہ جل جلالہ کے نام سے شروع کرو۔ ان کی زبان پر سب سے پہلے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کا نام جاری کرو اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت سکھاؤ اور اس کی قدرت کا یقین دلاؤ کوئی چیز مانگیں تو ان سے کہو اللہ تعالیٰ سے مانگو۔ کوئی چیز دو تو کہو کہ خدائے پاک بزرگ و برتر نے دی ہے۔ ہر طرح سے ان کے دلوں میں ایمانی طاقت پیدا کرو۔ ان کو ایسے کلمات سکھاؤ کہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول

ﷺ کو پہچاننے لگیں۔

جب وہ سمجھ دار ہو جائیں تو ان کو قرآن پاک کی چھوٹی چھوٹی سورتیں، سورۂ اخلاص، سورۂ کوثر، وغیرہ بمع ترجمہ سکھاتی رہو۔ بڑی سورتیں آگے چل کر خود بخود سیکھ لیں گے۔ بری صحبتوں سے ان کو دور رکھو۔ ان کی ہر ضد پوری نہ کرو۔ کوئی چیز دینے کے لائق ہو تو مانگنے سے پہلے دے دو کہ ضد کی صورت پیدا نہ ہو۔ ان سے ایسا برتاؤ کرو کہ وہ تم سے بے خوف نہ بنیں اور تمہارا ایک اشارہ ان کے لئے کافی ہو جائے۔ مار پیٹ نہ کرو۔ مار پیٹ اور بار بار کہنے سے بچے بے حیا ہو جاتے ہیں۔ ان کے ساتھ بے جا اور لغو باتیں نہ کرو۔ غلطی اور بھول کر بیٹھیں تو ان کو نرمی سے سمجھاؤ۔ غصہ میں کوئی ایسا بول نہ بولو کہ بعد میں پشیمان ہونا پڑے۔

ان کی برائی کسی کے سامنے نہ کرو۔ بات بات میں ان کا کہنا نہ مانو۔ دوسرا شخص ان کی طرف سے کچھ کہے تو پہلے اس کی تحقیق کر لو۔ پھر اس پر کوئی رائے قائم کرو۔ کسی کی گری پڑی چیز اٹھالائے تو فوراً اس کی جگہ رکھوا دو۔ بے ادب اور گستاخ نہ بناؤ۔ بڑوں کا ادب سکھاؤ۔ بات کرنے کی تمیز اور سلیقہ سکھاؤ۔ جھوٹ، چغلی، غیبت وغیرہ سے منع کرو۔ باہر کی باتیں گھر میں کہنے کی عادت نہ ڈلواؤ۔ سزا کے موقع پر مناسب اور حد میں رہ کر سزا دو۔ مار کر ہنسو نہیں بلکہ سنجیدہ بنی رہو۔ بے تکلفی سے ان سے باتیں نہ کرو۔ بات بات میں محبت ظاہر نہ کرو۔ ان سے زیادہ لاڈ نہ کرو۔ غیر مناسب طرف داری نہ کرو۔ سب بچوں کو برابر رکھو امتیاز نہ رکھو۔ ان کے ہاتھ میں پیسے نہ دو۔ ان کی ہر خواہش پوری نہ کرو یہ بہت بڑی بھول ہے۔ لڑکیوں کے پردہ کا خیال رکھو۔ سیانی ہو جانے کے بعد ہم عمر لڑکوں سے دور رکھو۔ اور ان سے میل ملاپ اور بات چیت نہ کرنے دو یہاں تک کہ تنہائی میں بیٹھنے تک کا موقع بھی نہ دو ہنسی مذاق سے منع کرتی رہو۔ بلا ضرورت گھومنے پھرنے سے روکو۔ اپنے ساتھ بھی ادھر ادھر روزانہ مت لے جاؤ کیونکہ اس طرح انکے دلوں میں گھومنے پھرنے کا خواہ مخواہ شوق پیدا ہو گا۔ آج وہ تمہارے ساتھ گئی تو کل دوسرے کے ساتھ جائے گی۔

ہر کام میں اس کے انجام پر نگاہ رکھو۔ ہر برے کام میں روک ٹوک کرتی رہو۔ ضرورت سے زائد آزادی کی عادت نہ ہونے دو۔کپڑے اور زیور تم اپنی مرضی کے مطابق پہناؤ۔ نماز پڑھنے اور قرآن پاک کی تلاوت کی تاکید کرتی رہو۔ اسلامی کتابیں پڑھاتی رہو۔ ادب' لحاظ اور تمیز سکھاتی رہو۔ زیادہ باتیں کرنا بیوقوفی کی علامت ہے کم سخن اور شرمیلی بچیاں بھلی لگتی ہیں اور یہی شرافت کی نشانی ہے۔ ان کو سست اور کاہل نہ بناؤ ان سے کام لیتی رہو۔کپڑے سینا سکھاؤ۔کھانے پکانے میں ان کو ساتھ رکھو۔ گھر کے کام کاج کراتی رہو۔ خانہ داری کا حساب سکھاؤ۔ جن جن باتوں کی ذمہ داریاں تمہارے اوپر ہیں وہی ذمہ داریاں کل ان کے ذمہ آپڑیں گی۔ لہٰذا ان ذمہ داریوں کا ان کو احساس دلاتی رہو۔ شائستہ اور سلیقہ مند عورتوں کے لئے یہ ساری باتیں ازحد ضروری ہیں۔ آج بچیوں کی محنت تم سے دیکھی نہیں جاتی توپھر آئندہ جب ان کو محنت کا پہاڑ اٹھانا پڑے گا توپھر تم سے کیا دیکھا جائے گا؟

بچوں کے بارہ سنہری قواعد

عقلمند اور مہذب مائیں جس طرح خود صبح سویرے بیدار ہو جاتی ہیں اسی طرح اپنے بچوں کو بھی صبح سویرے نماز کے وقت بیدار کرتی ہیں پھر خود نماز کی تیاری کرتی ہیں اور جو بچے نماز پڑھنے کے لائق ہوتے ہیں ان کو بھی نماز پڑھاتی ہیں اور جو بچے نماز کے لائق نہیں ہوتے ان کو ذکر و تسبیح پڑھواتی ہیں۔ نماز سے فارغ ہوکر خدائے پاک کی درگاہ میں ایمان پر قائم رہنے اور اسلامی احکام پر چلنے کی' علم حاصل کرنے کی' رزق میں برکت اور عمر میں برکت کی دعائیں مانگتی ہیں۔

اس کے بعد سب بچوں کو ایک صف میں کھڑا کرکے کلمہ پڑھانے کے بعد حسب ذیل باتیں ان سے کہلواتی ہیں۔

(۱) ہم اپنے ماں باپ' استادوں اور بزرگوں کی عزت کریں گے اور ان کی فرمانبرداری کریں گے۔

(۲) ہم اپنے چھوٹے بھائی بہنوں کے ساتھ پیار و محبت سے رہیں گے۔ ان کے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں گے۔

(۳) ہم اپنے بھائی بہنوں اور ساتھیوں سے کبھی بھی لڑائی جھگڑا نہیں کریں گے۔

(۴) ہم اپنے رشتہ داروں اور متعلقین سے محبت اور عزت واکرام سے پیش آئیں گے۔

(۵) ہم اپنی زبان سے کبھی بھی کوئی بری بات یا برا کلمہ نہیں بولیں گے۔

(۶) ہم سب مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھیں گے۔

(۷) ہم اندھے 'لنگڑے اور اپاہجوں کی مدد کریں گے۔

(۸) ہم کبھی تکبر اور غرور نہیں کریں گے۔ کسی کو برا لگے ایسا کوئی بول نہیں بولیں گے۔ کسی کا دل نہیں دکھائیں گے۔

(۹) ہم ہمیشہ سچ بولیں گے کبھی بھی جھوٹ نہیں بولیں گے کسی کو وعدہ دے کر اس کے خلاف نہ کریں گے اور اپنا کیا ہوا وعدہ پورا کریں گے۔

(۱۰) ہم کسی کی غیبت نہیں کریں گے کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی برائی نہیں کریں گے کبھی گالیاں نہیں دیں گے۔ کسی کو کبھی نہیں ستائیں گے۔

(۱۱) ہم کبھی چوری نہیں کریں گے۔ ہر برے کام سے دور رہیں گے۔

(۱۲) ہم غریبوں پر صدقہ خیرات کریں گے اور مصیبت زدوں کی مدد کریں گے۔ پان' بیڑی اور سگریٹ پینے کی عادت نہیں ڈالیں گے۔ اللہ اور اس کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر چلیں گے۔

پھر یہ نیک ماں رات کو سوتے وقت سب بچوں سے مذکورہ بالا وعدوں کے متعلق پوچھ گچھ کرتی ہے۔ اگر کسی بچہ کو مذکورہ بالا وعدوں میں سے کسی وعدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دیکھتی ہے تو اس کو پیار سے سمجھاتی ہے تنبیہ کرتی ہے اور مذکورہ بالا وعدوں پر عمل کرنے کی ترغیب اور شوق دلاتی ہے اور جو بچے ان وعدوں

کی پابندی کرتے ہیں ان کو شاباشی دیتی ہے اور ان کی ہمت افزائی کرتی ہے اور اس طرح بہت ہی سنجیدگی سے اپنی ذمہ داری ادا کرتی ہے۔

بچوں کو آپ کی انفرادی توجہ کی ضرورت ہے

"معصومیت" ہر بچے کی قدرتی صفت ہے۔ یہ شخصیت کے چند مثبت پہلوؤں' تعجب' تجسس' سیکھنے کی جستجو' بے ساختگی' قوت متخیلہ اور کھیل سے رغبت کی طرح بچپن سے عنفوان شباب تک ہر ایک میں موجود رہتی ہے۔ تاوقتیکہ وہ بے راہ رو نہ ہو جائے یا ظلم و زیادتی سے اسے دبا دیا جائے۔

اگر والدین بچوں کی عادات اور شخصیت کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں تو انہیں بچپن کے رسمی تصور کے برعکس اس بات کو تسلیم کرنا ہو گا کہ ہر بچہ معصوم' حسین' ذہین اور صرف لائق شفقت نہیں ہوتا۔ کچھ بچے فطرتاً مختلف ہوتے ہیں اور ممکنہ طور پر برائی کی طرف مائل ہو سکتے ہیں۔ ایسی صورت میں والدین اور اساتذہ انفرادی توجہ اور محبت کے ذریعے اس مشکل پر قابو پا سکتے ہیں۔

بعض اوقات بعض مائیں بچوں کی خوب اچھی بھلی تربیت کرتی ہیں۔ لیکن اس کے باجود بچے ان کو بہت تنگ کرتے ہیں۔ اور وہ پھر پریشان ہو کر بچوں کو ڈانٹنا اور کوسنا اور طعنے دینا شروع کر دیتی ہیں۔ کچھ مائیں تعویذ کرواتی ہیں' کچھ پانی پر دم کرواتی ہیں' وغیرہ وغیرہ۔ پھر ان بچوں کی تکلیفوں سے یہ ماں اتنی پریشان ہو جاتی ہے کہ خاندان کی جو بھی عورتیں اس عورت سے ملتی ہیں تو ان سب سے ایک ہی شکایت کرتی ہیں۔

کہ یہ بچے چین نہیں کرنے دیتے۔ سکون کا سانس نہیں لینے دیتے'
میں تو ان بچوں کی وجہ سے پریشان ہو گئی ہوں وغیرہ وغیرہ۔

ایسی ماؤں کو چاہئے کہ وہ اپنے ان جگر کے ٹکڑوں' معصوم نونہالوں کی زحمت کو نعمت اور مصیبت کو رحمت سے بدلنے کے لئے ہر بچے پر انفرادی توجہ دیں۔

مثلاً اگر آپ کسی بچے کو کچھ کہنا چاہتی ہیں تو دور سے نہ کہئے اس کے پاس نزدیک آکر اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کہئے بیٹا......... ایسا کر لو......... یوں کر لو' اس کے ساتھ ساتھ تھوڑی سی فضیلت اور فائدہ اس کی عمر کی مناسبت سے اس کو سمجھانے کی کوشش کیجئے' ان شاء اللہ تعالیٰ اس تدبیر پر عمل کرنے سے آپ بہت جلد بچوں کی عادتوں میں فرق محسوس کریں گی۔

مثلاً آپ صبح اٹھیں فجر کی نماز کے بعد ناشتہ تیار کیا۔ بچوں کو مدرسہ / اسکول بھیجنے کی تیاری میں لگ گئیں اب تک بچے تیار نہیں ہوئے تھے کہ اسکول کی وین آگئی۔ تو آپ کو بھی غصہ آئے گا اور آپ کے شوہر بھی ناراض ہوں گے اور بچے بھی آپ سے بد دل ہوں گے اور آپ بچوں کو زحمت اور مصیبت سمجھنے لگیں گی۔

لیکن اگر آپ ٹھنڈے دل سے غور کریں' اور اچھی طرح سوچیں تو ضرور آپ کو اپنی ہی غلطی محسوس ہوگی۔ کہ آپ نے بچے پر انفرادی توجہ نہیں دی' وہ اس طرح کہ آپ نے باورچی خانہ ہی سے زور' زور سے آوازیں دینی شروع کر دی کہ بیٹا! اٹھو اسکول جانا ہے۔ جلدی کرو۔ سات بج گئے۔

ظاہر بات ہے وہ آپ کی ایک ہی آواز پر اٹھ کر نہ کھڑا ہو گا' نہ پیشاب وغیرہ سے فارغ ہو گا' نہ ناشتہ کرے گا' نہ لباس بدلے گا' جس سے آپ کا غصہ اور بڑھے گا اور آپ خود اپنے آپکو اس طرح تسلی دے کر مطمئن ہوں گی کہ میں آدھ گھنٹے سے اٹھا رہی ہوں' لیکن یہ بچے بات ہی نہیں مانتے۔ پتہ نہیں کیسے نالائق بچے ہیں' شوہر صاحب یہ سن کر بچوں کی پٹائی کریں گے۔ اپنی امی کی بات کیوں نہیں مانتے' اور بچے روتے دھوتے اسکول کی وین میں بیٹھ جائیں گے۔ اور امی اور ابو کو ظالم سمجھتے ہوئے' گھر سے روانہ ہو جائیں گے۔ اگر اسکول یا مدرسے میں استادوں نے بھی ان سے ایسا ہی سوکھا رویہ رکھا تو یہ بچے اپنے آپ کو بدقسمت سمجھ کر یہ سمجھیں گے کہ دنیا میں ہمارا کوئی نہیں' کاش ہم جلدی مرجائیں۔ حالانکہ اس میں سب سے بڑی غلطی یہ ہوئی کہ

"ماں نے توجہ نہ دی"۔

اگر یہی ماں بستر پر آ کر پیار و محبت سے بچے کو اٹھاتی' دعا پڑھواتی' اسکول اور مدرسہ میں جانے کی اہمیت بتاتی' اپنے ہاتھوں سے منہ دھلواتی' ناشتہ کرواتی' رات ہی سے بچوں کے کپڑوں پر استری کرلیتی' جوتوں پر پالش کرلیتی' ہوم ورک پورا کروالیتی' خوش قسمتی سے بچہ حافظ بن رہا ہو تو اس کا سبق یاد کروالیتی تو اب خود بھی صبح ذہنی طور پر فارغ ہوتی اور ہر بچے پر انفرادی توجہ بھی دے سکتی اور بچہ بھی ذہنی طور پر تیار رہتا کہ میری تیاری مکمل ہے ورنہ ماں اس لئے پریشان ہے کہ بچوں کے یونیفارم ابھی تک دھل کر سوکھے نہیں یا استری نہیں ہوئے یا شوہر کے لئے ٹفن تیار نہیں' اس لئے جلدی جلدی کرے گی اور اس میں خود بھی پریشانی اٹھائے گی اور بچے بھی پریشان ہوں گے' اور بچوں کا ہوم ورک نہیں ہوا ہو گا تو وہ استانی صاحبہ سے ڈرتے ہوئے اسکول نہ جانے کے بہانے بناتے ہوئے تاخیر کریں گے تاکہ اسکول کی گاڑی چلی جائے' لہٰذا اگر بچوں کی والدہ ہر بچے پر انفرادی توجہ دے اور رات ہی سے تیاری کر لے تو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت سی پریشانیاں دور ہو جائیں' بچے بھی خوش رہیں گے امی بھی خوش اور ابو بھی خوش .... ورنہ آپ روزانہ اپنے بچوں سے جھگڑتی رہیں گی جس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ شوہر سمجھیں گے کہ جہاں بچوں کا قصور ہے وہاں بیوی کا بھی قصور ہے اس کو بچوں کی تربیت کا طریقہ ہی نہیں آتا' اس کے اندر ماں کی مامتا ہی نہیں ہے' پھر شوہر اپنی والدہ یا بہنوں سے کہے گا یا وہ خود دیکھتی رہیں گی کہ بھابھی کا صبح ہوتے ہی بچوں سے جھگڑا چلتا رہتا ہے تو وہ بھائی کو یہ سمجھائیں گی کہ بچاری یہ کیا کرے اس کی ماں نے اس کی اچھی طرح تربیت ہی نہیں کی' اس کی ماں اور اس کی بہنیں بھی ایسی ہی ہیں۔

دیکھا آپ نے .... تھوڑی سی آپ کی توجہ نہ دینے سے آپ کی والدہ اور بہنوں پر الزام آگیا اب اگر آپ اپنی غلطیوں پر توجہ دینے کے بجائے یوں سوچیں گی۔

ہائے میرا مقدر............ شوہر بھی اچھے نہیں ملے' ساس بھی اچھی نہیں ملی............ نند و دیورانی جیٹھانی بھی اچھی نہیں ملیں............ اور اپنے بچے بھی ایسے ظالم ملے کہ سب جگہ میری اور میرے والدین کی بدنامی کرواتے ہیں۔

حالانکہ اگر آپ اپنی اصلاح کی فکر کر لیں اور باورچی خانہ ہی سے زور زور سے چلانا شروع نہ کریں اور اٹھو بیٹا اٹھو دیر ہو گئی "جلدی کرو............ جلدی کرو"' وغیرہ کہنے کی بجائے اچھی طرح بستر پر آکر اس پر سورہ فاتحہ دم کر کے اس کو اٹھائیں کھڑکی کھول کر صبح کا اجالا اس کو دکھلائیں اسکول سے ڈرانے کے بجائے اس کا ذہن کسی اور چیز میں مشغول کرنے کی کوشش کریں جس چیز میں اس کو دلچسپی ہے وہ یاد دلائیں۔

بیٹا تمہارا وہ کھلونا جس سے رات تم کھیل رہے تھے کہاں رکھا تھا؟ تمہیں رات کو میں نے جو دعا یاد کروائی تھی وہ یاد ہو گئی؟ وہ قلم تم کو بہت اچھا لگا تھا وہ وہاں رکھا ہے اٹھا کر لے آنا؟

پھر اس سے باتیں کر کے اس کو اٹھائیں خود ہی باتھ روم میں لے جائیں اس کو ہنسانے کی کوشش کریں 'کسی طرح مدرسہ جانے کا فائدہ اور اہمیت بتلائیں جو چیز اس کو پسند ہوں اس کا شوق دلوائیں کہ تم کو مدرسہ میں ہم چپس دیں گے یا فلاں فروٹ دیں گے وغیرہ وغیرہ تاکہ وہ خوشی سے آمادہ ہو جائے۔

تو آپ کے شوہر بھی آپ سے خوش ہوں گے۔ بچوں کو بھی شفقت اور مامتا ملے گی اور آپ کی ساس اور دیورانی جیٹھانی بھی آپ سے خوش ہوں گی' اور سب خاندان کی عورتیں کہیں گی کہ فلانی .... سے سبق سیکھو کیسے اس کے بچے اس کی بات مانتے ہیں اور یہ لوگ کیسے گھر میں راحت سے رہتے ہیں۔ یاد رکھئے!

ماں سمجھ داری اور ہوش مندی سے کام لے 'بہت جلدی غصہ میں نہ آئے' بچوں سے دلی محبت کرے' ان کے عیبوں اور غلطیوں کو چھپانے کی کوشش کرے'

طریقے اور سلیقے سے ہر کام کرے' خود تکلیف برداشت کرے' وقت سے پہلے اٹھ جائے' جو کام بچوں کے اٹھنے سے پہلے کرنے کے ہیں وہ پہلے کر لے تاکہ ان کے اٹھنے کے بعد پوری توجہ ان پر دی جا سکے' تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہر گھر خوشیوں کا ٹھکانہ اور جنت کا نمونہ بن جائے۔

لیکن غلطی یہاں ہوتی ہے کہ ماں وقت سے پہلے اٹھتی نہیں پہلے سے دوسرے کاموں کی تیاری نہیں کرتی اور سب کام ایک ساتھ کرنا چاہتی ہے جیسے چھوٹے بچے کی صفائی ستھرائی۔

بڑے بچے کے اسکول کے کپڑوں پر استری۔

شوہر کو ٹفن دینا۔

بچیوں کیلئے ناشتہ تیار کرنا۔

اب ان سب کاموں کو ایک ساتھ کرنے کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اپنا ذہن ٹینشن اور پریشانی میں رہتا ہے' اور بچے ماں کے عدم توجہی کی وجہ سے آپس میں لڑائی جھگڑا شروع کر دیتے ہیں اب ماں کیلئے ایک اور نیا کام وجود میں آجاتا ہے ادھر چھوٹا بچہ باتھ روم میں سے آواز دے رہا ہوتا ہے۔ مجھے دھلوا دو شوہر ان جھگڑوں سے پریشان ہو کر بچوں کو رحمت کے بجائے زحمت اور نعمت کے بجائے مصیبت سمجھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان ماؤں کو سلیقہ اور طریقہ عطا فرمائے۔

لہٰذا آپ ہماری ان گزارشات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور ان پر عمل کرنے کی نیت سے آج ہی سے ہر بچے پر انفرادی توجہ دیں ان شاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں آپ بہت بڑا فرق محسوس کریں گی۔

ماں کا اثر بچوں پر

درحقیقت بچہ سب سے زیادہ جس چیز سے اثر لیتا ہے وہ ماں ہے لہٰذا ماں اپنے اندر اخلاق حمیدہ پیدا کرنے کی پوری کوشش کرے اور اپنے بچوں کی کسی بات کو

معمولی نہ سمجھیں آپ کا بچہ گھر میں یا گھر کے باہر جو کچھ کرتا ہے اس کا آپ کو علم ضرور ہونا چاہئے لیکن بچے کو یہ معلوم نہ ہو کہ اس کی کڑی نگرانی کی جارہی ہے اس سے تو وہ گھٹ کر رہ جائے گا اور کھل نہ سکے گا۔ اسی طرح بچے کے پاس ایسی کوئی نئی چیز دیکھیں جو نہ تو آپ نے اسے دی ہو اور نہ کسی رشتہ دار یا باپ کی طرف سے اسے ملی ہو تو اسکی تحقیق ضرور کریں۔ بعض والدین بچے کے صرف یہ کہنے سے کہ یہ راستہ میں پڑا مل گیا یا انہیں کسی ساتھی یا دوست نے ہدیہ دیا ہے ان کی بات تسلیم کر لیتے ہیں اور تحقیق کی زمہ داری پورے کرنے کی' اپنے آپ کو بالکل بھی تکلیف نہیں دیتے۔ حالانکہ یہ ایک طبعی اور فطری بات ہے کہ اگر خدانخواستہ بچے نے چوری کی ہے تو وہ اپنی چوری چھپانے کے لئے اس طرح کے جھوٹے دعوے بھی کرے گا تاکہ اس پر الزام نہ آئے اور وہ رسوائی سے بچ جائے' اور یہ بھی فطری بات ہے کہ جب بچہ یہ دیکھے گا کہ اس کا نگران اور مربی باریک بینی اور تحقیق سے کام نہیں لیتا اور اس کے سلسلہ میں پورا اہتمام نہیں کر رہا ہے تو بچہ مجرمانہ زندگی میں اور زیادہ منہمک ہو جائے گا۔

اور اس سے بھی زیادہ بری بات یہ ہے کہ بچہ اپنے والدین میں سے کسی ایک کو چوری پر آمادہ کرتا یا اس پر جری کرتا ہوا پائے گا تو اس صورت میں بلاشبہ وہ بچہ جرم میں پکا ہو جائے گا اور چوری اور مجرمانہ زندگی میں اور زیادہ پھنس جائے گا۔

ایک شرعی عدالت نے ایک چور پر چوری کی سزا نافذ کرنے کا حکم دے دیا' اور پھر جب سزا پر عمل در آمد کا وقت آگیا تو اس چور نے لوگوں سے بآواز بلند کہا' میرا ہاتھ کاٹنے سے پہلے میری والدہ کی زبان کاٹ دو' اس لئے کہ میں نے زندگی میں پہلی مرتبہ اپنے پڑوسی کے یہاں سے ایک انڈے کی چوری کی تھی تو میری والدہ نے مجھے نہ تنبیہ کی اور نہ مجھے یہ حکم دیا کہ میں وہ انڈا پڑوسی کو واپس کر دوں' بلکہ وہ چہچہانے لگیں اور اس نے کہا۔ خدا کا شکر ہے کہ اب میرا بیٹا پورا آدمی بن گیا ہے' اگر میری ماں کے پاس جرم پر چہچہانے والی زبان نہ ہوتی تو آج میں معاشرہ میں چور نہ بنتا۔

اسی سلسلے میں ایک واقعہ احادیث کی کتابوں میں آتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ رات کو گشت فرما رہے تھے کسی مکان کے سامنے سے گذرتے ہوئے ان کے کانوں میں یوں آواز آئی کہ بیٹی دودھ میں پانی ملا لو یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آواز کی طرف متوجہ ہوئے پھر غور کرنے پر معلوم ہوا کہ ماں بیٹی آپس میں دودھ میں پانی ملانے پر بات کر رہی ہیں جب ماں نے بیٹی سے یہ کہا کہ پانی ملا لو تو بیٹی نے جواب دیا کہ یہ تو جرم ہے خلیفہ نے اس سے منع کیا ہے ماں نے کہا کہ بیٹی کونسا خلیفہ ہمیں دیکھ رہا ہے تو (آفرین ہے اس بیٹی پر) بیٹی نے کہا کہ فاین اللہ

اللہ کہاں ہے یعنی اللہ تو دیکھ ہی رہا ہے۔ یہ باتیں سن کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر تشریف لے گئے اور اپنے بیٹے حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ تم اس لڑکی (یعنی وہ لڑکی جس کی بات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنی تھی) سے نکاح کر لو حضرت عاصم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے نکاح کر لیا اور بعد میں اسی نسل سے عمر ثانی حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے جن کے کارنامے دنیائے اسلام کبھی نہیں بھول سکتی۔

مذکورہ بالا تمام باتوں سے مقصود اس بات کا احساس دلانا ہے کہ ماں کا اثر بچے پر بہت پڑتا ہے چنانچہ ماں اگر نیک ہے تو بچہ بھی نیک ہوگا اور ماں اگر بری عادات واخلاق کی مالکہ ہے تو یہی چیزیں بچے کے اندر منتقل ہوں گی۔

کسی نے کیا خوب کہا ہے

وليس النبت ينبت في جنان كمثل النبت ينبت في الفلاة

وہ گھاس جو کہ باغوں میں پیدا ہوتی ہے وہ اس گھاس کی طرح نہیں ہوسکتی جو جنگلات میں پیدا ہوتی ہے۔

وهل يرجى لأطفال كمال إذا ارتضعوا ثُدِيَّ الناقصات

اور کیا ایسے بچوں سے کسی کمال کی توقع کی جاسکتی ہے جو ناقص عورتوں کے سینہ سے دودھ پئیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین رحمہم اللہ علیہم اجمعین جن صفات کے حاملین تھے وہ انہیں ان کی والدہ سے ورثے میں ملی تھیں۔ چند اصحاب کے متعلق ہم لکھتے ہیں۔

(۱) حضرت زبیر بن العوام ﷛ اپنی بزرگی میں اپنی والدہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب کے مقروض ہیں جنہوں نے عمدہ اور بہترین اخلاق کو ان کی عادت بنا دیا۔

(۲) حضرت عبداللہ' منذر اور عروہ رحمہم اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین حضرت زبیر ﷛ کے تینوں صاحبزادے اپنی ماں اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لگائے ہوئے پھل ہیں جن میں سے ہرایک یکتائے روزگار اور بلند مقام والا ہے۔

(۳) حضرت علی ﷛ بن ابی طالب نے حکمت کمال اور بہتر اخلاق اپنی والدہ فاطمہ بنت اسد کے سینے سے سیکھے۔

(۴) حضرت عبداللہ بن جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو عرب کے سخیوں کے سردار اور نوجوانون میں سب سے زیادہ نیک طینت ہیں کی پرورش بھی انکی والدہ اسماء بنت عمیس نے کی اور ان کے بہترین اخلاق اور کمال کی ایسی تکمیل کی جن کی خود حضرت اسماء مالکہ تھیں اور جو عام مسلمان خواتین کی خصوصیت تھیں۔

(۵) حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے اپنی والدہ ھندہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عتبہ سے میراث میں وہ قوت اور تیز ذہن حاصل کیا جو انہیں اپنے والد ابو سفیان ﷛ سے نہ مل سکا۔

جب ھندہ (ان کی والدہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بچپن میں ان کی شرافت اور ذہانت کے موج کو دیکھا اور ان سے کہا گیا کہ اگر یہ بچہ زندہ رہا تو اپنی قوم کا سردار ہو گا تو کہنے لگیں کہ میں اس کو روؤں یعنی اسے موت آئے اگر یہ اپنی قوم کا سردار نہ بنے۔

اسلام نے ذمہ داریوں کے تحمل کے سلسلہ میں بچوں کی تربیت کی بڑی ذمہ داری والدین پر ڈالی ہے۔اور ان کو اس بات کا پابند کیا ہے کہ وہ بچوں کی ایسی کامل تربیت کریں جس کے نتیجہ میں وہ زندگی کی ذمہ داریوں کو سنبھال سکیں۔

لہٰذا اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کی گودوں میں پلنے والے بچوں میں نورالدین زنگی ﷫' شیخ عبدالقادر جیلانی ﷫' مولانا محمد الیاس کاندھلوی رحمہ اللہ اور مولانا

اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ علیہ جیسی صفات پیدا ہوں تو خود کو اور اپنے شوہر کو دین دار اور اچھے اخلاق و معاملات والا بنانے کی بھرپور کوشش کریں اور اس مقصد کے حصول کیلئے اپنی سی تدبیر کے ساتھ خوب دل لگا کر دعائیں بھی مانگیں۔

بچہ کے ساتھ والدین کا نامناسب اور برا برتاؤ کرنا

علماء تربیت کا تقریباً اس پر اتفاق ہے کہ والدین اور تربیت کرنے والے حضرات اگر بچے کے ساتھ سخت و ترش رویہ اختیار کریں گے اور مار پیٹ اور ڈانٹ ڈپٹ کر اس کو ادب سکھائیں اور وہ ہمیشہ ذلت و رسوائی کا نشانہ بنا رہے اس کی تحقیر و تذلیل کی جاتی رہے مذاق اڑایا جاتا رہے تو اس کا ردعمل اس کے عادات و اخلاق میں ظاہر ہو گا اور اسکے کام کاج میں خوف و ڈر کی جھلک نمایاں ہوگی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ نوبت خودکشی یا والدین کے ساتھ لڑائی جھگڑے اور قتل تک پہنچ جائے یا وہ گھر سے اس لئے بھاگ جائے۔تاکہ اس ظالمانہ سختی اور مار پیٹ کی اذیت سے بچ جائے۔

جب بچے کی یہ حالت ہوگی تو اگر ایسی صورت میں ہم اس کو معاشرہ میں مجرم شخص بنتا دیکھیں اور اس کی زندگی میں انحراف اور بدکرداری نمایاں پائیں تو اس پر ذرا سا بھی تعجب نہ ہو گا اور اس میں کج روی' بدکرداری اور بے حیائی اور ٹیڑھا پن پیدا ہونے میں ذرا بھی حیرت نہ ہوگی۔

اسلام اپنی ان تعلیمات کے ذریعہ جو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے قابل عمل ہیں۔ تربیت کرنے والوں اور رہنمائی و اصلاح کے ذمہ داروں اور خصوصاً ماں باپ کو یہ حکم دیتا ہے کہ وہ بلند اخلاقی' نرم مزاجی 'شفقت و رحم دلی کا مظاہرہ کریں' تاکہ اولاد کی نشوونما صحیح ہو سکے 'اور ان میں جرات و استقلال اور خود اعتمادی پیدا ہو۔اور وہ یہ محسوس کریں کہ وہ قابل احترام شخصیت اور عزت و مرتبہ کے مالک ہیں۔

بے شک اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو اولاد کی صحیح ترین تربیت کا درس دیتا ہے لہٰذا ہمیں اپنے اولادوں کی تربیت ان ہی خطوط پر کرنی چاہئے ۔اولاد کی تربیت

میں سب سے بڑا کردار ماں اور باپ کا ہوتا ہے اگر ماں باپ چاہیں تو ان کے بچے بھی بڑے ہو کر محمد بن قاسم ﷺ اور طارق بن زیاد رحمہ اللہ علیہ کی طرح دینی و دنیوی کارنامے انجام دے سکتے ہیں یہ تو حقیقت ہے کہ اولاد کی پہلی تربیت گاہ ماں کی گود ہوتی ہے اس لئے ماں پر بہت زیادہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرے لیکن کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ بچوں کی کسی فضول ضد پر یا بات نہ ماننے پر یا مستقل تنگ کرنے پر بہت غصہ آتا ہے اور اس پر ماں کے منہ سے ایسے غلط اور تباہ کن کلمات نکل جاتے ہیں جو بچے کی آئندہ زندگی پر بہت برے اثرات مرتب کرتے ہیں مثلاً

"کاش تو پیدا ہوتے ہی مر گیا ہوتا"
"کاش تو میری اولاد ہی نہ ہوتا"
"اللہ کرے تیری اولاد بھی تجھے یوں ہی ستائے" وغیرہ وغیرہ

اور ان بددعائیہ کلمات کے علاوہ جرم سے زیادہ سخت سزا دینا مثلاً قمیص اتار کر گھر کے باہر کھڑا کر دینا کھانا نہ دینا' اسٹور روم میں بند کر دینا وغیرہ اس کے علاوہ مار مار کر ادھ موا کر دینا' چہرے پر یا جسم پر ایسا تھپڑ لگانا کہ نشان ظاہر ہو جائے' پتلی چھڑی یا اسکیل سے ایسے مارنا کہ خون جم جائے وغیرہ وغیرہ۔

ان سب عوامل سے ضرور بچا جائے اور اگر بچے کی ہٹ دھرمی پر بہت زیادہ غصہ آئے تو خاموش ہو جائے اس لئے کہ خاموشی غصہ دبانے کا بہترین علاج ہے' رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

اذا غضب احدکم فلیسکت (مسند احمد کتاب مسند بنی ہاشم حدیث نمبر ۲)

قرآن کریم میں وارد اللہ پاک کے اشادات کو سوچے اور اس کی دوسروں کو دعوت دے اسی طرح ان آیات مبارکہ کو بڑے حروفوں میں لکھ کر کمرے میں کسی اونچی جگہ اس طرح لگائے کہ آتے جاتے بیٹھے اٹھتے اس پر بار بار نظر پڑے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

﴿ اِنَّ اللّٰہ یَامُرُ بِالْعَدْلِ و الاحْسَانِ وَ اِیْتَآئی ذِی الْقُرْبٰی . ﴾ (النحل۔ ۹۰)

اللہ حکم کرتا ہے انصاف اور بھلائی کرنے کا اور قرابت والوں کو دینے کا۔

نیز ارشاد ربانی ہے:

﴿ "وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَ الْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ. و اللّٰہ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ . ﴾ (آل عمران۔ ۱۳۴)

اور وہ لوگ جو غصہ کو دبالیتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں کو چاہتا ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے:

﴿ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا . ﴾ (البقرہ۔ ۸۳)

اورسب لوگوں سے نیک بات کہو۔

نیز فرمایا:

﴿ وَلَوْ کُنْتَ فَظًّا غَلِیْظَ الْقَلْبِ لا نْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِکَ . ﴾ (آل عمران-۱۵۹)

اور اگر آپ ہوتے تند خو سخت دل تو متفرق ہو جاتے آپ کے پاس سے۔

امام بخاری رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

"إن اللّٰہ یحبُّ الرفق في الأمر کله."

اللہ تعالیٰ ہر معاملے میں نرمی کو پسند فرماتے ہیں۔

(صحیح البخاری کتاب الادب الحدیث نمبر۵۵۶۵)

امام احمد و امام بیہقی نبی کریم ﷺ کا فرمان مبارک نقل کرتے ہیں کہ:

"إذا أراد الله تعالى بأهل بيت خيرًا أدخل عليهم الرفق، وإن الرفق لو كان خلقًا لما رأى الناس خلقًا أحسن منه، وإن العنف لو كان خلقًا لما رأى الناس خلقًا أقبح منه."

"اللہ تعالیٰ جب کسی گھر والوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو ان میں نرمی پیدا کرتے ہیں اور نرمی ورفق اگر بالفرض کوئی مخلوق ہوتی تو ایسی خوبصورت ہوتی کہ لوگوں نے اس سے خوبصورت کوئی اور مخلوق نہ دیکھی ہوتی اور سختی اگر کسی مخلوق کی شکل میں ہوتی تو ایسی قبیح ہوتی کہ مخلوق نے اس سے زیادہ بد منظر کوئی مخلوق نہ دیکھی ہوتی"۔

اللہ پاک اور حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق ہمیشہ بچے کے ساتھ نرمی کا معاملہ رکھے اور اس میں نیت صرف اللہ کو راضی کرنے کی کریں کوئی اور نیت نہ ہو اس طرح اللہ راضی ہوتے ہیں اور جب اللہ ہی راضی ہوگئے تو یقیناً بچے کی صحیح تربیت ہوگئی اللہ پاک بچے کے دل میں آپ کی حقیقی محبت بھی ڈال دیں گے۔ اور بچہ کے دل میں آپ کی بات ماننے کا جذبہ پیدا ہو جائے گا۔

• بچے کا ذہن چونکہ ہر بات کا اثر جلدی لے لیتا ہے اس لئے بچے کے سامنے کبھی کسی سے ناشائستہ گفتگو نہ کریں، لڑائی جھگڑا نہ کریں جھوٹ نہ بولیں کم قسمتی سے اکثر یوں ہوتا ہے کہ کسی بچے کی ماں اپنے بچے کے سامنے پڑوس کی عورتوں سے لڑتے ہوئے نازیبا الفاظ کہہ دیتی ہے یا اپنے بچے کے سامنے اپنی ساس یا دیورانیوں اور نندوں وغیرہ سے اکثر جھگڑتی رہتی ہے۔ کسی ایسے کا فون آگیا جس سے بات کرنے کو دل نہیں چاہتا تو بچے کے ذریعے یہ کہلوا دیتی ہے کہ امی گھر پر نہیں ہیں۔

یہ سب چیزیں بچے کے معصوم ذہن پر بہت جلدی نہایت برے اثرات ڈالتی ہیں۔

ان سب باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے بچے اور دوسروں کے بچوں سے بھی نہایت ملائمت اور نرمی کا معاملہ رکھیں اور بچے کے دل میں یہ احساس اجاگر کرنے کی کوشش کریں کہ وہ آپ پر مکمل اعتماد کرے اور آپ سے ہر بات میں مشورہ کرے اور آپ کی رائے کا احترام کرے کوئی چیز استعمال کرنے سے پہلے آپ سے پوچھ لے کوئی چیز کھانے سے پہلے آپ کی اجازت ضرور لے لے۔

دیکھئے حضور اکرم ﷺ نے ایک حدیث مبارک میں عورتوں کی قابل تعریف دو باتوں کا تذکرہ فرمایا۔ آپ پڑھنے سے پہلے یہ دعا کر لیجئے کہ اے اللہ! یہ دو باتیں میرے اندر اور تمام مسلمان بہنوں میں پیدا فرما دے اور ہو سکے تو دو رکعت نفل نماز پڑھ کر اللہ سے دعا مانگئے کہ اے اللہ یہ دو صفتیں جو قریش کی بہترین عورتوں کی صفتیں ہیں ہم سب بہنوں میں پیدا فرما۔

غور کیجئے جس کو حضور اکرم ﷺ نے بہترین عورتوں کی صفات میں شمار کیا ہو وہ کتنی اہمیت کی حاصل ہو گی۔

پہلی صفت أحناه علی ولد في صغره

بچپن میں اولاد پر سب عورتوں سے زیادہ شفقت رکھتی ہیں۔

حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب دامت برکاتہم تحفہ خواتین کتاب میں لکھتے ہیں اس حدیث مبارکہ میں لفظ ''ولد'' کا ذکر ہے جس کے معنی ہے مطلق اولاد اگر لفظ ولدھا ہوتا تو حدیث میں شفقت سے پالنے کی فضیلت صرف عورت کی اپنی اولاد تک محدود رہ جاتی' اپنی اولاد کے علاوہ دوسرے بچوں پر شفقت کرنے کی فضیلت بتانے کے لئے حدیث میں مطلقاً لفظ ولد لاکر اس طرف اشارہ فرمایا کہ جو بچہ بھی عورت کی پرورش میں آجائے اپنا ہو یا دوسری عورت کا اسے شفقت سے پالنا خیر وخوبی اور فضیلت اور ثواب کی بات ہے۔ (ماخوذ از تحفہ خواتین ص ۴۲۵)

وضاحت: اس سے معلوم ہوا کہ اس فضیلت کو حاصل کرنے کیلئے ہر چھوٹے بچے سے محبت کرنی چاہئے' مثلاً جس طرح آپ اپنے بچوں کو پیار کرتی ہیں اسی طرح آپ بھابھی اور نند کے بچوں کو بھی پیار کریں کوئی بھی بچہ آپ کے گھر آئے تو خالی ہاتھ نہ جائے سر پر ہاتھ رکھ کر اس کو ضرور اپنی گنجائش کے موافق کوئی بسکٹ وغیرہ دیں اور شفقت و محبت سے کوئی ایک ادب' یا اچھی بات سکھا کر دعا دیجئے بیٹا اللہ تم سے دین کا کام لے' تم کو حافظ بنائے' امی کو سلام کہنا' راستہ میں جاتے ہوئے خیال سے جانا۔
اسی طرح اگر آپ کی نند یا بھابھی کے بچے نے آپ کی غفلت یا اس کی والدہ کی غفلت سے ڈرائنگ روم میں پیشاب کر دیا یہ بہت بڑی جہالت ہوگی کہ آپ اتنی چھوٹی سی بات پر گھر میں جھگڑا کروائیں' یہ سوچ لیں اگر یہ غلطی آپ کے اپنے بیٹے سے ہو جاتی تو.........؟ یا یہ سوچ لیں قالین دھل سکتا ہے یا نیا خریدا جا سکتا ہے لیکن جھگڑے سے جو دلوں میں زخم لگیں گے ان کو کبھی بھرا نہیں جا سکے گا اور پتہ نہیں یہ جھگڑا لمبا ہو اور کہاں کہاں اسکے اثرات جائیں اور گھر سے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کو کتنا دور کر دیں' لہٰذا اپنے بچوں پر بھی شفقت کیجئے اپنے رشتہ داروں کے بچوں پر بھی اپنے ملازمین کے بچوں پر بھی شفقت کیجئے' ملازمین کے بچے اگر تعلیم حاصل نہیں کر سکتے تو اس سلسلے میں ان کے ساتھ ضرور تعاون کیجئے۔ اسی طرح اپنے شوہر کے وہ بچے جو دوسری عورت سے ہوں (خواہ اس کی اس بیوی سے ہوں جو وفات پا چکی یا طلاق لے چکی یا اس بیوی سے ہوں جو اس وقت بھی اسکے نکاح میں موجود ہو) ان بچوں کو محبت وشفقت سے پالنا ان کی خوراک و پوشاک کا خیال رکھنا اور ان کو دیندار بنانا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔
اگر نسوانیت اور نفسانیت کے جذبات مذکورہ بچوں کی خدمت سے روکیں تب بھی ایمانی جذبات کے پیش نظر ان کی خدمت کریں'
اسی طرح دوسری صفت شوہر کے مال کی حفاظت کرنا یہ بھی ایک مسلمان عورت کی بہت ہی مبارک صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ میں اور تمام مسلمان بہنوں میں پیدا

فرمائے (اس کے لئے ہر مسلمان عورت کو چاہئے کہ تحفہ دلہن کتاب کا ضرور مطالعہ عمل کی نیت سے کرے ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے بہت ہی فائدہ ہوگا) حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب دامت برکاتہم اس صفت کے متعلق تحفہ خواتین میں لکھتے ہیں۔

آپ ان سطور کو پڑھنے سے پہلے دعا ضرور کرلیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو عمل کی توفیق نصیب فرمائے .... لکھتے ہیں:

"ایک یہ تعریف فرمائی کہ دوسری عورتوں کے مقابلہ میں شوہر کے مال کی حفاظت اور نگہداشت بہت زیادہ کرتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ شوہر کے مال کی نگرانی اور حفاظت کرنا اور طریقہ وسلیقہ سے خرچ کرنا، تدبیر اور انتظام کا لحاظ کرتے ہوئے گھر کے اخراجات چلانا بھی دینداری کی بات ہے۔ شوہر کا کام ہے کمانا اور گھر میں لانا وہ ہر وقت گھر میں نہیں بیٹھ سکتا لا محالہ عورت کی تحویل میں مال چھوڑنا پڑتا ہے۔ اب یہ عورت کی دینداری اور سمجھ داری ہے کہ اخراجات میں شوہر کی ہمدردی کرے، امانت داری کے ساتھ اپنے اوپر اور شوہر کی اولاد پر اور اسکے ماں باپ پر خرچ کرے۔

بچوں کو دھمکی نہ دیجئے

برائے مہربانی ایک مسلمان ماں ہوتے ہوئے آپ کیلئے کسی طرح یہ زیبا نہیں دیتا کہ آپ چھوٹے معصوم بچوں کو امت محمدیہ کے ہونہار نونہالوں کو کسی غلطی اور کوتاہی پر دھمکی دیں، خصوصاً ایسی دھمکی جس سے وہ آپ کو بے رحم ظالمہ اور جابرہ سمجھنے لگے مثلاً

"اگر اب تم نے کیا تو تمہارے باپ کو بتا دوں گی"۔

"اب یوں کیا تو گھر سے نکال دوں گی"۔

"اگر اب ضد کی تو کتے کو دے دوں گی"۔

''اب کیا تو بھاؤ (بھکاری) کو بلاؤں گی''۔

یا ''اندھیرے کی طرف اشارہ کرکے کہنا کہ بھوت کے، پاس لے جاؤں گی۔''

توبہ توبہ .... کبھی بھی ایسا نہ کیجئے اگر خدانہ کرے آپ کے اندر یہ مرض ہے تو دو رکعت نفل پڑھ کر توبہ کیجئے اور رو رو کر اللہ سے دعا مانگئے۔ کہ اے اللہ مجھے ان بری عادتوں سے نجات دیجئے اس کے ساتھ ساتھ یاد رکھئے اس طرح دھمکی دینے سے اصلاح تو ہرگز نہ ہوگی ہاں تین بڑے نقصان ضرور ہوں گے جو اس بچے کے حال اور مستقبل پر اثر انداز ہوں گے مثلاً اگر آپ نے بچے کو اس کے باپ کی دھمکی دی تو اس طرح سے آپ نے اپنی حیثیت تو بچے کی نظروں میں بالکل ختم کر دی۔ اور بچے کے ذہن میں اپنے باپ کا تصور ظالم اور بے رحم ہونے کا بیٹھ جائے گا۔ اللہ تعالیٰ بچے کے والد (آپ کے شوہر) کو لمبی زندگی عطا فرمائیں اگر وہ خدانخواستہ اللہ کے پاس پہنچ جائیں یا کہیں سفر پر چلے جائیں تو بچہ آپ کے ہاتھ سے نکل جائے گا' کیوں کہ آپ کا کوئی مقام اس کے ذہن میں ہے ہی نہیں لہٰذا باپ کی دھمکی دے کر اپنا مقام نہ کھوئیں بچہ کو جس برائی کرنے پر تنبیہ کرنی ہو تو (باپ کی دھمکی کے بجائے) اس برائی کی قباحت بچہ کے دل میں بیٹھانے کی کوشش کریں اور سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے سمجھائیں اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ سے دعا بھی مانگئے کہ اللہ اس کے دل میں اس برائی کی مذمت ڈال دے۔

(۲) (گھر سے نکال دوں گی) کی دھمکی بچے کے معصوم ذہن کو نہایت منتشر کر دیتی ہے بچوں کی نفسیات کے ماہرین سے یہ معلوم ہوا کہ ایسی صورتحال میں اکثر بچہ ماں باپ پر عدم اعتماد کا شکار ہو جاتا ہے اور یوں سوچنے لگتا ہے۔ کہ

اب میں کہاں جاؤں گا' کون مجھے اپنے گھر رکھے گا اور وہ آسرا ڈھونڈنے لگتا ہے کہ فلاں رشتہ دار چاچا چاچی یا ماما ممانی شاید مجھے اپنے گھر میں رکھ لیں' اور اپنے گھر سے وحشت اس کے دل میں بیٹھ جائے گی اس کے علاوہ ایک انتقامی جذبہ بھی اسکے دل میں ابھرے گا لیکن اس کا نشانہ آپ نہیں بنیں گی اس کی اپنی اولاد (یعنی

آپ کے پوتے پوتیاں) بنیں گے اس لئے مدرسوں اور اسکولوں میں بچوں کی تدریس اور تربیت اور نگرانی کے دوران ہمارے سامنے یہ بات آئی اور بعض بچوں کی زبانی یہ معلوم ہوا انہوں نے یہ دھمکی بار بار سن کر یہ فیصلہ کر لیا تھا۔ کہ ہم بھی بڑے ہو کر اپنے بچوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک کریں گے جیسا ہمارے ماں باپ ہمارے ساتھ کرتے ہیں۔

لہٰذا ایسے بچے بڑے ہو کر اپنے شاگردوں' اپنے بچوں' اپنے ماتحت ملازموں وغیرہ کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتے ہیں۔ یاد رکھئے!........ ماں ہونے کے ناتے آپ کی بہت بڑی ذمہ داری ہے اگر آپ نے اس کو صحیح نہ نبھایا تو اس کا نقصان نہ صرف آپ کو اٹھانا پڑے گا بلکہ اس کی زد میں امت محمدیہ ﷺ کے کئی افراد آئیں گے۔

(۳) اسی طرح کتے' بھاؤ' (بھکاری)' بھوت اور اندھیرے میں لے جانے کی دھمکی دینے سے آپ نے تو اپنے معصوم بچے پر بہت زیادہ ظلم کر دیا کیونکہ اس طرح سے ان چیزوں کا خوف بچہ کے دل میں جڑ پکڑے گا اور وہ نہایت ڈرپوک اور بزدل بن جائے گا۔ بڑا ہو کر بھی توہمات کا شکار رہے گا اور اسی قسم کے لوگ شگون اور بدشگونی کے فضول چکروں میں پڑ کر الٹی چپل اور کالی بلی کالا کوا وغیرہ سے ڈرنے لگتے ہیں۔ اس قسم کی دھمکی دینے والی ماؤں کی وجہ سے امت مسلمہ ایک بہادر' نڈر اور سوائے اللہ کے کسی سے نہ ڈرنے والے فرد سے محروم ہو جاتی ہیں۔

ہم سب جانتے ہیں کہ کسی دور میں غیر مسلم مسلمان کے سائے سے بھی ڈرتے تھے اور کم قسمتی سے اب مسلمان (اس میں سارے مسلمان شامل نہیں ہیں)۔ اللہ کے سواء سب سے ڈرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امت مسلمہ آج مغلوب ہے اور کفار غالب اس کی ذمہ داری ماں پر عائد ہوتی ہے جو بچپن ہی سے بچے کو اللہ کی نافرمانی پر آنے والے عذاب سے تو نہیں ڈراتی اور غیر اللہ (یعنی اللہ کے علاوہ ساری مخلوق) سے ڈراتی ہے۔

لہٰذا ہماری درخواست ہے ایسی ماؤں سے کہ وہ اگر اپنے بچے سے کوئی برائی ختم کرنا چاہیں تو بچے کو اس کے عمر کے اعتبار سے اس طرح پیار و محبت سے سمجھائیں کہ اس برائی کی نفرت اس کے دل میں ایسی بیٹھ جائے کہ یہ برائی وہ آپ کے سامنے تو درکنار آپ کی پیٹھ پیچھے بھی نہ کرے۔ سمجھانے کے ساتھ ساتھ اس کے لئے دعا بھی مانگئے اور دھمکی دینے اور بزدل بنانے والی نہ بنئے۔ غور کیجئے صحابیات رضی اللہ عنہن اپنے بچوں کی ایسی تربیت کیا کرتی تھیں کہ وہ داعی' مجاہد' زاہد اور بہادر بنتے تھے اور دنیائے عالم کے سامنے ڈٹ کر کھڑے ہونے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ اسی سلسلے میں ہم حدیث کی معتبر کتابوں میں وارد ایک واقعہ پیش کرتے ہیں جو تمام مسلمان ماؤں کیلئے بہترین نمونہ ہے۔

غزوہ احد میں مہاجرین کا جھنڈا مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں تھا جب مسلمان نہایت پریشانی کی حالت میں منتشر ہو رہے تھے تو یہ جمے ہوئے کھڑے تھے ایک کافر ان کے قریب آیا اور تلوار سے ہاتھ کاٹ دیا کہ جھنڈا گر جائے اور مسلمانوں کو گویا کھلی شکست ہو جائے' انہوں نے فوراً دوسرے ہاتھ میں لے لیا اس نے دوسرے ہاتھ کو بھی کاٹ ڈالا۔ انہوں نے دونوں بازوؤں کو جوڑ کر سینے سے جھنڈے کو چمٹا لیا کہ گرے نہیں اس نے ان کے تیر مارا جس سے شہید ہو گئے۔ مگر زندگی میں جھنڈے کو گرنے نہ دیا۔ اس کے بعد جھنڈا گرا تو فوراً دوسرے شخص نے اٹھا لیا۔

اسی طرح سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب شہید کر دیئے گئے تو ان کے انتقال کے بعد بدن سے خون بہت زیادہ نکلا جس سے حجاج بن یوسف کو بھی حیرت ہوئی اپنے حکیم سے اس کی وجہ پوچھی' اس نے کہا کہ ان کا دل نہایت مطمئن تھا اور قتل کا ذرا بھی خوف ان کے دل میں نہیں تھا۔ اس لئے خون اپنی اصلی مقدار پر قائم رہا بخلاف اور ڈرپوک لوگوں کے کہ خوف سے ان کا خون پہلے ہی خشک ہو جاتا ہے۔ (ماخوذ از علمائے سلف کتاب الامامت والسیاست)

یاد رکھئے یہ بہادر لوگ اسلام کے جرنیل مجاہد ایسی ماؤں کی گودوں میں پلے

تھے جنہوں نے شروع ہی سے انکو داعی مجاہد اور بہادر بنانے کی کوشش کی تھی نہ کہ ان کو دھمکی دے کر چھوٹی چھوٹی چیزوں سے ڈرایا تھا۔ ہاں اگر ڈرایا تھا تو صرف اللہ کی نافرمانی سے ڈرایا تھا اور اللہ کے حکم کے ٹوٹنے پر جو عذاب ہوتا ہے اس عذاب سے ڈرایا تھا اور محبت پیدا کی تھی تو اللہ کی محبت پیدا کی تھی شوق دلایا تھا تو جنت کا شوق دلایا تھا۔ کہانیاں سنائی تھیں تو جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کی سنائی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ساری مسلمان ماؤں کو صحابیات رضی اللہ عنہن کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اپنے بچوں کو بہادر بنایئے

یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بچوں کی تربیت میں سب سے زیادہ اہم کردار ماں کا ہوتا ہے اگر مائیں یہ پکا عزم کر کے ٹھان لیں کہ ہماری اولادیں بڑی ہو کر سارے عالم میں مٹتے ہوئے دین اسلام کو دوبارہ زندہ کرنے کی خوب محنت کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اس ارادہ کو وجود دیں گے اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ وجود دینا چاہیں اسے کوئی روک نہیں سکتا اور جسے وہ ختم کرنا چاہیں اسے کوئی باقی نہیں رکھ سکتا۔ یہاں پر ہم عالم اسلام کی تمام ماؤں کو اس نقطے سے سوچنے کی دعوت دیتے ہیں کہ ہمارے کلمہ لا الہ الا اللہ کی خاصیت ہے کہ جس کے دل میں اتر جائے اسے دنیا کی تمام طاقتوں سے بے خوف کر کے بہادر بنا دیتا ہے پھر اگر دل ڈرتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر نازل ہونے والے عذاب سے ڈرتا ہے اگر خوفزدہ ہوتا ہے تو صرف حضرت محمد ﷺ کے مبارک طریقوں کے چھوٹنے کی وجہ سے جو بے برکتی پیدا ہوتی ہے اس سے۔ لہٰذا مائیں اپنے بچوں کے دلوں میں بچپن ہی سے ایمان بھرنے کی کوشش کریں اس کے لئے پہلے خود مومنات بنیں یعنی خو[illegible] ماحول کا عادی بنائیں جہاں پر ایمان ویقین کے خوب تذکرے [illegible] بے رغبتی پیدا ہوتی ہو۔ جنت کا شوق اور جہنم

ترغیب اپنے بچوں کو دیں تاکہ بڑے ہوکر انہیں مال کمانے' دنیا بنانے کا شوق نہ رہے اور وہ صرف ایک عزم کو لے کر جوان ہوں کہ کسی طرح پورا دین پورے عالم میں پھیل جائے۔ اگرچہ اس کے لئے ہماری جان' ہمارا مال' ہمارا وقت اور ہماری ساری سوچ صلاحیت لگ جائے۔

نہایت خوش بختی ہے ان ماؤں کے لئے جو اپنی اولاد کی پرورش اس طرز پر کریں جیسے صحابیات رضی اللہ عنہم نے اپنی اولاد کی کی۔ کتب احادیث کے مطالعہ سے ہمیں یہ پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے دور میں مسلمانوں نے مختلف موقعوں پر جو شجاعت بہادری دلیری کے کارنامے عالم اسلام کو دکھائے ہیں ان میں ان کی ماؤں کا بہت حصہ ہے چنانچہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کا اپنے لڑکے کی شہادت پر عمل' حضرت خنساء رضی اللہ عنہا کی اپنے چاروں بیٹوں سمیت جنگ میں شرکت اور ان کو ترغیب وغیرہ اس قسم کے بے شمار واقعات اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ اس وقت مائیں اپنے بچوں کی کیسی تربیت کرتی تھیں اور ان کو بہادر بنانے کی کس طرح کوشش کرتی تھیں۔

اس سلسلے میں حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب نور اللہ مرقدہ فضائل اعمال میں لکھتے ہیں۔

کم سن اور نو عمر بچوں میں جو دین کا جذبہ تھا وہ حقیقت میں بڑوں کی پرورش کا ثمرہ تھا۔ اگر ماں باپ اور دوسرے اولیاء اولاد کو شفقت میں کھو دینے اور ضائع کر دینے کے بجائے شروع ہی سے ان کی دینی حالت کی خبرگیری اور اس پر تنبیہ رکھیں تو دین کے امور بچوں کے دلوں میں جگہ پکڑیں اور بڑی عمر میں جاکر وہ چیزیں ان کے لئے بمنزلہ عادت کے ہو جائیں۔ لیکن ہم لوگ اس کے برخلاف بچے کی ہر بری بات پر بچہ سمجھ کر چشم پوشی کرتے ہیں بلکہ زیادہ محبت کا جوش ہوتا ہے تو اس پر خوش ہوتے ہیں اور دین میں جتنی کوتاہی دیکھتے ہیں اپنے دل کو یہ کہہ کر تسلی دیتے ہیں کہ بڑے ہو کر سب درست ہو جاوے گا۔ حالانکہ بڑے ہوکر وہی عادات پکتی ہیں جن کا شروع

میں بیج بویا جا چکا ہے۔ آپ چاہتے ہیں کہ بیج چنے کا ڈالا جائے اور اس سے گیہوں پیدا ہو۔ یہ مشکل ہے۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ بچے میں اچھی عادتیں پیدا ہوں۔ دین کا اہتمام ہو، دین پر عمل کرنے والا ہو تو بچپن ہی سے اس کو دین کے اہتمام کا عادی بنائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بچپن سے ہی اپنی اولاد کی نگہداشت فرماتے تھے اور دینی امور کا اہتمام کراتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص پکڑ کر لایا گیا جس نے رمضان میں شراب پی رکھی تھی اور روزہ سے نہیں تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ تیرا ناس ہو ہمارے تو بچے بھی روزہ دار ہیں۔

فائدہ: یعنی تو اتنا بڑا ہو کر بھی روزہ نہیں رکھتا۔ اس کے بعد اس کے اسی (۸۰) کوڑے شراب کی سزا میں مارے اور مدینہ منورہ سے نکل جانے کا حکم فرما کر ملک شام کو چلتا کر دیا۔

(فضائل اعمال مطبوعہ کتب خانہ فیضی لاہور ص ۱۶۲، ص ۱۶۳)

لہٰذا مائیں شروع ہی سے اپنے بچوں کو کسی بھی مخلوق سے نہ ڈرائیں نہ بھوت پریت سے، نہ جنات سے، نہ کالا بابا سے، نہ کالے کتے سے، نہ کالی بلی سے، نہ کالے کوے سے، نہ اندھیرے سے حتیٰ کہ نہ خود سے نہ اس کے باپ سے نہ استاد کی مار سے (البتہ ماں باپ اور استاد کی عزت اور وقار دل میں بٹھانا ضروری ہے) ان شاء اللہ تعالیٰ جب ان کی اولاد بڑی ہوگی تو وہ دنیا کی کسی بڑی سے بڑی سپر طاقت (جو کہ حقیقت میں مٹی کا ڈھیر ہے) کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی اور انہیں دعوت دینے کی صلاحیت رکھے گی۔ آفرین ہے قرن اول کے ماؤں پر کہ ان کی اولاد سے شجاعت و بہادری کے وہ زبردست کارنامے سرزد ہوتے جو اس دور کے بچوں سے تو کیا بڑوں سے بھی نہیں ہوتے۔ چنانچہ احادیث کی کتابوں میں یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دور خلافت

میں مدینہ کی گلیوں سے گذر رہے تھے گذرتے ہوئے ایک ایسی جگہ پہنچے جہاں کچھ بچے کھیل رہے تھے جب بچوں نے امیر المومنین کو دیکھا تو سب ادھر ادھر بھاگ گئے لیکن ایک بچہ اپنی جگہ پر کھڑا رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے اس کی بہادری سے تعجب میں آکر پوچھا کہ لڑکے تم کیوں نہیں بھاگے؟

تو اس بچے نے جواب دیا کہ امیر المومنین میں کیوں بھاگوں میں نے کوئی گناہ نہیں کیا جو ڈروں اور یہاں پر راستہ اتنا تنگ نہیں کہ آپ گذر نہ سکیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا نام پوچھا بچے نے کہا" میں عبد اللہ بن الزبیر ہوں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اب تعجب نہیں ہے کیونکہ یہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیٹا ہے۔

یہ ایک واقعہ ہم نے نقل کیا ایسے لاتعداد واقعات کتابوں میں ملتے ہیں ان سے ہمیں شہادت ملتی ہے کہ مائیں اگر چاہیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان کی اولاد بہادر بن سکتی ہے۔ اب آخر میں ہم پھر مودبانہ گزارش کرتے ہیں کہ خدارا کبھی بھی اپنے بچوں کو دنیا کی کسی بھی چیز سے نہ ڈرائیں اور انہیں بہادر بنانے کی بھرپور کوشش کریں۔

بچہ پیدائشی طور پر کسی چیز سے خوف نہیں کھاتا بلکہ وہ اپنی گردوپیش کی چیزوں کے معاملے میں یہ جانتا ہی نہیں کہ خوف کیا ہوتا ہے خوف ان میں اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ان کے سامنے خوف کے مظاہرے کئے جائیں اگر آپ بچے کے سامنے ایسی حرکات کرتی ہیں کہ جن سے آپ کے انتہائی خوف اور پریشانی کا پتہ چل رہا ہو تو بچہ بھی آپ کی نقل کرنے لگتا ہے۔

لہٰذا آپ کو کسی حال میں بھی کسی سے ڈرنا نہیں چاہئے بھلا سوچیں کہ کیا یہ کسی مسلمان کے شایان شان ہے کہ وہ کسی مخلوق سے ڈرے یا خوف کھائے؟ بلکہ مسلمان بندہ کے تو دل میں اس بات کا یقین ہونا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچا سکتی اور جب اللہ تعالیٰ ہی نقصان پہنچانے کا ارادہ فرما

لیں تو کون ہے جو بچا سکتا ہے۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ ذرا سی مصیبت میں چیخ اٹھنے والے کو بالکل پسند نہیں کرتے۔

اس لئے آپ کو چاہئے کہ آپ ایسا نا تہی عمل نہ کریں جو بچوں کے لئے مضر ہو اور ان کو بزدل بنا دے کہ وہ زندگی میں آنے والی مشکلات کا مقابلہ کرنے کی سکت ہی نہ رکھتے ہوں۔ کوئی بھی دقت پیش آئے اور وہ کانپ اٹھیں اور کسی طاقت ور سے مقابلہ پڑ جائے اور وہ لرز جائیں۔ جب منزل کی طرف اٹھتا ہوا ہر ہر قدم ڈگمگا جائے گا تو آپ خود ہی سوچئے کہ کسی منزل تک کیسے پہنچ سکے گا؟ دوسرے یہ بھی آپ کو کرنا پڑے گا کہ وہمی قسم کے خوف اور بے جا خوف بچے کے دل میں نہ بیٹھیں اس کے ذہن میں یہ بات ابتدا ہی سے بیٹھ جائے کہ نفع و نقصان پہنچانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس کے علاوہ تمام چیزیں بے بس ہیں پھر آپ دیکھیں گی کہ بچہ کس قدر نڈر اور باہمت بن جاتا ہے اور ایسے ہی بچے آئندہ زندگی میں کچھ کر جاتے ہیں۔ کبھی بھی اپنی آسانی کے لئے یا بچے سے کوئی بات منوانے کیلئے ایسی دھمکیاں مت دیں مثلاً

''نہ چپ ہو گا تو؟ اچھا اری چڑیل لے جا اسے'' اس طرح سے بچہ ایک دم سہم کر رہ جاتا ہے۔ بڑی خائف نظروں سے دھڑکتے ہوئے دل کے ساتھ وہ ادھر ادھر دیکھتا ہے اور کسی نہ کسی طرف سے بھیانک چڑیل کو اپنی طرف بڑھتے ہوئے دیکھنے کا منتظر ہو جاتا ہے۔ رات کو جب اسے نیند نہیں آتی ہے اور وہ کھیلنا چاہتا ہے تو اسے پھر دھمکی دی جاتی ہے۔ ''چپکے سے سوجا ورنہ دے دوں گی بادیاں بی بی کو'' اور یہ ''بادیاں بی بی'' کیا ہوتی ہیں وہ سمجھنے سے بالکل قاصر رہتا ہے۔ البتہ ایک خوف سا اس کے دل میں بیٹھ جاتا ہے۔

ذرا آنے دے تیرے باپ کو

جب بچہ گھر کی چار دیواری سے نکل کر گلی میں قدم رکھتا ہے تو نت نئے تجربات

حاصل کرتا ہے نئے نئے لوگوں سے ملتا ہے' یہاں سے اس کی سماجی تربیت شروع ہو جاتی ہے جبکہ ابتداء میں سماجی دنیا صرف اس کی اپنی ذات اور والدین تک محدود تھی اب یہ توسیع پائی ہے اس دوران بچہ فطری طور پر اپنی ہر خواہش کا وجود چاہتا ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ ساری کائنات صرف اس کی خواہشات کو پورا کرنے کے لئے وجود میں آئی ہے اس خاص وقت میں اگر بچے کی نشو ونما معمول کے مطابق جاری رہے تو گھر کے محدود ماحول سے نکل کر ایک وسیع معاشرے میں قدم رکھنے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے بچہ خود کو تیار کرتا ہے اور چند سالوں میں بچہ منفی اور مثبت جذبات کا اظہار کرنے لگتا ہے خصوصاً خوف اور غصے کے جذباتی ردعمل اس کی روز مرہ زندگی میں نمایاں ہونے لگتے ہیں لہٰذا ابتداء میں جن چیزوں سے بچے کے دل میں خوف پیدا ہوتا ہے کافی عرصے تک وہ ان چیزوں سے خوف زدہ رہتا ہے اس لئے ماؤں کو چاہئے کہ بچے کو کبھی نہ ڈرائیں بچپن کا خوف ساری زندگی برباد کر سکتا ہے بعض بچے خوف کے باعث بہتر بالیدگی اور صحت مند جسم سے محروم ہو جاتے ہیں بعض مائیں بچوں کو بات بات پر باپ کا یا کسی بھی فرد کا خوف دلاتی ہیں یا مارتی ہیں جس سے بچے میں ایک طرف تو اس فرد کے لئے نفرت کے جذبات جنم لیتے ہیں اور دوسری طرف اس کی شخصیت متاثر ہوتی رہتی ہے باپ کا بے جا خوف بچے کی ذہنی نشو ونما میں بہت ہی نقصان دہ ثابت ہوتا ہے وہ اپنی مرضی سے اپنی کسی بھی خواہش کی تسکین نہیں کر پاتا وہ اپنی معصوم خواہشات بلکہ ضروریات کے اظہار میں بھی خوف زدہ رہتا ہے باپ سے کھل کر بات نہیں کر پاتا اس قسم کے رویہ سے دو قسم کے نتیجے ظاہر ہوتے ہیں اس قسم کے ماحول اور تربیت میں پلنے والے بچے چور اور ظالم بن جاتے ہیں اور معاشرے کے دوسرے افراد کے لئے خطرہ بن جاتے ہیں یا پھر بالکل بزدل ہوتے ہیں اپنا حق بھی مانگنے سے ڈرتے ہیں سب کو ظالم سمجھتے ہیں تنہائی پسند ہو جاتے ہیں معاشرے میں کوئی تعمیری کام انجام نہیں دے سکتے۔

لہٰذا ہم دردمندانہ گزارش کرتے ہیں اپنے بچے پر رحم کیجئے اس کو ہرگز اپنے

باپ یا کسی اور فرد سے نہ ڈرایئے اور ابتدائی سالوں میں بچے کے عادات واطوار کا اچھی طرح جائزہ لیجئے یہ نہیں کہ کھلایا پلایا اور گلی میں چھوڑ دیا خود شاپنگ کرنے چلی گئیں یا سارا دن لڑائی جھگڑوں میں کاٹ دیا جب بچے کی کسی بچکانہ کوتاہی کا پتہ چلا تو فوراً دھمکیاں شروع کہ "ذرا آنے دے تیرے باپ کو ایسی پٹائی کرواؤں گی کہ ہوش ٹھکانے آجائیں گے"۔

اگر آپ کی یہ خواہش ہے کہ آپ کے بچے بڑے ہوکر کوئی بڑا دینی ودنیوی کارنامہ سرانجام دیں جو محمود بھی ہے تو آپ اپنے بچے کی تربیت شروع سے ہی توجہ' محبت اور شفقت سے کریں تاکہ آپ اپنے بچے کو جس مقام پر دیکھنا چاہتی ہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آپ کو وہ دن دکھائے۔ (آمین)

بچوں کو بزدل نہ بناؤ

یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جو مائیں اپنے بچوں کو قابو میں رکھنے کے لئے ان کو بھوت' پریت اور جنات وغیرہ سے ڈراتی ہیں وہ بہت خطرناک غلطی کر رہی ہیں۔ پہلی غلطی تو یہ کہ ماں کی جھوٹ بولنے کی عادت آگے چل کر بچوں میں پیدا ہوتی ہے۔ ایسا بچہ کسی کے ڈر کی وجہ سے جھوٹ بولنے لگے تو کوئی تعجب کی بات نہیں کیوں کہ اس نے یہ سبق اپنی ماں سے سیکھا ہے۔

دوسری غلطی یہ کہ بچوں کے دلوں میں خوف بیٹھ جاتا ہے اور بڑے ہونے کے بعد بھی وہ ڈر اس کے دل میں سے نکلتا نہیں۔ یاد رکھو! کہ بہادری انسان کی بہت بڑی خوبی ہے۔ اگلے زمانہ کی مائیں اپنے بچوں میں بہادری پیدا کرنے کی کوشش کرتی تھیں۔ اور آج کی مائیں اپنے بچوں کو بزدل اور ڈرپوک بنانے کی کوشش کرتی ہیں۔ ماؤں کو ہرگز اپنے لڑکوں اور لڑکیوں کو ڈرنے کی تعلیم نہیں دینی چاہئے بلکہ اس کے دل سے ڈر نکال دینے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بچہ اگر کسی جگہ جانے سے ڈرتا ہو تو بار بار اس کو تسلی دے کر وہاں بھیجنا چاہئے اور اطمینان دلا دینا چاہئے کہ ڈرنے اور

گھبرانے کی کوئی چیز یا کوئی جگہ نہیں۔ مسلمان صرف اللہ کی نافرمانی سے ڈرتا ہے' بیٹا آیت الکرسی اور منزل (مرتبہ مولانا محمد طلحہ کاندھلوی رحمہ اللہ علیہ) پڑھ لیا کرو' اور کسی سے ڈرو مت۔

بچوں کو جھوٹے وعدے نہ دو

کتنی مائیں تو اپنے بچوں کو جان بوجھ کر جھوٹے وعدے دے کر دھوکا دیتی رہتی ہیں۔ کوئی کہتی ہے کہ میں تجھے گھنٹی بجانے والی سائیکل لا دوں گی اور کوئی کہتی ہے کہ میں تجھے بھوں بھوں کرنے والی موٹر لا دوں گی۔ کوئی خوبصورت گھڑی لا دینے کا وعدہ کرتی ہے تو کوئی خوبصورت کھلونے اور مٹھائیاں لا دینے کا وعدہ کرتی ہے لیکن اس میں سے ایک بھی وعدہ پورا نہیں کیا جاتا۔ فقط دھوکا دینے اور بہلانے کے لئے یہ وعدے کئے جاتے ہیں۔ ماں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ تھوڑی دیر کے لئے بچے کا دل خوش ہو جائے۔ لیکن ایسے غلط وعدے دینے والی ماں کو یاد رکھنا چاہئے اس طرح دنیا میں اپنے بچوں کو جھوٹ بولنے کی اور وعدہ خلافی کی زندگی بسر کرنے کی تعلیم دے رہی ہے' یہ تعلیم ان کے اخلاق اور ان کے مستقبل کا ستیاناس کر دیتی ہے۔

بازاری چیزوں کی چاٹ

کسی چیز کی چاٹ پڑنی یہ بہت خراب عادت ہے۔ اس سے انسان میں دنیا بھر کی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں جب کسی بچہ کے پاس پیسہ نہ ہو کہ جس سے وہ چیز خرید کر کھائے تو پھر وہ چوری کے لئے سوچتا ہے۔ جھوٹ بولتا ہے اور ایسے ہی بہت سے دوسرے کام کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔ بڑا ہونے کے بعد اسی عادت کی وجہ سے گھر کا سامان وغیرہ بھی بیچ دیتا ہے۔ اس لئے ماں کو چاہئے کہ بچوں کو بچپن ہی سے ان بری عادتوں سے بچائے۔ بچوں کو اس کے لئے پیسے نہ دے کہ وہ بازار جاکر اپنی چاٹ کی

چیز خرید کر اپنا شوق پورا کریں بلکہ گھر ہی میں ایسی چیز تیار کرے۔ بازار کی چیزیں بلا ضرورت کے نہ کھانے دے۔اس سے ان کی صحت بھی اچھی رہے گی اور خرچ بھی کم آئے گا اور کھانے کی چیز بھی اچھی ملے گی اور بری عادتوں سے محفوظ رہے گا۔ ماں اگر تھوڑی سی کوشش کر کے گھروں میں مختلف چیزیں بچوں کیلئے بنالیں اور اس بات کا اہتمام کرے کہ وضو کر کے پکائے اور پکاتے ہوئے بچوں کیلئے دعا کرتی رہے' پھر انکو کھلائے تو ان شاء اللہ تعالیٰ بچوں کو اس میں اتنا مزہ آئے گا کہ باہر کی گندی چیزوں سے ان کو نفرت ہو جائے گی۔ کاش ہماری مسلمان بہنیں اس پر عمل کریں کہ کبھی چپس گھر میں بنالئے' کبھی ڈبل روٹی میں مکھن لگا کر دیدیا' کبھی چھولے بنالیے ایسی مختلف اور آسان چیزیں شام کو بنا کر تیار کر لی اور جب بچہ مدرسہ سے واپس آئے تو ان کو بٹھا کر کھلالیں اور اس کھانے پر سورہ فاتحہ سات مرتبہ پڑھ کر دم کر لے تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ بچے نیک بھی بنیں گے اور باہر کی چیزوں کے بجائے گھر کی چیزیں کھائیں گے' اور ماں سے دلی محبت بھی بڑھے گی۔

اپنے بچوں کو متوازن غذا دیجئے

ہر ماں کے لئے ضروری ہے کہ اپنے بچے کی خوراک پر خصوصی توجہ دے کیوں کہ ان کی خوراک میں غذائیت کی کمی ان کے ذہنی وجسمانی نشوونما پر بہت زیادہ اثر انداز ہوتی ہے۔ہمارے مشاہدے میں اکثر ایسے بچے آتے رہتے ہیں کہ کھاتے پیتے گھرانے سے تعلق ہونے کے باجود نہایت کمزور ست اور کاہل ہوتے ہیں جب اس کی وجہ معلوم کی گئی تو معلوم ہوا کہ ان کی ماؤں نے انہیں مزیدار مگر کم غذائیت والی اشیاء بے موقع کھانے کو دے دیں جس سے ظاہر میں تو شاید ایسا لگا کہ بچے کا پیٹ بھر گیا لیکن ان اشیاء میں غذائیت نہ ہونے کی وجہ سے جو چیزیں بچوں کی جسمانی وذہنی نشوونما میں معاون ثابت ہو سکتی تھیں وہ نہ مل سکیں اسلئے اگر آپ چاہتی ہیں کہ آپ کا بچہ تندرست اور چاق چوبند رہے تو ضروری ہے کہ اسکی خوراک پر توجہ دیں یہ

نہیں کہ ہروقت کچھ نہ کچھ ٹھونسا شروع کر دیں بلکہ اس کے لئے ایک غذائی چارٹ تیار کریں۔ ہروقت کچھ نہ کچھ کھلانے سے اکثر بچے اپنی عمر کے اعتبار سے زیادہ موٹے اور وزنی ہو جاتے ہیں اور پھول جاتے ہیں پھر یہ بے چارے عام بچوں کی طرح نہ کھیل کود سکتے ہیں نہ پھرتیلے ہوتے ہیں بلکہ ذہنی طور پر بھی کمزور ہو جاتے بعض مائیں جو یہ عذر کرتی ہیں کہ ہماری مالی استطاعت اتنی نہیں کہ ہم اپنے بچوں کو بادام پستہ کھلا سکیں ان سے گذارش ہے کہ ضروری نہیں کہ بادام پستہ ہی دیا جائے ان کی نعم البدل اور اشیاء بھی ہو سکتی ہیں۔ ماہرین خوراک نے تجزیہ کرنے کے بعد کہا ہے کہ ''مونگ پھلی اور چنے بادام کا متبادل بلکہ اس سے زیادہ بہتر ثابت ہو سکتے ہیں۔

درحقیقت اگر آپ اپنے بچے کے لئے ایک متوازن غذائی چارٹ تیار کر لیں جو کہ بہت ہی آسان ہے اور اس کے مطابق اپنے بچے کو غذا فراہم کریں تو ان شاء اللہ تعالیٰ یہ بچے ذہنی اور جسمانی طور پر تندرست وتوانا اور چاق وچوبند ہونے کی وجہ سے دنیا میں عمومی طور پر اور اپنے ملک میں خصوصی طور پر بڑے بڑے تعمیری کارنامے سرانجام دینے والے بنیں گے۔ کیونکہ جب غذائیت سے بھرپور خوراک ملے گی تو جسم کے ساتھ دماغ بھی صحت مند ہو گا اور جب دماغ صحت مند ہو گا تو سوچ اور فکر بھی صحت مند ہوگی اور اسلامی ذہن کے ساتھ جب سوچ وفکر صحت مند ہوگی تو ملک خود بخود ترقی کرے گا کرپشن ختم ہوگی اور خوشحال معاشرہ وجود میں آئے گا۔

لہٰذا کیا ہی اچھا ہو اگر ہر بچے کو حکومت کی سطح پر متوازن غذا فراہم کی جائے گھروں میں یہ ذمہ داری ماں باپ پر عائد ہوتی ہے اور دیگر اداروں میں حکومت کی ہونی چاہئے غیر متوازن غذا کھانے والے کمزور بچے پوری دنیا کے لئے ایک ایسا سوال ہیں جس کو حل کرنے کیلئے تمام وسائل استعمال کرنے چاہئیں ٹک شاپ اور کینٹین (مطبخ) میں جو ناشتے دان یا لنچ باکس تیار ہوتا ہے اگر ایسا ہو کہ امیر غریب ایک ہی قیمت میں آسانی سے خرید سکیں۔ امریکہ برطانیہ اور دوسرے یورپی ممالک میں اسکول کی کینٹین اور ٹک شاپس میں بچوں کے لئے سہولت رکھی جاتی ہے کہ اگر لنچ

بکس ایک روپیہ کا ہے اور غریب بچہ اسے خریدنا چاہتا ہے تو اسے وہ بکس پچاس پیسے میں مل جاتا ہے معیار وہی ہوتا اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ایسے پروگرام ہماری درسگاہوں میں اول تو حکومت کی سطح پر شروع ہونے چاہئیں لیکن جب تک حکومت کوئی قدم نہیں اٹھاتی تب تک اگر اسکولوں' مدارس و مکاتب میں انتظامی کمیٹیاں یہ کام شروع کر دیں تو بہت سے بچے احساس کمتری کا شکار ہونے سے بچ جائیں گے اور یہ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا و آخرت کے بے شمار فوائد کا سبب بن سکتا ہے۔

بچوں کو اچھا ناشتہ کرائیے

آج کل عموماً مائیں بچوں کو کوئی خاص ناشتہ نہیں کراتیں بلکہ چائے اور بسکٹ وغیرہ کو کافی سمجھتی ہیں جس سے بچے کی صحت پر بہت ہی برا اثر پڑتا ہے اور بچہ کمزور ہو جاتا ہے اور اس کی نشو ونما صحیح طریقے سے نہیں ہوتی اور اس کے جسم میں کیلشیم اور حیاتین وغیرہ کا فقدان ہوتا ہے۔ اس لئے عقلمند ماں کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو (اس نیت سے کہ یہ صحت مند اور قوی ہوں اور جب یہ بڑے ہوں تو دین کا کام کریں اور ان کے ذریعے دنیا کے چپے چپے تک دین پہنچے) غذائیت سے بھرپور ناشتہ کرائیں مثلاً دودھ انڈا پھل وغیرہ اسے ناشتہ میں کھلائیں۔

فارسی کی ایک مشہور کہاوت ہے کہ یک لقمہ صباحی بہتر از مرغ و ماہی" یعنی صبح کے وقت اگر تھوڑا بھی کھا لیا جائے تو وہ ہزار نعمتوں سے بہتر ہے اسی لئے ہمارے قدیم طب میں ناشتہ پر بہت زور دیا جاتا ہے کیونکہ ناشتے سے پورے دن کا آغاز ہوتا ہے۔ اگر اس وقت قوت بخش غذا کھا لی جائے تو دوپہر کا کھانا بالکل ہی ہلکا پھلکا بھی ہو تو کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ انگلستان میں جہاں کا ناشتہ دنیا میں بہت مشہور ہے' لوگ بہت ہی اچھے اور صحت بخش قسم کا ناشتہ کرتے ہیں۔ دوپہر کا کھانا برائے نام کھاتے ہیں اور پھر رات کو پورے اہتمام سے کھانا کھاتے ہیں۔

اس لئے اپنے بچوں کو بھی اور خود بھی اپنی استطاعت کے مطابق اچھا اور مقوی ناشتہ کیا کریں۔

ہمارے یہاں اچھے ناشتے کا تصور پوریاں کچوریاں' پراٹھے اور شامی کباب ہیں لیکن کھاتے وقت یہ چیزیں جتنا لطف دیتی ہیں 'صحت کیلئے اتنی ہی مضر ہیں ۔یہ دیر سے ہضم ہوتی ہیں' زیادہ نشاستہ اور چکنائی معدے کو نقصان پہنچاتی ہے ۔پراٹھے اور روغنی ٹکیاں ان بچوں کیلئے خاص طور پر نقصان دہ ہیں جنہیں اسکول وغیرہ میں زیادہ دیر تک بیٹھنا ہوتا ہے۔جسمانی مشقت سے پھر بھی یہ چیزیں جلدی ہضم ہو جاتی ہیں اس لئے ایسے ناشتے کو تو خیرباد کہہ دیں ۔روزانہ کیلئے ایسے ناشتے کا مینو تیار کر لیں جس میں غذائیت بھی ہو اور مزے کا بھی لگے ۔مینو تیار کرتے وقت موسم کا بھی خیال رکھیں مثلاً سردیوں میں مکھن ' تلے ہوئے انڈے جسم کو گرمی پہنچاتے ہیں۔گرمیوں میں اس کے برعکس کم مکھن ' آدھے ابلے انڈے کھانے میں بھی لطف دیتے ہیں اور صحت کیلئے بھی مفید ہیں۔

صبح کے ناشتے سے پہلے اگر آپ ایک گلاس پانی میں آدھے لیموں کا رس نکال کر ملا لیں اور بچوں کو پلائیں اور خود پی لیں تو اس سے گلے اور آنکھوں کو فائدہ پہنچتا ہے ۔اسی طرح صبح ناشتہ میں گاجر کا استعمال آنکھوں کی روشنی اور خون بڑھاتا ہے اس لئے بچوں کو اہتمام سے یہ چیزیں ناشتہ میں کھلایئے اس کے علاوہ ناشتے میں سب سے ضروری چیز جس پر بیشتر گھروں میں توجہ نہیں دی جاتی' وہ دلیہ ہے ۔دلیہ حیاتین سے بھرپور غذا ہے ۔ایک تو خود قوت بخش ہے پھر اس میں دودھ ملانے سے زیادہ غذائیت پیدا ہو جاتی ہے ۔اس لئے ناشتہ میں دلیہ کا اہتمام ضرور کریں ۔دلیے میں بھی ردوبدل کرنا ضروری ہے ورنہ ایک ہی چیز سے دل گھبراتا ہے۔کسی روز ابلی سویاں' کارن فلیکس اور گیہوں کے فلیکس بھی بہت مزا دیتے ہیں۔ دلیے کے بعد کم از کم دو سلائس اور ایک انڈا ناشتے پر کھانے سے غذائی ضرورت پوری ہوتی ہے ۔ٹوسٹ پر کبھی مکھن لگا کر تو کبھی اس پر پنیر لگا کر لطف دوبالا کریں ۔یہ اسی طرح بنائیں کہ کچے ٹوسٹ لیں

اور اس پر تھوڑا سا مکھن لگائیں۔ پنیر کی چھوٹی چھوٹی اور پتلی پتلی قاشیں کاٹ کر اس پر رکھیں۔ ایک ٹماٹر کاٹ کر پنیر کے اوپر رکھ کر اس پر کالی مرچ چھڑک دیں۔ اور بچوں کو کھلائیں اس طرح کے ٹوسٹ گرمیوں میں بہت لطف دیتے ہیں۔ ٹماٹر کی جگہ کبھی کھیرہ اور کبھی ککڑی رکھ دیں۔ صبح کے ناشتے میں کم از کم ایک انڈا کھانا ضروری ہے کیونکہ اس کے ذریعے جسم میں پروٹین پہنچتی ہے۔ انڈا کبھی ابال کر کبھی تل کر یا کسی وقت آملیٹ کی شکل میں تیار کرلیں۔ آملیٹ میں ہر مرتبہ ردوبدل کرسکتی ہیں۔ کسی وقت اس میں ٹماٹر کاٹ کر ملا سکتی ہیں تو کبھی رات کا بچا ہوا قیمہ پودینہ اور ہری مرچ ڈال کر آملیٹ کے اندر بھر سکتی ہیں۔ پنیر کے ٹکڑے باریک کاٹ کر شامل کریں تو نہایت لذیذ آملیٹ تیار ہوگا۔

روتے ہوئے بچے کو مسکرا کر دکھلایئے

بعض اوقات بالکل چھوٹے بچوں کا رونا جسمانی صحت کے اعتبار سے مفید بھی رہتا ہے اس کے چھوٹے جسم کی ورزش اور نشوونما کیلئے ایک اچھی چیز ہے لیکن اگر وہ رونا کسی تکلیف کی وجہ سے ہو یا اس کی کسی ضرورت کی وجہ سے ہو تو ماں کو چاہئے کہ فوراً اس کی تکلیف دور کرنے اور ضرورت پورا کرنے کی کوشش کرے اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ بچے میں مکمل اعتماد کی کیفیت پیدا ہوگی۔

اب ہم آپ کو نفسیاتی طور پر اور بچوں کے مدارس اور اسکولوں میں اپنے ناقص تجربے سے ایک اصول بتلاتے ہیں۔ امید ہے کہ اگر آپ اس اصول کو اپنائیں گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ روتے ہوئے بچے کو مسکرانے پر تیار کرلیں گی۔

وہ یہ ہے کہ بچہ جب روئے تو اس کو رونے کو چپ کرانے کے بجائے اس کے پاس مسکرانے کا ماحول پیدا کریں کئی مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ کلاس میں کوئی بچہ روتا ہے بعض اوقات اسکو چپ کراتے ہوئے گھنٹوں لگ جاتے ہیں لیکن وہ چپ نہیں ہوتا کئی قسم کی کھانے کی چیزیں بھی دی جائیں یا کھلونے دیئے جائیں لیکن وہ اپنی ضد پر قائم

رہتا ہے ایسے بچوں کیلئے یہ تجربہ کیا گیا کہ دوسرے بچوں سے کہا گیا کہ تم مسکراؤ جب ساری کلاس مسکرانے لگی اور جب اس روتے ہوئے بچے نے بھی ان کو مسکراتے ہوئے دیکھ لیا تو وہ بھی مسکرانے لگ گیا' پہلے وہ اکیلا رو رہا تھا اور باقی سب درسگاہ میں بیٹھے ہوئے اپنے کاموں میں مشغول تھے اب جب سب مسکرا رہے ہیں تو وہ بھی اپنے غم کو بھول گیا اور مسکرانے لگ گیا۔ ویسے بھی انسان ماحول سے متاثر ہوتا ہے غمگین شخص جب خوشیوں کے ماحول میں جاتا ہے تو وہ اپنا غم بھول جایا کرتا ہے لہٰذا ہر ماں کو چاہئے کہ وہ اپنے بچے کو چپ کروانے کیلئے گھر کے اندر مسکرانے کا ماحول پیدا کریں روتے ہوئے بچے کو کسی طرح بھی آپ ہنسنے پر آمادہ کرلیں گی تو یہ آپ کی سمجھ داری اور لیاقت کا کمال شمار ہوگا روتے ہوئے بچے کو اور زیادہ رلانا یا ڈانٹنا اور کوسنا یہ کسی طرح بھی مسلمان ماں کو زیب نہیں دیتا۔ بلکہ اپنی طرف سے پوری کوشش کیجئے اور عملاً اس کی مشق شروع کر دیجئے۔ ہوسکتا ہے کہ شروع میں آپ اس بات پر قابو نہ پا سکیں' لیکن آہستہ آہستہ ان شاء اللہ تعالیٰ آپ میں یہ صلاحیت پیدا ہو جائے گی کہ آپ روتے ہوئے بچہ کو مسکرانے پر تیار کرلیں گی پھر خود اپنے شوہر اپنے والد' اپنے بھائی اور دوسری رشتہ داروں کے غموں کو خوشیوں سے بدلنے کا اللہ تعالیٰ آپکو ذریعہ بنا دیں گے اور یہ بہت بڑا کمال ہے کہ آپ چھوٹی چھوٹی تدبیروں سے لوگوں کے غم کو ختم کرکے ان کی دلی دعائیں لے سکیں اور اس سے بھی بڑی سعادت یہ کہ آپ ان کے دلوں سے اس فانی ہونے والی دنیا کے غم کو نکال کر آخرت میں ملنے والے اللہ تعالیٰ کے انعامات اور جنت میں ہمیشہ رہنے کی خوشیاں ان کے دلوں میں پیدا کر سکیں۔ اس لئے کہ یہ غموں کو دور کرنے کا بہت آسان اور مفید نسخہ ہے کہ مسلمان جنت کو سوچے کہ میرا اصلی ٹھکانہ تو جنت ہی ہے اور یہ دنیا تو غم اور پریشانیوں کی جگہ ہے اگر اس دنیا میں غموں کو سہتے ہوئے اور صبر کرتے ہوئے مسکرا کر چلے گئے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا تو موت کے بعد ہمیشہ ہمیشہ کی جنت ملے گی لہٰذا ماں ہونے کی حیثیت سے آپ بچوں کا غم دور کر سکیں گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ امت کی بہت ساری عورتوں کے

دنیاوی غم کے دور کرنے کا ذریعہ بن سکیں گی۔اسی لئے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر ملی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیویوں کی بعض زیاتیوں کی وجہ سے ایک حجرہ میں قیام فرمالیا ہے تو مسجد تشریف لائے یہ کہتے ہوئے کہ

لاقولن شيئ اضحك النبي صلى الله عليه و سلم.

میں ضرور ایسی بات کہوں گا جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکرانے لگ جائیں گے (مشکوۃ ص ۲۸۱ حدیث نمبر ۳۱۰۳)

اور ایسا ہوا بھی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گئے تو دل بستگی کے طور پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ہم قریشی لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے مگر جب مدینہ آئے تو دیکھا کہ انصار کی عورتیں مردوں پر غالب ہیں۔ان کو دیکھ کر قریش کی عورتیں بھی اس سے متاثر ہوگئیں اس کے بعد میں نے ایک آدھ بات اور کی جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر تبسم کے آثار ظاہر ہوئے (ماخوذ از حکایات صحابہ ص ۴۶) لہٰذا اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ جب انسان کسی کو غمگین دیکھے تو ایسی بات کرے جس سے اس کا دھیان اور توجہ دوسری طرف ہو جائے اور وہ اپنا غم بھول کر مسکرانے پر تیار ہو جائے جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دل بستگی کے طور پر ایسی بات فرمائی جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور پر تبسم کے آثار ظاہر ہو گئے اسی طرح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ غمگین ہوکر گھر سے باہر تشریف لے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر تشریف لائے۔

تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتلایا کہ وہ غصے کی حالت میں مسجد تشریف لے گئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا:

قم یا اباتراب

اے ابو تراب کھڑے ہو جاؤ

چونکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ لقب پسند تھا اس بناء پر اس سے مخاطب فرماکر اس طرف توجہ کرادی۔لہٰذا ہم سب کو چاہئے کہ ہم اس سنت کو زندہ کریں کہ ہر پریشان

کن مرحلے میں اس کو حل کرنے سے پہلے اور اس کی گتھیوں کو سلجھانے سے پہلے اس بچے کو خوش کرنے کی کوشش کریں ادھر ادھر کی باتیں کرکے کسی طرح اس کو مسکرانے پر آمادہ کریں۔ اور ماں کو چاہئے کہ وہ خصوصاً اپنی اولاد کی اسی طرز پر تربیت کرے کہ ہر بچہ خود بھی مسکرانا جانتا ہو اور دوسروں کو بھی مسکرانے پر آمادہ کرنا جانتا ہو۔ مسکراتا ہوا چہرہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اور اس میں ماں کا کردار بہت اہمیت رکھتا ہے' اگر ماں تمام پریشانیوں میں رہتے ہوئے بھی مسکرائے گی تو بچے بھی مسکرائیں گے۔ شوہر بھی مسکرائے گا' گھر دنیا ہی میں جنت کا نمونہ اور خوشیوں کا ٹھکانہ بنے گا۔

گھر کا گھر فردوس بنے' ماں باپ ہوں گر باتوں کے دھنی
لڑکوں پہ گمان ہو غلماں کا' دختر جیسے حوروپری

بچوں کو خوش رکھنے کی فضیلت

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

ان في الجنة دار يقال لها دار الفرح لايدخلها الامن فرح الاطفال

(کنزالعمال)

ترجمہ: جنت میں ایک گھر ہے جسے دارالفرح (خوشیوں کا گھر) کہا جاتا ہے اس میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو اپنے بچوں کو خوش رکھتے ہیں۔

اس حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے بچوں کو خوش رکھنے پر جنت کی بشارت سنائی ہے۔ جس سے معلوم ہوا کہ بچوں کو خوش رکھنا اللہ کی رضامندی کا سبب ہے۔

بچوں کو خوش رکھنے کے کئی طریقے ہیں مثلاً بچوں کے ساتھ کبھی کبھار ان کے کھیل میں شریک ہونا ان کی جائز ننھی خواہشات کا پورا کرنا ان کے ساتھ اچھے اخلاق اور خندہ پیشانی سے پیش آنا انہیں کبھی کبھار کوئی ایسا لطیفہ سنانا جس سے وہ خوش ہوکر

بے اختیار ہنس پڑیں لیکن اس میں یہ خیال رہے کہ وہ مزاح جھوٹ بھی نہ ہو اور اس سے کسی کی توہین بھی مقصود نہ ہو اور نہ ہی اس میں غیبت کا کوئی پہلو ہو۔ جیسے رسول اللہ ﷺ فرمایا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت نے حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا میرے لئے دعا فرمائیں کہ میں جنت میں داخل ہو جاؤں تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ جنت میں تو بڑھیا نہیں جاسکتی۔ اس پر وہ رونے لگی تو آپ نے تبسم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جنت میں داخل کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سب مسلمان مرد و عورت کو دوبارہ جوان بنا دیں گے۔ (یعنی تمہیں بھی جوان کر کے جنت میں داخل کیا جائے گا) یہ سن کر وہ خوش ہوگئی۔

دیکھئے اس مزاح میں نہ جھوٹ ہے نہ کسی پر چوٹ اور نہ غیبت اگر اس طرز پر آپ بھی اپنے بچوں سے مزاح کریں تو بہت مستحسن ہے لیکن ایک بات کا خیال رکھئے کہ موقع محل دیکھ کر مزاح کریں تاکہ آپ کا وقار برقرار رہے ورنہ زیادہ مزاح نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے مناسب موقع پر اور کبھی کبھار ہی مزاح کیا کریں اور بچوں کو بھی اس کی عادت ڈالئے کہ وہ خوش اخلاق اور خوش مزاج ہوں ان کے چہرے پر ہر وقت اور ہر حال میں مسکراہٹ سجی ہوئی ہو اس لئے کہ مسلمان کی شان یہی ہے کہ چاہے کتنی پریشانیاں ہوں کسی حال میں بھی وہ ماتھے پر شکن نہیں آنے دیتا اور یہی عادات مسلمان کو تمام اقوام عالم سے امتیاز بخشتی ہیں۔

اس لئے عرض ہے کہ اپنے بچوں کو خوش رکھئے اور اس پر اللہ سے اجر کی امید رکھئے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے خوشیوں کے گھر کی خوشخبری سنا دی ہے ان سے بڑھ کر سچے کون ہو سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے

دل کا میل اور معافی

آپ اپنے بچے کی پرورش اس طرح کرنے کی کوشش کریں کہ ان میں صحابہ

رضی اللہ عنہم اجمعین کی صفات آجائیں اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ اپنے بچوں کو شروع ہی سے صحابہ کے واقعات اور کارنامے اور ان کے فضائل سنائیں تاکہ ان کے دلوں میں صحابہ کی محبت' عزت اور قدر پیدا ہو جائے اور ان کے معصوم ذہنوں میں بھی صحابہ کی طرح دنیا کے تمام لوگوں کو پورے دین پر لانے کا شوق پیدا ہو جائے کہا جاتا ہے کہ بچے سے جو کام لینا مقصود ہو بچپن سے ہی اس کے کرنے والوں کی تعریف کی جائے چنانچہ دین سے دور لوگوں کا اپنے بچوں کو مالداروں کے فضائل سنانا' فوج والوں کا اپنے بچوں کو بڑے بڑے جرنیلوں اور کرنیلوں کے واقعات سنانا' شکاری کا اپنے بچوں کو شکار کے بڑے بڑے واقعات سنانا اس بات کی دلیل ہیں۔ درحقیقت واقعات سنانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ بچہ کے دل میں ابھی سے ویسا ہی بننے کی اور وہی کام کرنے کی خواہش پیدا ہو اور بڑا ہو کر وہ اس کی تکمیل کرے۔ یہاں پر ہم صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی بے شمار صفات میں سے ایک صفت کا تذکرہ کرتے ہیں خوب کوشش کریں کہ یہ صفت آپ کے بچوں کے اندر پیدا ہو جائے وہ صفت ہے معاف کرنے کی یا یوں کہہ لیجئے کہ ان کا دل کسی کی طرف سے میلا نہ ہوتا تھا اگر واقعی کوئی رنجش پیدا ہو بھی جاتی تو وقتی ہوتی اور نہایت جلدی ختم ہو جاتی تھی لہٰذا اپنے بچوں کو اس کی ترغیب دیں کہ اپنے سے پرائے سے' رشتہ داروں سے' پڑوسیوں سے' بھائی بہنوں سے' دوستوں سے کسی سے بھی اپنا دل میلا نہ کریں اگر کسی نے کوئی واقعی زیادتی کر بھی دی تو سچے دل سے اسے معاف کر دیں اور اس عمل پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے اجر کی امید رکھیں۔ چھوٹے بچوں کا زیادہ معاملہ بھائی بہنوں سے ہوتا ہے۔ اس لئے بھائی بہنوں سے متعلق ترغیب دیں کہ ان کی طرف سے اپنا دل بالکل صاف رکھو۔ پکی نیت کر لو کہ ہم اپنے دل سب کی طرف سے صاف رکھیں گے اس نیت کا اثر یہ ہو گا کہ اگر کوئی پسندیدہ چیز اپنے بھائیوں بہنوں یا دوستوں کے پاس نظر آئے گی تو اس کے چھیننے کی فکر نہ ہو گی اور نہ ہی کسی غلط تدبیر (مثلاً چغلی' غیبت وغیرہ یعنی والدین کو اس انداز سے کہنا کہ امی بھائی جان نے فلاں چیز اس طرح

استعمال کی کہ وہ ٹوٹ سکتی تھی یا خراب ہو سکتی تھی یا نقصان کا باعث بن سکتی تھی تاکہ بھائی سے وہ چیز چھین لی جائے) وغیرہ کے ذریعے اس چیز کو چھپانے کی کوشش ہوگی۔

ایک اور فائدہ یہ بھی ہو گا کہ یہ نیت کرنے سے سخاوت اور رضا بتقدیر کا جذبہ ان کے دلوں میں خود بخود پیدا ہو جائے گا اس طرح کہ اگر ان سے کوئی پسندیدہ چیز بھائی یا بہنوں نے چھین لی تو بجائے لڑنے جھگڑنے کے وہ بھی انہیں معاف کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ کے تقسیم پر راضی رہیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ چیز ان کے مقدر میں لکھی تھی اگر وہ ان کے پاس چلی گئی تو اس میں ناراض ہونے سے کیا حاصل۔

احادیث کی کتابوں میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی مجلس میں کچھ صحابہ تشریف فرما تھے کہ ایک صحابی گذرے' آپ ﷺ نے فرمایا یہ جنتی ہیں اس ارشاد پر مجلس میں بیٹھے' ایک نبی نے سوچا کہ ان کا ایسا کونسا عمل ہے کہ آپ ﷺ نے زمین پر رہتے ہوئے انہیں جنتی فرمایا چنانچہ وہ ان کے پیچھے چل پڑے۔ جب ان کے گھر پہنچ گئے تو ان صحابی نے انہیں اپنے گھر ٹھہرنے کی دعوت دی جو انہوں نے فوراً قبول کر لی تاکہ ان کا وہ خاص عمل دیکھ سکیں پھر ایک دن گذرا دوسرا دن گذرا جب تیسرا دن گذرا تو انہوں نے ان سے دریافت کیا کہ میں تین دن آپ کے ساتھ رہا اور جو عمل آپ نے کیا میں نے دیکھا میں بھی وہی اعمال کرتا ہوں لیکن آپ مجھے بتایئے کہ وہ کونسا خاص عمل ہے جس کی وجہ سے آپ ﷺ نے آپ کو دنیا میں رہتے ہوئے جنتی فرمایا ہے اس پر انہوں نے کہا کہ اور تو کچھ نہیں بس یہ ہے کہ جب رات کو میں سونے لگتا ہوں تو میرا دل سب کی طرف سے بالکل صاف ہوتا ہے یعنی میں سب کو معاف کر کے سوتا ہوں۔

اس واقعے سے متعلق علمائے کرام فرماتے ہیں کہ دل کا صاف ہونا یہ جنتیوں کی صفات میں سے ہے جنت میں سارے جنتی ایک دوسرے سے خوب محبت کریں گے اور آپس میں ان کے دل بالکل صاف ہوں گے اگر یہ صفت انسان دنیا میں اپنے اندر پیدا کر لے تو یقیناً وہ جنتیوں میں سے ہو جائے گا لہٰذا تمام مسلمان ماؤں کی

خدمت میں گذارش ہے کہ اپنے بچوں کو یہ واقعہ سنائیں اور انہیں یاد بھی کروا دیں اور اس کے مطابق عمل کرنے والا بنائیں تاکہ ہماری زندگی جنت کا نمونہ بن جائے ۔ آمین !

بچوں کی ضد پوری کرنا

ضد اور ہٹ دھرمی کی عادت بہت بری ہے ۔ ماں باپ اگر بچوں کی خیر خواہی اور بھلائی چاہتے ہوں تو ان کی یہ ذمہ داری اور فرض ہے کہ بچے میں ضد کی خصلت پیدا ہوتے ہی اس کو دبا دیں اگر ایسا نہ کریں گے تو بچہ بھی ہاتھ سے جائے گا اور خود بھی مصیبت میں پھنس جائیں گے ۔ کتنے ہی بچے پیدائش ہی سے ضدی ہوتے ہیں اور ایسے ضدی کہ بات بات پر مچلتے ہیں اور رو رو کر برا حال کر دیتے ہیں ۔ گھنٹوں روتے رہتے ہیں ۔ ان کی ضد پوری کرنے کے بعد بھی خاموش نہیں ہوتے ۔ اگر سچ پوچھو تو یہ ایک قسم کی بیماری ہے جو پیٹ کی خرابی کی وجہ سے ہوتی ہے ۔ ایسے وقت مار دھاڑ یا سختی سے کام نہ لیتے ہوئے اس کا علاج کرانا چاہئے ۔ جو بچہ ضد کرتا ہو اور کوئی چیز مانگتا ہو تو اگر وہ چیز دینے میں کوئی حرج نہ ہو تو ضد کرنے سے پہلے ہی اس کو وہ چیز دے دینی چاہئے اگر ضد پر اتر آئے تو پھر ہرگز نہ دے اس سے اس کی عادت بگڑ جاتی ہے پھر ضد کر کے ہی وہ ہر چیز مانگنے کا عادی بن جاتا ہے ۔ اس لئے اس کی سمجھ کے موافق اس چیز کو دینے کا جو نقصان ہو گا وہ نقصان اس پر کھولا جائے اور اس کو سمجھایا جائے ' کہ ضد کرنا بہت ہی بری بات ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کی توجہ کسی دوسرے کام کی طرف مشغول کی جائے ' اگر دو چار مرتبہ اس کی ضد پوری نہ کی جائے تو وہ سمجھ جائے گا کہ رونے دھونے اور ضد کرنے سے کچھ ہو گا نہیں اور پھر وہ اپنی عادت ان شاء اللہ تعالیٰ چھوڑ دے گا ۔

بچوں کو غلام نہ بناؤ

بہت سی مائیں اپنے بچوں کو غلام بنا دیتی ہیں اور کتنی مائیں ان کو سیٹھ بنا دیتی ہیں کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کئی ایک مائیں اپنے بچوں پر زبردست ظلم کرتی ہیں۔ مار مار کر اس سے اپنی ہر بات منواتی ہیں اور اپنا حکم منا منا کر ان کی طبیعت میں غلامی کی ذہنیت پیدا کرتی ہیں۔ اس کے برعکس کتنی مائیں تو اپنے لاڈلوں کی ہر ضد کے سامنے اتنی جھک جاتی ہیں کہ وہ بچے عملی طریقے پر ان کے سیٹھ بن جاتے ہیں۔ ایسے ضدی بچے ہٹ دھرمی کرنے پر اتر آئیں تو پورا گھر سر پر اٹھا لیتے ہیں اور اپنی ضد کے سامنے پورے گھر والوں کو جھکا کر اپنی من مانی کرا لیتے ہیں۔

یاد رکھو! کہ معاملہ اور برتاؤ کے یہ دونوں طریقے غلط ہیں۔ اس سے بچوں کی اخلاقی اور ذہنی تربیت کو بے حد نقصان پہنچتا ہے۔ نہ تو بچوں کو غلام بنانا چاہئے اور نہ ان کو سیٹھ بننے کا موقع دینا چاہئے۔

اپنے بچوں کو رنگے ہاتھ نہ پکڑیں

اپنی اولاد کی صحیح تربیت اس وقت ہو سکتی ہے جب اولاد اپنے والدین کی دل سے عزت کریں اور ان کے ذہنوں میں اپنے والدین کا کوئی مقام ہو وہ اپنے والدین سے حیا کرتے ہوں ان کے سامنے کوئی نامناسب حرکت کرتے ہوئے شرم محسوس کریں اور یہ تب ممکن ہو گا جب والدین بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ اگر کبھی کوئی نامناسب حرکت کرتے ہوئے ان کی نظر اپنے بچوں پر پڑ جائے تو اس وقت بالکل انہیں نہ ٹوکیں نہ ہی موقع پر ڈانٹیں بلکہ خود کو بچوں کے سامنے ہرگز ظاہر نہ کریں حتیٰ کہ اگر بچوں نے دیکھ ہی لیا ہو تو بالکل انجان بن جائیں جیسے یہ حرکت کرتے ہوئے انہیں دیکھا ہی نہیں۔ کیوں کہ یہ بچے آپ کیلئے مجرم کی طرح نہیں ہیں کہ ان کے ساتھ وہ

پولیس والا سلوک کیا جائے جیسے وہ مجرم کو رنگے ہاتھوں پکڑنے کی کوشش کرتے ہیں اور موقع پر انہیں دھرکر ذلیل کرتے ہیں۔ شاید ان کی یہ مجبوری ہوتی ہے کہ وہ عدالت میں مجرموں کو عینی گواہوں کے ساتھ پیش کرکے جلد از جلد کیفرکردار تک پہنچا دیں۔ لیکن آپ کی ہرگز یہ مجبوری نہیں ہے اور نہ ہی آپ کو اپنے بچوں کی اصلاح کیلئے ایسا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

ہم آپ کے لئے ذیل میں چند مثالوں کے ساتھ طریقے درج کرتے ہیں ان پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ برائی بھی بچے کے اندر سے ختم ہو جائے گی اور آپ کا مقام بھی ان کے ذہنوں میں قائم رہے گا۔

(۱) مثلاً اللہ نہ کرے آپ نے اپنے لڑکے کو سگریٹ پیتے ہوئے دیکھ لیا اب انجان بن جائیں اور تحقیق نہ کریں۔ سب سے پہلے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سے گڑگڑا کر دعا مانگئے کہ اے اللہ! میرے لڑکے کے اندر سے یہ گندی عادت ختم فرما دیجئے۔ یہ بھی دعا کریں کہ آپ مجھے حکمت وبصیرت عطا فرما دیں اور ایسی بات میرے منہ سے نکلوا دیں کہ جو اس کے دل پر اثر کر جائے اور وہ سگریٹ نوشی یا یہ .... بری عادت چھوڑ دے بلکہ اس کے ذہن میں سگریٹ نوشی کی نفرت بیٹھ جائے۔

دعا کرنے کے بعد کوئی مناسب موقع دیکھ کر مثلاً اپنے لڑکے سے یوں بات کریں کہ بیٹا بعض لوگ کیسے بے وقوف ہوتے ہیں کہ اپنے منہ میں بدبو پیدا کرنے کے بدلے میں اپنے پیسے بھی ضائع کرتے ہیں' بیٹا آپ سمجھے نہ میری بات میرا مطلب ہے کہ سگریٹ پینے والے لوگ اپنی دنیا بھی خراب کرتے ہیں اور آخرت بھی۔

دنیا کے نقصانات میں سے سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے پھیپھڑوں میں آکسیجن جذب کرنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے اور سگریٹ نوش جلد ہی دوڑنے بھاگنے اور کوئی دوسرا بھاری کام کرنے سے رہ جاتا ہے اور دمہ اور سرطان جیسی بیماری کا بھی شکار ہو جاتا ہے حتیٰ کہ بعض معالجوں نے تو یہ تک کہا ہے کہ سگریٹ نوشی خودکشی کے مترادف ہے اور اسی طرح آخرت کے نقصانات میں سے

ایک نقصان یہ ہے کہ جب کوئی شخص بدبودار منہ لے کر مسجد میں داخل ہوتا ہے تو فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے اور فرشتے اس کے لئے بددعا کرتے ہیں اور خود اللہ پاک کو بھی بدبو پسند نہیں ہے جب کوئی بندہ بدبو دار منہ سے دعا کرتا ہے تو اللہ پاک خوش نہیں ہوتے اور یہ دعا کی قبولیت میں مانع بنتی ہے۔

اور بیٹا! ان سگریٹ پینے والوں اور پان کھانے والوں اور کثرت سے چائے پینے والوں کیلئے تم روزانہ دو رکعت نفل پڑھ کر دعا مانگا کرو کہ اے اللہ! ان کی یہ عادت چھڑا دے۔

اس لئے کہ جتنا پیسہ پان اور سگریٹ پر لگتا ہے اگر ہر مسلمان اس کو بچاکر یہ پیسہ تعلیم پر اسکول اور مدرسہ کھولنے پر لگا دے ملک وملت پر لگا دے مذہب پر لگا دے' غریبوں اور بیواؤں' یتیموں' مسکینوں پر لگا دے تو آپ خود سوچ لو کتنا فائدہ ہو' دنیا میں کتنے لوگ تعلیم حاصل کرنے والے بن جائیں' کتنے اسکول کھل جائیں' کتنے غریبوں کو روزگار مل جائے۔

قوی امید ہے کہ دعاؤں کے ساتھ ساتھ اس طرح سمجھانے سے اس .... کے دل میں ...... اس برائی کی مذمت بیٹھ جائے گی اور اس پر یہ بھی ظاہر نہ ہوگا کہ میرے والدین نے مجھے سگریٹ پیتے ہوئے دیکھ لیا ہے' اور اگر یہ بات اس پر ظاہر ہوگئی اور آپ نے اس کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیا' اور خوب مارا پیٹا' ذلیل کیا۔تو اس کے دل میں یہ بات بیٹھ جائے گی اب تو انہوں نے دیکھ ہی لیا ہے میں ان سے چھپ کر کیوں پیوں اب تو سامنے پینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔پھر یہ بے شرم ہوکر اگر آپ کے سامنے پینے لگے گا تو سوچیں کیا گذرے گی آپ کے دل پر؟ لہٰذا مذکورہ بالا طریقے پر ہی عمل کریں۔

(۲) آپ نے اپنے بچے کو ویڈیو گیم کی دکان پر دیکھ لیا کہ وہ کھیل رہا ہے تو سب سے پہلے اللہ سے (پہلے بتائے گئے طریقے پر الفاظ بدل کر) دعا کریں پھر کسی وقت اپنے بچے کو پیار کرتے ہوئے اس طرح سمجھائیں کہ مثلاً۔

بیٹا تمہارا کوئی دوست ویڈیو گیم تو نہیں کھیلتا اب بچہ چونک جائے گا تو اسے اپنے مزید قریب کرکے نہایت نرمی سے یوں سمجھائیں کہ

بیٹا! دیکھو آپ کبھی ویڈیو گیم نہیں کھیلنا کیونکہ اس کھیل سے اللہ پاک ناراض ہوتے ہیں اس لئے کہ اس میں موسیقی ہوتی ہے جو اللہ پاک کو ناپسند ہے اور شیطان اس سے خوش ہوتا ہے۔ اب تم ہی بتاؤ بیٹا! کہ کیا ہمیں اللہ کو ناخوش اور شیطان کو خوش کرنا چاہئے۔ بچے کے نہیں کہنے پر اسے شاباش دے کر پھر سمجھائیں کہ بیٹا! اگر تمہارا کوئی دوست اس گندے کھیل میں لگا ہے تو اس کو بھی ضرور منع کرو یہ تمہاری ذمہ داری ہے اسی طرح سمجھاتے ہوئے آخر میں بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہیں کہ مجھے یقین ہے بیٹا تم تو کبھی اس دکان کے قریب بھی جانا پسند نہیں کروگے نا؟

ان شاء اللہ تعالیٰ اس طرح سے نہ صرف، وہ خود اس عادت کو چھوڑ دے گا بلکہ اپنے دوستوں کو بھی اس لعنت سے بچانے کی کوشش کرنے لگے گا۔ ورنہ دوسری صورت میں اگر آپ نے اسے دکان ہی پر پکڑ کر ڈانٹا یا خدا نہ کرے مارنا شروع کر دیا تو آئندہ وہ آپ ہی سے پیسے لے کر دوسرے محلے میں جاکر ویڈیو گیم کھیلے گا اور پیسے نہ ملنے پر دوسرے غیر مناسب طریقے استعمال کرے گا جس سے یقیناً آپ کو بہت تکلیف ہوگی۔ اور ایک برائی تو ختم ہوئی نہیں دوسری برائی بھی پیدا ہو جائے گی۔

(۳) آپ کے بچے جھوٹ بولتے ہیں اور گالی دیتے ہیں اور کسی وقت آپ نے انہیں کوئی گالی دیتے ہوئے سن لیا تو بالکل انجان بن جائیں جیسے سنا ہی نہیں پھر پہلے تو دعا مانگیں اس کے بعد کوئی مناسب موقع دیکھ کر یوں سمجھائیں کہ بیٹا گالی دینا بہت بری بات ہے۔ اس سے اللہ ناراض ہوتے ہیں اور اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص کسی کو برا بھلا کہتا ہے اور وہ باوجود قدرت کے خاموش رہے تو اللہ پاک ایک فرشتہ مقرر کر دیتے ہیں جو اس کی طرف سے برا کہنے والے کو جواب دیتا ہے

اور اسی طرح ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب میری امت آپس میں گالی گلوچ اختیار کرے گی تو اللہ پاک کی نظروں سے گر جائے گی یعنی پھر اس بندے کی اللہ پاک کے ہاں کوئی وقعت یا حیثیت نہیں رہے گی۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ کبھی بھی گالی یا گندی بات اپنے منہ سے نہ نکالیں بلکہ اگر کوئی دوسرا برا کہہ بھی رہا ہو تب بھی جواب میں اسے کچھ نہ کہیں تاکہ اللہ پاک کی نظر میں ہم ذلیل ہونے سے بچ جائیں۔

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ والدین خود گالیوں اور گندی باتوں سے سخت پرہیز کریں اگر خدانخواستہ آپ خود اس مرض میں مبتلا ہیں تو بچے پر کوئی نصیحت کارگر نہ ہوگی۔

اسی طرح جھوٹ بولنے پر اپنے بچے کو تنبیہ تو ضرور کریں مگر یہ ثابت کرنے کی کوشش نہ کریں کہ تمہارا جھوٹ کھل گیا ہے کہ اس سے بچے میں ڈھٹائی آتی ہے اور وہ عادت میں پختہ ہو سکتا ہے اس لئے جھوٹ بولنے پر جو نقصانات قرآن وحدیث میں آئے ہیں وہ یاد کر کے بچوں کو سنائیں اور اس کے ذہن میں یہ ڈالنے کی کوشش کریں کہ جھوٹ بولنے پر اللہ ناراض ہوتے ہیں اور جھوٹ بولنے والا اللہ کے عذاب کو دعوت دیتا ہے اور ایک جھوٹ بولنے کی وجہ سے لامحالہ انسان کو سو جھوٹ بولنے پڑیں گے بیٹا! سچ ہمیشہ نجات دیتا ہے' جھوٹ آدمی کو ہمیشہ ہلاک کرتا ہے' جھوٹ بزدل لوگ بولا کرتے ہیں' بہادر ہمیشہ سچ بولتے ہیں۔ دیکھو جھوٹ بولنے کی روحانی طور پر ایک بدبو ہوتی ہے جس سے فرشتے دور بھاگ جاتے ہیں۔ لہٰذا بیٹا! آپ کبھی جھوٹ نہ بولنا' بلکہ اپنے دوستوں کو جن میں جھوٹ بولنے کی عادت ہو سچ بولنے کی ترغیب دینا۔

اللہ پاک آپ کو اس لعنت سے بچائے یہ ضروری ہے کہ والدین خود بھی جھوٹ بولنے سے احتراز کریں کیوں کہ بچے کے سامنے اگر آپ نے جھوٹ بول دیا تو مذکورہ بالا ساری نصائح کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

اسکول سے واپسی پر

بعض مائیں ایسے بچوں کیلئے بہت پریشان رہتی ہیں' اور تعویذ طلب کرتی ہیں کہ ہمارا بچہ روتا رہتا ہے چپ نہیں ہوتا' اسکول نہیں جاتا' یا اسکول سے واپس آکر بہت تنگ کرتا ہے۔

ایسی ماؤں کیلئے ہم دو تدبیریں لکھتے ہیں امید ہے مائیں اس پر عمل کریں گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ بہت فائدہ ہو جائے گا..........

(۱) ہر ماں کو چاہئے کہ وہ اپنی نگاہ تحقیقی بنائے اس بات کا مختلف پیرا ہوں سے اندازہ کرتی رہے کہ میرا بچہ کس بات سے زیادہ خوش ہوتا ہے' کن باتوں سے وہ پریشان ہو جاتا ہے۔

تاکہ ان باتوں سے بچا جائے' اور جب وہ پریشان ہو جاتا ہے تو اس کی پریشانی کو وہ کیسے دور کر سکتی ہے' جب وہ رونا شروع کرتا ہے ضد پر آجاتا ہے تو اس کو کیسے چپ کروایا جائے' پھر ان تدابیر پر عمل کر کے اس کو اطمینان دلوائیں۔

(۲) اسکول ومدرسہ سے واپسی پر ماں کو چاہئے بچوں کیلئے ہلکی پھلکی غذا یا شربت تیار کر کے رکھے اسکول سے آتے ہی پہلے انکو سلام کروا کر کچھ کھلا پلا دے پھر ان سے کہیں کہ

کپڑے بدل لو......... کھانا کھا لو......... مدرسہ کی تیاری کرو وغیرہ........... وغیرہ...........

اس لئے کہ یہ بچہ آپ سے صرف چھ گھنٹے دور ہی نہیں رہا' بلکہ چھ گھنٹے آپ کی محبت بھری نگاہ سے بھی دور رہا ہے آپ کی انگلیوں کے پورے اس کے رخساروں پر نہیں پھرے' اس کو ان چھ گھنٹوں میں شفقت محبت نہیں ملی' وہ ان سب چیزوں کا متلاشی ہوتے ہوئے آپ کے پاس آرہا ہے' آپ سے امید باندھتے ہوئے آرہا ہے۔

کہ آپ اس کا پیار و محبت سے استقبال کریں گی' وہ اسکول مدرسہ میں کسی کے سامنے روٹھا نہیں ہے' آپ ہی کے پاس روٹھنے کا وہ حق سمجھتا ہے' وہ آپ سے امید

رکھتا ہے کہ آپ اس کا دل بہلائیں گی۔

لیکن اگر آپ کے پاس آنے کے بعد بھی اس کو پیار نہ ملا صحیح استقبال نہ ملا' صبح کا گھر سے گیا ہوا بچہ بھوکا پیاسا جب آپ کے پاس پہنچتا ہے' آپ اسے شربت کے دو میٹھے گھونٹ بھی نہ پلائیں' اس کے سر پر ہاتھ بھی نہ پھیریں' اس کے ہاتھ سے بیگ بھی نہ لیں' آپ کو اتنی فرصت بھی نہ ہو کہ آپ چولھا بند کرکے دروازہ جلدی سے کھولیں تو ضرور ایسی حالت میں بچہ کے اندر چڑچڑا پن پیدا ہو گا' وہ رونے کا عادی بنے گا' ہر وقت ضد میں رہے گا' آپ کی محبت اسکے رگ وجان میں پیوست نہیں ہو گی لہذا ایسی خطرناک غلطی کبھی نہ کیجئے گا اور اس بات کا اہتمام رکھئے کہ بچہ جب اسکول یا مدرسہ جائے تو ہنستے ہوئے جائے اور آئے تو ہنستے ہوئے آئے اسی طرح نہ اسکول بھیجتے ہوئے آپ کو چلانا پڑے نہ اسکول سے آتے ہوئے آپ کو چلانا پڑے 'بلکہ پیار و محبت نرمی اور ہمدردی ہی کے لہجہ میں وہ آپ کی بات سمجھنے اور ماننے کا عادی ہو جائے۔ اس کے لئے اسکول جاتے ہوئے بہتر تدبیر جو ہم نے آپ کو پچھلے صفحات میں بتا دی وہ یہ تھی کہ ''انفرادی توجہ'' ہر بچے پر آپ انفرادی توجہ دیجئے' اس بات کو یاد رکھتے ہوئے کہ بچے بچے ہی ہوتے ہیں یہ روئیں گے .... ضد کریں گے .... روٹھیں گے .... ناراض ہوں گے' .... لیکن آپ اللہ کو راضی کرنے کی خاطر ثواب کی امید رکھتے ہوئے اس پر صبر کرنا ہو گا' خون کے گھونٹ پی کر بھی آپ کو مسکرانا ہو گا' ہڈیوں کا گودا جلا کر بھی آپ کو اپنی پیشانی پر بل نہیں آنے دینے ہوں گے' اور اسکول کی واپسی پر آپ کو پہلے سے شربت 'بسکٹ یا کوئی پھل فروٹ جو بچوں کو پسند ہوں' یا سردیوں میں اپنی حیثیت کے موافق دودھ یا بادام' پستہ' گڑ' چنے وغیرہ تیار رکھنے ہوں گے 'کہ بھوک کی حالت میں بڑے انسان کا دماغ کام نہیں کیا کرتا تو یہ بچہ بھوک کیسے برداشت کر سکے گا۔

پہلے فوراً اس کو کھلائیں پلائیں پھر اس کی بات سنیں' اسکول مدرسہ کی کارگزاری پوچھیں اچھی کارگزاری پر اسے کہیں کہ اللہ کا شکر ادا کرو اور خوب کار

گزاری پر تسلی دیں' ہمت بند ھوائیں نیا عزم اور نیا ارادہ نیا حوصلہ اس میں پیدا کریں۔

پھر یہ سب کہہ سن کر جب اس کے دل کا برتن خالی ہو گیا تو اب اس کے دل کے برتن میں آپ کیلئے جگہ ہے اب آپ ان شاء اللہ تعالیٰ جو کہیں گی وہ اسکے دل کے برتن کے اندر چلا جائے گا اب یہ بات صادق آئے گی۔

بچپن میں کہی ہوئی بات بچپن تک محفوظ رہتی ہے پھر ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی یہ شکایت دور ہو جائے گی کہ آج کے بچے ایسے .... اور ایسے .... ہیں مانتے نہیں ہیں .... چلن نہیں کرنے دیتے .... وغیرہ .... وغیرہ .... پھر ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کا یہ صبر آزما گھونٹ ہی سب سے بڑا تعویذ ہو گا اور پھر آپ صبر کر کے جب دو رکعت نفل پڑھ کر اللہ سے دعا مانگیں گی تو آپ کا اللہ تعالیٰ کے سامنے دونوں ہاتھ اٹھانا ہی اس بچے کی کایا پلٹ دے گی' اس کی زندگی میں انقلاب پیدا کر دے گی اس کو شیطان سے حفاظت کروا دے گی۔

جو آپ کے ہاتھ میں ہے وہ آپ کر دیجئے پھر جو آپ سے نہیں ہو سکتا وہ اللہ میاں سے مانگ لیجئے وہ اللہ تعالیٰ کر دیں گے' لیکن جو آپ کے ہاتھ میں ہے وہ آپ نہیں کریں گی اور یہ چاہیں گی کہ صرف تعویذ کر والوں یا پانی پر دم کر والوں اس سے ہو جائیگا تو یاد رکھئے۔اس سے آپ کے بچے کی صحیح تربیت نہیں ہو پائے گی' معاشرہ کے اندر آپ ایک ایسا فرد نہیں بھیج سکیں گی جو امت کیلئے قائد بن سکیں' جس کے اندر حضور اکرم ﷺ کی کامل نیابت کی اہلیت پیدا ہو سکے' وہ صبر' شکر' قناعت' اللہ کے ہر فیصلہ پر راضی رہنا' وغیرہ جیسی مبارک صفات آپ سے نہیں سیکھ سکے گا' لہٰذا اگر آپ چاہتی ہیں کہ اگر آپ کے بچوں میں یہ مبارک صفات پیدا ہوں تو آپ کو یہ صفات پہلے اپنے اندر پیدا کرنا بہت ہی ضروری اور لازمی ہو گا لہٰذا بچے کے چلانے پر آپ خود کبھی نہ چلائیں بچے کے غصہ ہونے پر آپ خود کبھی غصہ میں نہ آئیں بچے کے روٹھنے پر آپ خود نہ روٹھیں بلکہ ماتا کا ثبوت دیتے ہوئے اس پر صبر کریں اور اس صبر پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے شمار جو انعامات ملیں گے اس کا یقین رکھیں اس

پر ثواب کی امید رکھیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کیلئے صبر کرنا آسان ہو گا اور آپ بچوں کے اندر یہ مبارک صفات صحیح طور سے پیدا کر سکیں گی اور اس امانت میں خیانت کی مرتکب نہیں ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اور تمام مسلمان ماؤں کو اس بھاری امانت کو صحیح طور سے ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اس میں خیانت سے حفاظت فرمائے۔ آمین!

بچوں سے باتیں کیسے منوائی جائیں

ہر ماں کو چاہئے کہ وہ اپنے اعمال کا جائزہ لے کہ کیا میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو مان کر چل رہی ہوں؟ اگر نہیں تو اس بات کی کوشش کریں کہ اب سے آپ سو فی صد اللہ تعالیٰ کے احکامات کو مان کر انہیں پورا کریں اس طرح آپ کے بچے بھی آپ کی بات مانیں گے جب آپ اللہ پاک کی فرماں بردار ہوں گی تو آپ کے بچے ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کے فرماں بردار ہوں گے اس کے ساتھ ساتھ کبھی بھی اپنے بچوں کو سختی سے کوئی بات ماننے پر مجبور نہ کریں بچے معصوم اور ناسمجھ ہوتے ہیں، سختی اور زبردستی سے ان سے کوئی کام لینا ان کے ساتھ زیادتی ہے اس کی بجائے جب بھی انہیں کسی بات پر آمادہ کرنا ہو تو پہلے انہیں ہلکی پھلکی باتیں کرکے مانوس کریں پھر اس بات (جس پر آمادہ کرنا ہو) کے فضائل سنائیں مثلاً اگر مدرسہ میں بھیجنا ہے۔ تو اسکول سے آتے ہی یا صبح اٹھتے ہی مدرسہ کا نہ کہے بلکہ پہلے اس سے اسکول میں وقت کیسے گذرا اس کے بارے میں پوچھے۔ پھر اسے پیار سے مدرسہ جانے کیلئے کہے۔

اسی طرح اس بات کے نہ ماننے پر جو نقصانات ہوں گے وہ بتائے مثلاً کپڑے نہیں تبدیل کر رہا ہے۔ اب آپ یوں کہیں کہ بیٹا! جو بچے گندے کپڑے پہنے ہوئے ہوتے ہیں تو لوگ انہیں اچھا نہیں سمجھتے اور کہتے ہیں کہ ان بچوں کے والدین ہی برے ہیں جنہوں نے اپنے بچوں کو صاف کپڑا نہیں پہنایا۔ اسی طرح لوگ یہ سوچتے ہیں کہ

ان کے پاس شاید کپڑے ہی نہیں ہیں۔یوں اللہ بھی ناراض ہوتے ہیں کہ جب اس نے انہیں اچھے کپڑے دیئے ہیں پھر یہ کیوں استعمال نہیں کرتے وغیرہ وغیرہ۔اس کے بعدپیار کے ساتھ اسے کوئی حکم دیں۔ان شاء اللہ بچہ وہ بات مان لے گا مزید یہ کہ بچے کے قریب ہوکر اس کے دل کی بات لینے کی کوشش کریں مثلاً بچہ سونہیں رہا اور وقت گذر رہا ہے اب آپ اسے سختی سے چیختی چلاتے ہوئے سو جاؤ جلدی سوؤ ورنہ بھوت لے جائے گا وغیرہ کہنے کی بجائے اس کے بستر پر بیٹھ جائیں اس کے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے پیار سے کہیں بیٹا! اگر آپ جلدی سو جائیں گے تو صبح تازہ دم ہو کر اٹھیں گے اور اسکول میں چاق چوبند ہوکر جائیں گے وہاں نیند بھی نہیں آئے گی وغیرہ پھر بچے سے پوچھیں بیٹا نیند کیوں نہیں آرہی؟ اب بچہ ضرور آپ کو دل کی بات بتائے گا کہ امی جان مجھے بھوک لگ رہی ہے یا مچھر کاٹ رہے ہیں یا گرمی لگ رہی ہے وغیرہ پھر آپ اس کی وجہ جاننے کے بعد اس کا حل تلاش کریں۔

یقیناً اسطرح کرنے سے بچہ کے دل میں آپ کی محبت بھی خوب بیٹھے گی اور وہ آئندہ آپ کی بات بھی فوراً ماننے کی کوشش کرے گا۔اسی سلسلے میں ہمیں بزرگوں کے اقوال ملتے ہیں کہ انہوں نے اس موضوع پر یعنی اولاد کو حکم دینے کی موضوع پر کتنی احتیاط کی تعلیم دی ہے چنانچہ علامہ طاہر بن عبد الرشید بخاری رحمتہ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ہرباپ (اور ماں) کو چاہئے کہ جب وہ اپنے بیٹے (اور بیٹیوں) کو کوئی حکم دے تو صریح (کھلم کھلا) حکم کے الفاظ کی بجائے یوں کہئے:

"بیٹے! اگر آپ فلاں کام کر لو تو اچھا ہے"

کیوں کہ اگر صراحتاً حکم دیا اور مثلاً یہ کہا کہ "ایسا کرو" اور پھر بیٹا کسی وجہ سے نہ کر سکا تو وہ نافرمانی کے گناہ کبیرہ میں مبتلا ہوگا۔پہلی صورت میں یہ اندیشہ نہیں۔
(خلاصہ الفتاوی ص ۳۴۰ ج ۴)

اسی طرح والدین اس بات کی کوشش کریں کہ ان کی اولاد اپنے ماں باپ کی منشاء کو سمجھنے لگیں اور اس کے مطابق عمل بھی کریں لیکن یہ بھی ضروری ہے کہ

والدین کوئی ایسا حکم صراحتہ یا اشارۃ بالکل نہ دیں جس میں اللہ پاک کی یا رسول پاک ﷺ کی کوئی نافرمانی ہو ایسی صورت میں وہ حکم دے کر گناہ گار ہوتے ہیں اور اگر اولاد نے اس پر عمل کر لیا تو وہ بھی گناہ گار ہو جائے گی لہٰذا ہماری گزارش ہے کہ زندگی کے ہر معاملے اور ہر مسئلے میں ہمیشہ معتبر علماء کرام اور مفتیان کرام سے رجوع کریں۔

نوٹ: اس سلسلے میں ہم نے کتاب کے آخیر میں چند ماہر علمائے کرم و مفتیان عظام کے پتے اور فون نمبرات لکھ دیئے ہیں)

بچوں کی تربیت کیلئے یہ اصول یاد رکھیں حکم سے پہلے ترغیب (یعنی اس عمل کو کرنے کے فوائد اور نہ کرنے کے نقصانات بچوں کو ذہنی استعداد کے مطابق ضرور) دیں اس اصول پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کی یہ شکایت دور ہو جائے گی کہ بچے مانتے نہیں اور بچوں کی یہ شکایت بھی دور ہو جائے گی کہ امی ہماری بات سنتی ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے سارے احکامات کو ماننے والا اور ہمارے بچوں کو اللہ پاک کے احکامات کے ساتھ ساتھ ہماری باتیں ماننے کی توفیق عطا فرمائے اور ہماری اولاد کو ہمارے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔

بچوں کو طعنے نہ دیں

یاد رکھئے ماں ہونے کی ذمہ داری بہت ہی بڑی ہوتی ہے آپ نے ماں ہونے کی ذمہ داری قبول کی ہے تو اس کے لئے آپ کو کافی صبر و تحمل سے کام لینا ہو گا' اس لئے کہ بعض اوقات شدید غصہ آئے گا ان کی نازیبا حرکتوں پر' ان کی قسم ہا قسم کی شرارتوں پر' ان کی ذہنی کمزوریوں کے ظہور پر........ رات بھر چھوٹے بچے نے سونے نہیں دیا' اور صبح بڑا بچہ اسکول یا مدرسہ نہیں جارہا' تیسرے بچے سے چائے کا پیالہ ٹوٹ گیا....... وغیرہ وغیرہ اور اس سب کے ساتھ ساتھ اگر جیٹھانی اور فسادی نند بھی ساتھ رہتی ہوں تو ان کے ایسے طعنے جو پتھر کے جگر میں بھی سوراخ کر دیں...... کامیاب اور مہربان ماں وہ ہے جو اس کڑوے گھونٹ کو

اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی رضا کیلئے پی لے اور نئی نسل پر رحم کھاتے ہوئے بجائے اس کے کہ بچے کو مارے پیٹے' اللہ کے آگے سر بسجود ہو کر دعا مانگے۔

کہ اے اللہ میں بہت ہی کمزور ہوں' آپ نے اپنے فضل وکرم سے مجھے بچوں کی ماں بنایا ہے میں ان بچوں کی اصلاح و تربیت نہیں کر سکتی آپ ہی مدد فرمایئے .... رہبری فرمایئے .... میرے ان بچوں کو اپنی اطاعت کرنے والا بنا دیجئے .... میرے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دیجئے۔ اس طرح کرنے سے تھوڑے ہی عرصہ میں ان شاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گی کہ یہی بچے آپ کی آنکھوں کے تارے' آپ کے دل کی ٹھنڈک بن جائیں گے' لیکن تھوڑا سا مجاہدہ ضرور کرنا ہو گا' تھوڑا سا برداشت ضرور کرنا ہو گا۔

یاد رکھئے بزرگوں کا قول ہے

مہندی جتنی پیسی جائے گی اتنا ہی رنگ لائے گی۔

سرمہ نے ایک مرتبہ اپنے پیسنے والے سے کہا مجھے اتنا کیوں پیستے ہو۔

تو اس نے جواب دیا تو پسنے کے بعد جب آخری درجہ پر پہنچ جائے گا تو تیری جگہ اشرف المخلوقات کے اشرف الاعضا یعنی انسان کے سب سے اشرف عضو آنکھ میں ہو گی۔

لہٰذا کچھ سہ کر ہی کچھ ملتا ہے چند دنوں کا مجاہدہ برداشت کر لیجئے ان شاء اللہ تعالیٰ دنیا میں ہی آپ دیکھ لیں گی ورنہ آخرت میں تو اس کا اجر وثواب بے شمار ملے گا۔

بعض مائیں جو حالات اور معاشرہ سے تنگ آکر ایک بچے کی غلطی پر یا تو اس کے دوسرے بھائی بہنوں کو بھی ڈانٹتی ہیں یا اس ایک کو ہی سب بھائی بہنوں کے سامنے ذلیل کرتی ہیں یہ دونوں بہت ہی بڑی غلطیاں ہیں ہر ماں کو چاہئے کہ بچے کی کسی غلطی پر اس کو اکیلے میں سمجھائے۔

کبھی بھی اس کو دوسرے بھائی بہنوں کے سامنے ذلیل نہ کرے اور نہ ہی ایک کی غلطی پر پورے گھر کو سر پر نہ اٹھائے۔

اسی طرح ہمت و حوصلہ گرانے والے الفاظ یا کوئی ایسا طرز عمل اختیار نہ کریں جس سے اس میں احساس کمتری پیدا ہو۔

مثلاً یوں کہہ کر کہ فلاں کتنا آگے بڑھ گیا ہے تم تو کچھ بھی نہیں کر سکتے' دوسروں کی شکایتیں کرنے' کھیلنے کودنے' لڑنے بھڑنے' کھانے پینے میں تو بہت تیز ہو اسکول میں اتنے کم نمبر لے کر آئے وغیرہ وغیرہ.......

ایسی باتیں کرنے والے اساتذہ یا والدہ... یا والد صاحب...... یا بڑے بھائی...... یا بڑی بہن........ کا شاید یہ خیال ہوتا ہے کہ اس طرح کی ڈانٹ ڈپٹ یا طعنہ بازی سے بچہ کچھ اثر لے گا لیکن یہ ان کی خام خیالی ہے ان باتوں کا بچے کی شخصیت پر منفی اثر ہی پڑتا ہے وہ جذباتی اور عدم تحفظ کا شکار ہو جاتا ہے' اس کے اندر منفی صلاحیتیں مختلف پہلوؤں سے اجاگر ہونا شروع ہو جاتی ہیں' وہ تنہائی پسند ہو جاتا ہے۔اس میں چڑچڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔

اکثر ایسے بچوں کو ایسے الفاظ دہراتے ہوئے پایا گیا ہے کہ "ہاں ہاں! میں ہی برا ہوں' اللہ کرے میں مر جاؤں' مجھے ایک ہی دفعہ مار کیوں نہیں دیتے۔

لہٰذا مسلمان بچوں کی والدہ محترمہ...... اور والد صاحب سے گزارش یہ ہے کہ اس خطرناک اور نازک ترین پہلو پر انتہائی دل سوزی کے ساتھ توجہ دیں اور پھر کوئی تعمیری قدم اٹھائیں۔

آپ کی ذرا سی توجہ سے .... ذرا سے صبر و تحمل سے.............. ذرا سی نرمی سے.............. ذرا سی فکر اور دعاؤں سے .... ان شاء اللہ تعالیٰ بہترین نتائج سامنے آسکتے ہیں اور ذرا سی عدم توجہی بچے کی زندگی اور نفسیات

ہمیشہ کیلئے برباد کر سکتی ہے۔

اس طرح بچوں سے کوئی کوتاہی اور قصور ہو جانے پر پہلی ہی مرتبہ بغیر سمجھائے گرجدار آواز میں صرف یہ جملے

خبردار!............. آئندہ ایسا نہ کی جیو

اب فریج میں سے کوئی چیز نکال کر کھائی تو خیر نہیں'

اب قالین پر پیشاب کیا تو مار دوں گی'

اب چھٹی کی تو دیکھ لی جیو یا تو اس گھر میں رہے گا یا میں رہوں گی........

اگر ان جملوں کو (ماں اور باپ) دونوں استعمال کرنے کے بجائے ٹھنڈے دل ودماغ سے سوچنے کے بعد اور اپنا غصہ اترنے کے بعد اسکو اپنے پاس بلا کر پیار ومحبت سے اس طرح سمجھائیں گے۔

کہ اس کے دل ودماغ میں اس برائی کی نفرت' غیر حاضریوں پر ہونے والے نقصان کی مذمت اس طرح آجائے کہ وہ از خود ذہنی طور پر آمادہ ہو جائے اور دل کی خوشی کے ساتھ خود اس برائی کو چھوڑ دے' اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے آپ کا اور ہم سب کا مددگار ہو' اور جو ہم پر تربیت کی ذمہ داری ہے اس کو صحیح صحیح ادا کرنے والا بنائے آمین!

تمام مسلمان بہن بھائیوں سے درخواست ہے کہ اگر دوران مطالعہ کتاب آپکو کتاب کی عبارت یا مضمون میں کوئی غلطی نظر آئے یا کتاب میں کسی ایسے مضمون کی جو کتاب میں نہ ہو اور مسلمانوں کیلئے مفید ہو' ضرورت محسوس کریں تو برائے کرم مؤلف کتاب یا ناشر کو اپنی قیمتی رائے سے مطلع فرمائیں ہم آپ کے نہایت ممنون ہونگے۔

بچوں کے ساتھ تعلق پیدا کیجئے

ماں کو چاہئے کہ وہ بچوں کے ساتھ اپنا تعلق گہرا پیدا کرنے کی کوشش کرے اور اس تعلق کے ذریعہ ان کے اندر اللہ تعالیٰ کا تعلق پیدا کرنے کی کوشش کرے' یہ نہ ہو کہ صرف ان کے کھانے پینے کپڑے بدلنے اور اسکول بھیجنے اور واپس آنے پر کپڑے بدلنے ہی کا تعلق ہو۔

بلکہ روزانہ کچھ وقت نکال کر ان کے ساتھ بیٹھے اور ان سے مختلف موضوعات پر بات کرے' جب ماں اس نیت سے لے کر بچوں کو بیٹھے گی تو ان شاء اللہ تعالیٰ روزانہ نئے نئے موضوع پر اظہار خیال کا موقع ملے گا اور بچے گندے ڈراموں کے دیکھنے سے بھی بچ جائیں گے' اور ماں سے سچی محبت بھی پیدا ہو جائے گی' اور موت تک ماں کی ان مجالس کو یاد کریں گے۔

ہمارے بزرگوں کی یہی تمنا رہی ہے کہ ہر گھر مدرسہ اور خانقاہ بن جائے' اور اس میں ماں کا بہت بڑا دخل ہوتا ہے اگر ماں چاہے تو اپنے گھر کو مدرسہ اور خانقاہ بنا سکتی ہے۔

لہٰذا ہر ماں کو چاہئے کہ وہ عشاء کے بعد روزانہ کچھ وقت مخصوص کر کے اس میں سب بچوں کو لیکر بیٹھ جائے' اس میں سیکھنے سکھانے کا سلسلہ جاری رکھیں' مثلاً اگر بالکل چھوٹے بچے ہیں

(۱) تو کبھی اسکول کی مس بن جائے اور بلیک بورڈ استعمال کرے اور کبھی بچوں کو مس بنا دے کہ تم مس بن جاؤ آج تم بورڈ پر لکھو اور ہمیں سبق لکھواؤ' یا نورانی قاعدہ لکھواؤ۔

(۲) کبھی ان کو کوئی اچھا سچا قصہ سنائیں۔

(۳) کبھی سوال جواب کرے عمر کی مناسبت سے کوئی موزوں پہیلی پوچھے۔

(۴) کبھی حساب کے مختلف سوالات دے اس کے جواب پوچھے۔

(۵) کبھی اشعار پوچھے کس کو اشعار یاد ہوئے کبھی احادیث یاد کروائے کہ دس احادیث کون سنائے گا۔

(۶) کبھی مختلف چیزوں کے ٹیسٹ لے پھر چھوٹے چھوٹے انعامات دے۔

(۷) کبھی مقابلہ کروائے کہ اسماء حسنیٰ ۹۹ کون لکھ سکتا ہے اچھی طرح کبھی پوچھے ان کے معانی کیا ہیں۔

(۸) کبھی مثالوں کے ذریعے سمجھائے۔

(۹) کبھی لائنیں کھینچ کر سمجھائے جیسے حضور اکرم ﷺ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لائنیں کھینچ کر سمجھایا کرتے تھے۔

(۱۰) کبھی سچے لطیفے سنائے ....

(۱۱) جس دن بچوں کی چھٹی ہو ماں کو چاہئے اس سے ایک دن پہلے ہی اس دن کا کھانا پکالے اور اس دن کوئی کھاناوغیرہ نہ پکائے بلکہ تمام کاموں سے اس سے ایک دن پہلے ہی فارغ ہو جائے کہ آج میں اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھوں گی' انکے ساتھ کھیلوں گی' ان کو سکھاؤں گی۔

اور اگر کسی محترمہ ماں سے یہ نہ ہو سکے تو کم از کم بچوں کیلئے اتنی قربانی دیدے کہ اپنے وقت مقررہ سے جلدی اٹھ جائے اور صبح صبح کھانا پکا لے برتن' کپڑے' وغیرہ کاموں سے صبح ہی فارغ ہو جائے' اور پھر جب بچے اٹھیں اس کے بعد آج کا پورا دن ان کے ساتھ رہے۔

کاش ہماری بہنیں ان چھوٹی چھوٹی تدبیروں پر عمل کر کے نئی نسل کو کچھ دیکر جائیں تو نہ صرف یہ کہ امت محمدیہ بلکہ پوری انسانیت پر ان کا یہ احسان عظیم ہو گا' اگر بچوں کو ماں باپ کی بھرپور توجہ ملی ہو' ماؤں کی دعائیں ان کے شامل حال ہو'

ماں ان کی ہدایت و تربیت کیلئے بے چین ہو' ماں کی نگاہ میں سب سے زیادہ اہم اور قیمتی چیز دنیا کی سب سے بڑی دولت ان بچوں کی تربیت ہی ہو تو امت محمدیہ (علی صاحبہا الف الف تحیۃ و سلام) آج بھی خالد بن ولید و عمرو بن عاص اور بچیوں میں فاطمہ و عائشہ و زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی جھلک دیکھے گی۔

لیکن کم قسمتی سے ہمارے معاشرہ میں یہ ہوتا ہے (یہ لکھا صرف اس لئے جا رہا ہے کہ اگر آپ کے اندر یہ عادت ہے تو اس کو نکالنے کی کوشش کیجئے) کہ ماں صبح سے شام تک باورچی خانہ ہی میں لگی رہتی ہے' چاہے ساس کے ساتھ ہو یا الگ' اور بچوں کو کچھ بھی وقت نہیں دیتی ..... 'اب بچے جب بقول ان ماؤں کے تنگ کرتے ہیں تو پھر یہ ان کو ڈانٹتی ہیں....... گھر سے باہر محلے کے گندے بچوں کے پاس بھیج دیتی ہیں کہ کچھ سکون ہو پھر دوپہر کا کھانا جب پک جائے تو ان کو چیخ چیخ کر بلاتی ہیں اور وہ بڑی مشکل سے آتے ہیں صاف ستھری طبیعت والی ماں جب ان بچوں کو گندا دیکھتی ہیں تو دوبارہ ان کو نہلاتی دھلاتی ہے پھر کھانا کھلاتی ہے لیکن ان بچوں کو باہر کھیلنے میں اتنا مزہ آتا ہے کہ وہ گھر میں بیٹھنا پسند نہیں کرتے اور پھر یہ مائیں تنگ آکر تعویذ لینے آتی ہیں کہ مولانا صاحب .... کوئی تعویذ دے دیجئے .... کوئی دم کیا ہوا پانی .... دے دیجئے' بچے بہت تنگ کرتے ہیں' کوئی بات مان کر نہیں دیتے کیا کروں ....؟ مجھے کوئی حل ان کا سمجھ نہیں آتا' ایک ان بچوں کی دادی اماں .... چین سکون سے بیٹھنے نہیں دیتی اور ان کے ابا............ اور ایک یہ بچے میرا خون چوس لیتے ہیں!

اب آپ خود ہی غور کر لیجئے کہ ماں باپ اگر ان بچوں پر توجہ نہیں کریں گے' اور ماں یہ سمجھے گی کہ مجھے یہ تنگ کر رہے ہیں اور میں ان سے تنگ ہوں تو یہ بچے بھی قدرتی طور سے اپنے گھر سے تنگ آکر محلّہ کے بچوں کے ساتھ' گلیوں میں پھرنے والے بچوں کے ساتھ ویڈیو کی دکانوں پر............

گلی ڈنڈا کھیل کود کر............

آوارہ بچوں کی طرح پتنگیں پکڑ کر ....

ہوٹلوں کی ٹپائیوں پر...............

مختلف پارکوں اور کلبوں کی میزوں پر...............

پل کر بڑے ہوں گے' ہائے افسوس! ہم اپنے راستے سے ہٹے ہی نہیں 'بلکہ بہت دور چلے گئے۔

لہٰذا مسلمان ماؤں سے گزارش ہے کہ وہ اولاد کی قدر کریں' یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے ان پر توجہ دیں' ان کے ساتھ تعلق پیدا کریں' ان کے لئے قربانی دیں' ان کے لئے سب کچھ برداشت کرنے کے باوجود اپنے چہرے پر مسکراہٹ اپنایئے چاہے مصنوعی اور بناوٹی مسکراہٹ ہی ہو۔

ان کی تربیت کے جذبے کی خاطر اپنے تمام غم بھول جایئے یہ سوچتے ہوئے کہ میرے ذریعہ ایک مسلمان بچہ یا بچی وجود میں آیا ہے' یہ میری بہت بڑی سعادت ہے' جتنے یہ نیک کام کرے گا یا کرے گی ان سب کا ثواب مجھے ملے گا اور جتنے اس کے بچے بچیاں ہوں گی ان سب کا ثواب مجھے ملے گا۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ہم میں سے ہر ایک کسی نہ کسی کو مسلمان بناتا کافروں کو دعوت دیتا اور کوشش کرتا کہ ساٹھ ستر سال کی زندگی میں میرے ذریعہ سینکڑوں ہزاروں لوگ اسلام میں داخل ہوں۔

لیکن اللہ نے اپنے فضل وکرم سے میرے لئے یہ صورت مہیا فرما دی کہ مجھے اللہ نے .... بچے عطا فرمائے تو میرے ذریعہ مسلمانوں کی آبادی میں اتنے .... افراد کا اضافہ ہوا۔

اب میں ان بچوں پر پوری طرح محنت کروں گی' ان کی اسلامی ودینی تربیت کروں گی تو تمام مسلمانوں کو اس سے فائدہ ہوگا اور موت کے بعد میرے لئے صدقہ جاریہ ہوں گے۔

آپ صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے واقعات مطالعہ کرتی رہیں کہ انہوں

نے بچوں کی اسلامی اور دینی تربیت کیلئے کیسی کیسی قربانیاں دیں۔

ام ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں آپ ضرور جانتی ہوں گی قبیلہ قریش کی سمجھ دار ذہین عورتوں میں سے تھیں۔حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بڑی بہن ہے۔ اسلام لانے کے بعد جب شوہر اسلام نہیں لائے تو شریعت کے حکم کے موافق دونوں کا نکاح ختم ہو گیا اور ان سے جدا ہو گئی اور اپنے چار بیٹوں کی تربیت میں لگ گئی۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنے نکاح کیلئے ان کو پیغام بھیجا تو ام ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو جواب عطا فرمایا اس میں ساری مسلمان ماؤں کیلئے درس عبرت وموعظت ونصیحت ہے۔فرمایا

یا رسول الله، لأنت أحبّ إليّ من سمعی ومن بصری وحقّ الزوج عظیم، فأخشی ان أقبلت علی زوجی أن اضیّع بعض شأنی ولدی! وان أقبلت علی ولدی أن أضیّع حق زوجی.

اے اللہ کے رسول آپ کی ذات مبارک میرے نزدیک میری آنکھوں اور کانوں سے بھی زیادہ محبوب ہیں' اور شوہر کا حق تو بہت ہی بھاری ہے۔میں اس بات سے ڈرتی ہوں کہ اگر میں شوہر کا حق ادا کرنے لگ گئی تو بچوں کا حق ضائع نہ ہو جائے اور اگر بچوں کا حق ادا کرنے میں لگی تو شوہر کا حق ضائع نہ ہو جائے۔

(نہایہ لابن اثیر۔بحوالہ نساء حول الرسول ص ۱۴۔ محمد ابراہیم سلیم)

غور کیجئے! اپنے چار بچوں کی تربیت کی خاطر ام ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کتنی بڑی قربانی دی' ہم یہ قصہ ان تمام مسلمان ماؤں کی طرف ہدیہ کرتے ہیں جو اپنی اولاد کیلئے کچھ قربانیاں کرتی ہوں' آپ کو ام ھانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اتباع مبارک ہو کہ انہوں نے ام المومنین بننے اور حرم رسول ﷺ میں داخل ہونے سے اس لئے معذرت کی کہ اپنے بچوں کی تربیت کا حق ادا نہیں ہو سکے گا۔

لہٰذا مسلمان ماں کو چاہئے کہ وہ بچوں کیلئے قربانی دینا سیکھیں ' چھٹی کے دنوں کے علاوہ روزانہ بچوں کے اٹھنے سے پہلے ہی اٹھ جائے تمام کاموں سے فارغ ہو کر پھر ان کو اٹھائے اور ناشتہ کروائے ' پھر مدرسہ اسکول روانہ کرے ' ایسا نہ ہو کہ خود باورچی خانہ میں کام کر رہی ہو اور بچوں کو وہیں سے چلا چلا کر اٹھائے ' اٹھو دیر ہو گئی جلدی اٹھو وین آجائے گی ' اب تک نہیں اٹھے دیکھو سات بج گئے - یاد رکھئے ! اس طرح ماں اور بچے کا تعلق نہیں بڑھتا ' دونوں میں دلی محبت نہیں بڑھتی ' اسی طرح اسکول مدرسہ سے واپسی پر سب کام چھوڑ کر ماں کو چاہئے ان کا استقبال کرے ' سلام کا جواب دے ' ان کے لئے ہلکی پھلکی کھانے کی چیز تیار کر کے رکھے دروازہ میں داخل ہونے کی دعا سکھلائے - اسی طرح رات کو کھانا کھانے کے لئے ساتھ بیٹھے یہ نہ ہو کہ خود باورچی خانہ میں لگی رہے ایک بچے کو باہر سے بلا رہی ہو آؤ.............. کھانا کھالو ' دوسرے کو کمرہ سے بلا رہی ہو آؤ کھانا کھالو.............. بلکہ جس وقت کھانا دستر خوان پر رکھ دے تو خود بھی باورچی خانہ کے کاموں سے فارغ ہو جائے -

کھانا کھاتے کھلاتے ان کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر سکھائے ' ایک ایک نعمت میں اللہ کی قدرت سمجھائے ' دیکھو بیٹا روٹی یہ ہمیں کیسے ملی چاول کیسے ملے .... اس پر روزانہ کچھ نہ کچھ سمجھاتی رہے -

کبھی جنت کی نعمتوں کو بتلاتی رہے ' کبھی دم کر کے ان کو خود ہاتھوں سے نوالہ کھلائے ' اسی طرح کبھی اپنے ساتھ نماز پڑھوائے - کبھی اپنے ساتھ تسبیح پڑھوائے ' اسی طرح وہ تمام اچھے کھیل جو وہ باہر کھیلتے ہیں وہ خود ان کے ساتھ کھیلے ' اور کھیل ہی کھیل میں ان کو ادب ' شرافت ' انسانیت ' کی بہت سی باتیں سکھاتی جائے پھر یہ بڑے ہو کر ہمیشہ یاد کریں گے ' دیکھو ماں نے فلاں کھیل کھیلتے وقت یہ نصیحت کی تھی -

بہرحال آپ ضرور بچوں کیلئے وقت نکالئے اس کے لئے آپ کو اپنی نیند کی قربانی دینی پڑے ' کھانے کی قربانی دینی پڑے ' دعوتوں میں نہ جانے کی قربانی دینی پڑے ' کسی کی کچھ سننی پڑے ' ہر چیز کو برداشت کیجئے مگر بچوں کی تربیت پر آنچ نہ آنے

دیجئے ان کے سامنے مسکراہٹ کو برقرار رکھئے۔

اسی طرح اگر آپ بچے کی چچی ہیں خالہ ہیں' پھوپھی ہیں جس طرح کا بھی آپ کا کسی بچے سے رشتہ ہے' چاہے وہ اسلام ہی کا ہو اسے ضرور اپنی توجہ دیجئے' محبت دیجئے' اگر اس کی ماں اس کے ساتھ صحیح برتاؤ نہیں کر رہی تو آپ ضرور اچھا برتاؤ کیجئے اور اس کی ماں کیلئے دعا کیجئے .... اور موقع ملے تو ان کو سمجھایئے اور اس طرح سمجھایئے کہ بھابھی .... میں آپ کی کس طرح مدد کروں .... وہ کہے گی کیوں ....؟ پھر آپ بتلایئے بچوں کی وجہ سے آپ کو جو تکلیف اٹھانی پڑتی ہیں میں اس میں آپ کی کسی طرح مدد کر سکتی ہوں آپ مجھے ضرور بتائیں کیونکہ بار بار ان بچوں کو ذلیل کرنے سے یا پورا دن گلیوں میں باہر آوارہ گھومنے پھرنے سے یہ بچے بڑے ہو کر ہمارے لئے ہی پریشانی وپشیمانی کا سبب بنیں گے' اس طرح سمجھائیں اور خود بھی توجہ دیجئے' اللہ تعالیٰ تمام والدین کو اپنے بچوں کی صحیح تربیت کرنے والا بنائے اور ان کے بچوں کو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے آمین یارب العالمین!

یاد رکھئے بچوں کی تعلیم محض بڑے اسکولوں میں داخلہ دلوا دینا' یا محض اچھا نصاب پڑھا دینا یا الف ـ ب ـ ت نہیں ہے' تعلیم محبت' ہمدردی' سچائی خدمت خلق اور تہذیب وادب ہے (ماخوذ از ماہنامہ تدریس القرآن)

بچوں کی تعلیم و تربیت

اولاد اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ایک امانت ہے۔

حدیث پاک کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ ہر بچہ اسلام کی فطرت پر پیدا ہوتا ہے۔ یہ اس کے والدین ہوتے ہیں جو اس بچہ کو یہودی یا نصرانی یا جیسا بھی وہ خود ہوتے ہیں' ویسا ہی بنا دیتے ہیں۔ بچہ کا دل موم کی طرح نقش پذیر ہوتا ہے یعنی ہر طرح کے نقش و نگار اور صورت و سیرت کو قبول کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے' وہ ایک زرخیز زمین کی طرح ہوتا ہے کہ جس میں جو بیج ڈالیں گے اگ آئے گا۔ نیکی کا بیج بویا تو دین و دنیا کی سعادتیں خوشہ کی طرح پیدا ہو جائیں گی جن سے نہ صرف وہ بچہ پروان چڑھے گا بلکہ ماں باپ استاد سب ہی اس کے فیض اور ثواب میں شریک ہوں گے اسکے برعکس اگر بدی کا بیج بویا تو بدبختی بھی سبھی کے حصہ میں آئے گی۔ اللہ پاک کا ارشاد ہے:

"اے ایمان والو! تم اپنے آپکو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ"۔

بس بری صحبتوں سے اپنی اولاد کو بچایئے کہ یہی تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ تن آسانی' زرق برق بھڑکیلے قیمتی پوشاک کے عادی نہ بننے دیں۔ جس کردار کی آغوش بچہ کو ملتی ہے ویسا ہی کردار بچہ اختیار کر لیتا ہے۔ حتیٰ کہ اس بات کو آزمانے کے لئے مغل بادشاہ اکبر نے ایک گنگ محل بنوایا اس میں صرف گونگوں ہی کو رکھا۔ بچوں کی پرورش کرنے والے گونگے ہی تھے؛ دس بارہ سال تک بچے پرورش پاتے رہے لیکن زبان سے سب گونگے ہی رہے' حالانکہ سب کے بارے میں یہ یقین سے کہا جا سکتا ہے کہ گونگے نہیں تھے۔ بولنے کی صلاحیت وہاں کے ماحول میں ختم ہو گئی تھی۔ لہٰذا بچہ کی زبان جب بولنے کے قابل ہو جائے تو ابو' امی' دادا' مم وغیرہ کے بجائے سب سے پہلا لفظ "اللہ" ہی اس کی زبان سے نکلوانا چاہئے اور اپنی گود میں لے کر دودھ پلاتے

وقت اس اسم ذات کی لوری بھی دینا چاہئے ''اللہ' اللہ' اللہ اللہ'' کی تھپکیاں دیجئے۔ ان شاء اللہ بچے کی رگ رگ میں دل و دماغ میں ''اللہ'' ہی سما جائے گا۔ آج یہی بنیادی سبق ماؤں نے فراموش کر دیا ہے۔تو پھر نتیجہ بھی دیکھ لیجئے۔

جدھر دیکھئے' جہاں دیکھئے' جب دیکھئے' ہر موقعہ پر والدین کے حقوق کی تاکید کی جاتی ہے۔اولاد وہی لائق کہلاتی ہے جو اپنے ماں باپ کی فرمانبردار ہو ان کے سامنے اف بھی نہ کرے۔ذرا سی اولاد سے لغزش پر اس کو زندگی بھر کے لئے نالائق قرار دیدیا جاتا ہے۔لیکن اولاد کا بھی تو حق ہوتا ہے اس کا اتنا چرچہ اور تاکید کیوں نہیں کی جاتی۔ آج والدین اپنا حق ادا کرنا بھول چکے ہیں۔اولاد کا سب سے بڑا حق یہی ہے کہ اس کو بہترین تعلیم اور تربیت دی جائے اور بہترین کردار' اخلاق اور اوصاف اور شخصیت کا مالک بنا دیا جائے۔کیا آپ ابھی اسی وقت سے اس مسئلہ پر سنجیدگی اور تن دہی سے عمل کرنا شروع کر دیں گے۔ہمت سے کام لیجئے اور اوپر کی سطروں میں جو گذارشات پیش کی گئی ہیں ان کی مشق شروع کر دیجئے۔اگر آپ کے بچے اپنے بچپن کی حدود عبور کر چکے ہیں اور سردست اس وقت کوئی بچہ اس طرح ابتدائی تربیت شروع کرنے کے لئے آپ کی گود میں نہیں ہے تو پھر آپ اپنی جوان اور ادھیڑ عمر اولاد کی بھی اسی شفقت اور مامتا کے جذبہ سے دینی تربیت شروع کر دیجئے۔اور ان سب کو بھی ذکر اللہ کی تکرار کرنے کی تاکید کرتے رہئے۔کلمہ طیبہ کا ورد عام حالتوں میں اور ہر حال میں آپ کے گھروں میں گونجنے لگے تو وہی بچپن کی طرح تربیت کا آغاز شروع ہو سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ کھانے پینے کے آداب چوبیس گھنٹہ زندگی گزارنے کے اعمال کو حضور ﷺ کی سنتوں کے مطابق ترغیب اور ترہیب دینے میں کوئی دقیقہ فرد گذاشت نہ کیجئے۔تدبر اور روانی اور صحت مخارج کے ساتھ قرآن پاک کی تلاوت کو اولین درجہ دیجئے۔اور بری صحبت سے اپنے بچوں کو بچایئے۔اگر معلم میں کوئی بری بات پائی جائے تو بچہ کو اس سے بھی محفوظ رکھیں۔

شوخی، بے حیائی، چوری چکاری، جھوٹ، فریب، گستاخی، نافرمانی
تمام عیوب بری صحبتوں کے ہی شاخسانہ ہوتے ہیں۔

جب بچے سن بلوغ کو پہنچ جائیں تو ہر کار خیر کی کارکردگی پر اس کی ہمت افزائی کریں اور دل جوئی کریں اور اس پر انعام دیا کریں اور اگر کوئی غلطی سرزد ہو جائے تو دو ایک مرتبہ چشم پوشی کیجئے لیکن سمجھا ضرور دیجئے۔ اس کے بعد بھی اگر ضرورت باقی رہے تو پوشیدہ طور پر سزا بھی دیجئے اور پھر خوب نرمی سے سمجھایئے اور مسلسل نگرانی کرتے رہئے۔ اور اگر پھر بھی ضد کرتا رہے تو بجائے اسکے کہ اس کی ضد پوری کی جائے (جس سے ظاہر ہے کہ وہ اور ضد کرے گا اور اگر اسکی ضد پوری نہ کی جائے گی تو پھر وہ قابو میں نہ آئے گا) اس کی توجہ اس ضد سے ہٹانے کے لئے اپنا پورا وقت اور اپنی ساری صلاحیتیں صرف کر دیں۔ آپ کی نیکی اور محبت سے اللہ تعالیٰ اس کو ضدی نہ ہونے دیں گے۔ اس طرح وہ خطاؤں پر جرات نہ کر سکے گا۔ کبھی کبھی کچھ اس طرح اسے سمجھایا جا سکتا ہے کہ بیٹا! اگر آئندہ تم نے ایسا کیا تو تمہاری پٹائی بھی ہو سکتی ہے۔

ضروری گزارش اہل علم اور اہل قلم حضرات کی خدمت میں گزارش ہے اس کتاب میں جو بھی غلطی یا لغزش دوران مطالعہ سامنے آئے تو برائے مہربانی مولف یا ناشر کو اطلاع دیں یہ آپ کا احسان عظیم ہو گا۔

بچوں میں جھوٹ بولنے کی عادت

حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں ایک ایسا شخص آیا جو متعدد بری باتوں کا شکار تھا۔ وہ جھوٹ بولتا تھا' چوری کرتا تھا' شراب پیتا تھا' جوا کھیلتا تھا اور اسی طرح دوسری بہت سی بری باتوں کی عادتیں تھیں۔ اس نے حضور ﷺ سے گزارش کی' یارسول اللہ! کوئی ایسی تدبیر بتلایئے کہ ان بری باتوں کی عادت چھوٹ جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم سچ بولا کرو۔ اس آدمی نے سوچا کہ حضور پاک ﷺ نے نہ تو چوری کرنے کو منع فرمایا اور نہ جوا کھیلنے سے روکا۔ ان میں سے کسی بات سے منع کرتے تو البتہ میرے لئے مشکل کھڑی ہو جاتی لیکن ایک ہی بات سے روکا کہ جھوٹ مت بولو۔ اس میں تو کوئی تکلیف کی بات نہیں ایسی معمولی بات پر عمل کرنا میرے لئے بہت آسان ہے لہٰذا وہ شخص بہت خوش ہو گیا اور پورے وثوق اور جوش کے ساتھ وعدہ کیا کہ یارسول اللہ میں کبھی بھی اپنی زبان کو جھوٹ کی گندگی سے آلودہ نہ ہونے دوں گا اور ہمیشہ سچ بولوں گا۔ وعدہ کرنے کو تو کر گیا لیکن جب مذکورہ بالا بری باتوں کا وقت آیا تو بڑی الجھن پیدا ہوئی۔ چوری کرنے کا ارادہ ہوا تو ساتھ یہ بھی سوچنے لگا کہ اگر میں نے چوری کی تو سچ بولنے کا وعدہ دینے کی وجہ سے مجھے اپنے گناہ کا اقرار کرنا پڑے گا اور اس کی سزا بھی بھگتنی پڑے گی۔ شراب پینے کے ارادہ کے ساتھ یہ بھی خیال آیا کہ میں کس زبان سے حضور پاک ﷺ کی خدمت میں شراب پینے کا اقرار کروں گا۔ مطلب یہ کہ اس ڈر کی وجہ سے چوری اور شراب سے دور رہا پھر آہستہ آہستہ صرف سچ بولنے کی برکت سے اس کی تمام برائیاں چھوٹ گئیں اور وہ ایک نیک آدمی بن گیا۔

اس روایت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ جھوٹ بولنا بہت سی خرابیوں کی جڑ ہے اگر کسی کو جھوٹ بولنے سے بچا لیا جائے اور سچ بولنے پر آمادہ کیا جائے تو بے شمار برائیاں خود بخود دور ہو جائیں گی۔ تجربہ سے یہ بھی بات ثابت ہو چکی ہے کہ جو عادت

بچپن میں پڑ جاتی ہے وہ بڑھاپے میں بھی باقی رہتی ہے۔ اور پھر انتہائی کوشش کے باوجود بھی چھوٹ نہیں سکتی۔ اس لئے ماں کے لئے ضروری ہے کہ اپنے پیارے بچوں میں جھوٹ بولنے کی عادت پیدا نہ ہونے دے شروع ہی سے اس طرح تربیت کرے کہ بچے سچ بولنے کے عادی بن جائیں۔

بچوں کو بالکل ڈھیل بھی نہ دیں

حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دس باتوں کی وصیت فرمائی اس میں سے آخری دو یہ ہیں۔

ولا ترفع عنهم عصاك أدبًا وأخفهم في الله. (احمد والطبرانی)

ترجمہ: تنبیہ کے واسطے ان پر سے لکڑی نہ ہٹانا اور اللہ تعالیٰ سے انکو ڈراتے رہنا' اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

فائدہ: لکڑی نہ ہٹانے کامطلب یہ ہے کہ وہ اس سے بے فکر نہ ہوں کہ باپ تنبیہ نہیں کرتا اور مارتا نہیں جو چاہے کرتے رہو بلکہ ان کو حدود شرعیہ کے تحت میں کبھی کبھی مارتے رہنا چاہئے کہ بغیر مار کے اکثر تنبیہ نہیں ہوتی۔ آج کل اولاد کو شروع میں تو محبت کے جوش میں تنبیہ نہیں کی جاتی۔ جب وہ بری عادتوں میں پختہ ہو جاتے ہیں تو پھر روتے پھرتے ہیں حالانکہ یہ اولاد کے ساتھ محبت نہیں سخت دشمنی ہے کہ اس کو بری باتوں سے روکا نہ جائے اور مار پیٹ کو محبت کے خلاف سمجھا جائے۔ کون سمجھ دار اس کو گوارا کر سکتا ہے کہ اولاد کے پھوڑے پھنسی کو بڑھایا جائے اور اس وجہ سے کہ نشتر لگانے سے زخم میں تکلیف ہوگی عمل جراحی نہ کرایا جائے بلکہ لاکھ بچہ روئے منہ بنائے بھاگے بہرحال نشتر لگانا ہی پڑتا ہے۔ بہت سی حدیثوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا گیا ہے کہ بچہ کو سات برس کی عمر میں نماز کا حکم کرو اور دس برس کی عمر میں نماز نہ پڑھنے پر مارو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بچوں کی نماز کی نگرانی کیا کرو اور اچھی باتوں کی ان کو عادت ڈالو۔ حضرت لقمان حکیم کا ارشاد ہے کہ باپ کی مار اولاد کے لئے ایسی ہے جیسا کہ کھیتی کے لئے پانی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ کوئی شخص اپنی اولاد کو تنبیہ کرے یہ ایک صاع صدقہ سے بہتر ہے۔ ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر غلہ کا ہوتا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت کرے جو گھر والوں کو تنبیہ کے واسطے گھر میں کوڑا لٹکائے رکھے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ کوئی باپ اپنی اولاد کو اس سے افضل عطیہ نہیں دے سکتا کہ اس کو اچھا طریقہ تعلیم کرے۔

اسی طرح حدیث شریف میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر کسی جماعت یا قوم میں کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ جماعت اور قوم باوجود قدرت کے اس شخص کو اس گناہ سے نہیں روکتی تو ان پر مرنے سے پہلے دنیا ہی میں اللہ تعالیٰ کا عذاب مسلط ہو جاتا ہے۔ اس حدیث کی شرح میں حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ ہم اپنی اولاد کو اپنے ماتحتوں کو ایک لمحہ اس نظر سے دیکھ لیں کہ کتنے کھلے ہوئے گناہوں میں وہ لوگ مبتلا ہیں اور ہم اپنی ذاتی وجاہت اور اثر سے ان کو روکتے ہیں یا نہیں؟

روکنے کو چھوڑئے روکنے کا ارادہ بھی کر لیتے ہیں یا نہیں؟ یا آپ کے دل میں کسی وقت اس کا خطرہ بھی گزر جاتا ہے کہ لاڈلا بیٹا کیا کر رہا ہے اگر وہ حکومت کا کوئی جرم کرتا ہے، جرم بھی نہیں سیاسی مجالس میں شرکت ہی کر لیتا ہے تو آپ کو فکر ہوتی ہے کہ کہیں ہم نہ ملوث ہو جائیں۔ اس کو تنبیہ کی جاتی ہے اور اپنی صفائی کی تدبیریں اختیار کی جاتی ہیں۔ مگر کہیں احکم الحاکمین کے مجرم کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جاتا ہے جو معمولی حاکم عارضی کے مجرم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

آپ خوب جانتے ہیں کہ پیارا بیٹا شطرنج کا شوقین ہے، تاش سے دل بہلاتا ہے، نماز کئی کئی وقت کی اڑا دیتا ہے۔ مگر افسوس کہ آپ کے منہ سے کبھی حرف غلط کی طرح بھی

یہ نہیں نکلتا کہ کیا کر رہے ہو۔یہ مسلمانوں کے کام نہیں ہیں۔حالانکہ اس کے ساتھ کھانا پینا چھوڑ دینے کے بھی مامور تھے۔جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

ایسے بہت سے لوگ ملیں گے جو اپنے لڑکے سے اس لئے ناخوش ہیں کہ وہ عہدی (نکما) ہے۔گھر پڑا رہتا ہے' ملازمت کی سعی نہیں کرتا ہے' یا دکان کا کام تندہی سے نہیں کرتا ہے لیکن ایسے لوگ بہت کم ملیں گے جو لڑکے سے اس لئے ناراض ہوں کہ وہ جماعت کی پرواہ نہیں کرتا یا نماز قضا کر دیتا ہے۔

بزرگو اور دوستو! اگر صرف آخرت ہی کا وبال ہوتا تب بھی یہ امور اس قابل تھے کہ ان سے کوسوں دور بھاگا جاتا' لیکن قیامت تو یہ ہے کہ اس دنیا کی تباہی جس کو ہم عملاً آخرت سے مقدم سمجھتے ہیں انہیں امور کی وجہ سے ہے۔غور تو کیجئے اس اندھے پن کی کوئی حد بھی ہے۔(ماخوذ از فضائل اعمال ص ۶۰۸)

بچوں میں چوری کی عادت

آپ نے وہ قصہ سنا ہو گا کہ ایک عورت کا ایک لڑکا تھا جس کو وہ بہت چاہتی تھی جب وہ اسکول جانے لگا تو وہاں سے دوسرے لڑکوں کی پنسلیں' قلمیں' نوٹ بک اور کلپیاں چرا کر لانے لگا۔ماں نے اس کو کبھی نہیں پوچھا کہ تو یہ سب چیزیں کہاں سے لاتا ہے۔اس کی ہمت بڑھتی گئی چوری کرنے کی عادت مضبوط ہوتی گئی تو پھر وہ بڑی بڑی چیزیں چرا کر لانے لگا اور پھر جب جوان ہوا تو ایک بڑا ڈاکو بن گیا۔ایک روز اس نے اپنے دوستوں کے ساتھ ایک گاؤں میں ڈاکہ ڈالا اور بہت سے آدمیوں کو مار ڈالا پولیس نے تحقیق شروع کی اور پھر اس کو گرفتار کر لیا۔مقدمہ چلنے پر اس کو پھانسی کی سزا ملی۔جب پھانسی کا وقت آیا تو اس نے کہا کہ "میں اپنی ماں کو ایک بات کہنا چاہتا ہوں" اس کو اجازت دی گئی۔ماں جس کی حالت روتے روتے بری ہو گئی تھی اس کے پاس گئی تو لڑکے نے ماں کے کان میں کہا کہ "دیکھ تیری وجہ سے مجھ پر یہ

مصیبت آئی یہ کہہ کر اس نے ماں کا کان دانتوں میں چبایا' لوگوں نے اس کو برا بھلا کہا کہ آخری وقت میں تو نے یہ کیا کیا۔ تو اس لڑکے نے کہا کہ اس ماں کی وجہ سے آج مجھے پھانسی کی سزا مل رہی ہے'کیونکہ جب میں اسکول سے پنسل'قلم وغیرہ چرا کر لاتا تھا اس وقت اس نے مجھے روکا کیوں نہیں اگر شروع ہی سے مجھے روکتی اور اس عادت کو چھڑا دیتی تو آج یہ وقت نہ آتا۔ مقصد یہ کہ بچوں کو بگاڑنا یا ان کی اصلاح کرنا زیادہ تر ماں کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

بچوں کو مارا جائے یا نہیں!

کہتے ہیں ماں باپ بچوں کو اپنے اشارے پر چلانے کے لئے مار پیٹ کرتے ہیں اور ہر وقت غضب ناک ہو کر ڈانٹ ڈپٹ کرتے رہتے ہیں۔ ان کو سمجھ لینا چاہئے کہ آج بچے مار پیٹ سے سدھرنے کے بجائے اور زیادہ باغی بنتے جا رہے ہیں۔ اگر ہر وقت نرمی سے کام لیا جائے تو سر پر چڑھ جاتے ہیں۔ اس لئے مناسب یہ ہے کہ درمیانی راہ اختیار کی جائے اور اس سلسلہ میں بچوں کے نفسیات کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔

ماں باپ کو ابتدا ہی سے درمیانی راستہ اپنا کر بچوں کی تربیت کرنی چاہئے۔ نہ تو اتنی سختی کرے کہ بچہ مار کھا کھا کر اس کا عادی بن جائے اور نہ اتنی ڈھیلی ڈور چھوڑ دی جائے کہ بچے سر پر چڑھ جائیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ بچے کے ساتھ بے جا لاڈ و پیار سے کام نہ لیا جائے بیکار لاڈ و پیار سے ہی بچے خراب ہوتے ہیں۔

مارتے وقت سوچو کہ تم بچوں کو کیوں مارتے ہو۔ اس لئے تاکہ وہ تمہارا کہا مانے۔ تمہارے حکم پر چلے۔ سوال یہ ہے کہ وہ تمہارا کہنا کیوں نہیں مانتا۔ تم نے اس کو کہنا ماننے کی تعلیم کیوں نہیں دی۔ نافرمانی کی عادت وہ بچہ تمہارے ہی پاس سے سیکھا ہے۔ اگر باہر کے ماحول سے سیکھ کر آیا ہے تو تم نے اس کو خراب صحبت میں جانے

کیوں دیا؟

دوسری بات جو قابل غور ہے کہ بچوں کو مار پیٹ کی ضرورت اس وقت پڑتی ہے کہ جب وہ ماں باپ کی زبانی ہدایات کو نہ مانے تو یہ کیا بات ہے کہ بعض بچے تو زبانی ہدایات کی اتنی پابندی کرتے ہیں کہ مار پیٹ کی نوبت ہی نہیں آتی جب کہ دوسری طرف بعض بچے چھڑی کے بغیر مانتے ہی نہیں۔ کتنے بچے تو ایسے ہوتے ہیں کہ مار پیٹ بھی ان کو کوئی اثر نہیں کرتی۔

نتیجہ یہ نکلا کہ یہ سب کچھ ماں باپ کی تربیت کا نتیجہ ہے نہ کہ اولاد کی اپنی طبیعت کا کوئی کرشمہ۔ اس لئے ماں باپ کو چاہئے کہ اپنے بچوں کو اس طرح تربیت دیں کہ ضرورت کے وقت فقط اشارہ سے کام بن جائے اور سختی کی ضرورت نہ پڑے۔ اگر ہروقت روک ٹوک' ڈانٹ ڈپٹ اور مارپیٹ کرتے رہو گے تو بچہ ان باتوں کا عادی بن جائے گا اور پھر قابو میں نہیں آئے گا۔

بچوں کو برائیوں سے روکنے کا طریقہ

اگلے زمانہ کی عورتیں بچوں کو جن کاموں سے روکنا چاہتی تھیں ان کی اصل برائی بچوں کے سامنے بیان نہ کرتیں۔ مثلاً پانی کا برتن کھلا رہ جائے تو کہتیں۔ بچو! گھڑا کھلا نہ رہنے دو نہیں تو شیطان پانی پئے گا۔ کھلے سر نہ کھاؤ نہیں تو شیطان سر پر بٹائی کرے گا' نماز پڑھ کر مصلیٰ لپیٹ دو نہیں تو شیطان نماز پڑھے گا۔ ان باتوں سے بچوں کے دلوں میں شیطان کی طرف سے ضد ضرور آجاتی لیکن اس کام کی برائی کی اصل وجہ سے بے خبر ہوتے یہ طریقہ بہت چھوٹے اور بے سمجھ بچوں کے ساتھ چل سکتاہے لیکن سمجھدار بچوں کو اس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوتا۔ ان کو تو صاف صاف بتا دینا چاہئے کہ گھڑا کھلا رہنے سے مچھر' مکھی' گرد وغبار وغیرہ گرے گا اور پھر بے خبری میں ایسا پانی پی لینے سے بیمار ہو جائیں گے یا کھلے سر کھانا بدتمیزی ہے اور کھانے کے آداب کے خلاف ہے یا مصلیٰ بچھائے رکھنے سے میلا ہو جائے گا اور بچے اسی پر

خراب اور ناپاک پیرلے کر چڑھیں گے۔ مصلیٰ ناپاک ہو جائے گا۔

اور جب برائی کا اصل سبب معلوم ہو جاتا ہے تو وہ ہر کام احتیاط سے کرتے ہیں۔ اسی لئے ماؤں کو چاہئے کہ وہ ہر کام کی برائی کا اصل سبب بچوں کے آگے بیان کر دے اور اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر سارے کاموں سے اپنے آپ کو فارغ کر کے پوری توجہ اس پر لگا کر اس کو سمجھائیں' اور دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہے۔ اے اللہ! اس کے دل میں یہ بات اتار دے اس کو سمجھا دے' اس پر عمل کرنے کی اس کو توفیق عطا فرما' ان شاء اللہ تعالیٰ اس سے بہت ہی فائدہ ہو گا۔

قانون کی پابندی

دنیا کے قانون بدلتے رہتے ہیں بلکہ ان قوانین کو وضع کرنے والے' چلانے والے اور منوانے والی طاقتیں بھی بدلتی رہتی ہیں لیکن خدائے پاک کے انسان کو دیئے ہوئے قانون ایسے ہیں جو نہ کبھی بدلتے ہیں اور نہ کبھی آئندہ اس میں تبدیلی ہوگی۔ بچے جب دیکھتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ اور گھر کے بڑے لوگ جو اپنی مرضی میں آتا ہے اس طرح کرتے ہیں۔ جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں اور آتے ہیں اور آزادی سے رہتے ہیں نہ کوئی قانون ہے نہ اس کی پابندی یہ سب کچھ دیکھ کر ان کی بھی خواہش ہوتی ہے کہ ہم بھی بڑے ہوں گے تو یہ سب آزادی حاصل کریں گے اور جو دل میں آئے گا کریں گے بچوں کے یہ شبہات اور غلط فہمیاں بچپن سے ہی ختم کر دینی چاہئے اور بتا دینا چاہئے کہ انسان ہی نہیں بلکہ حیوان' چرند' پرند اور پوری مخلوق فطرت کے کسی نہ کسی قانون کی پابندی کرنے پر مجبور ہے۔

> بچوں کا مستقبل مہذب' فرماں بردار اور منظم بنانے کے لئے ضروری ہے کہ بچپن ہی سے ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کے احکام پیش کئے جائیں۔ اور بتلا دیا جائے کہ دنیا میں جتنے قاعدے قانون نظر آتے ہیں ان میں سب سے زیادہ آسان' سب سے زیادہ مکمل اور سب

سے زیادہ فائدہ مند وہ قانون ہے جو خدائے پاک نے ہماری بہتری
کے لئے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ ہم کو دیئے ہیں۔

اگر یہ باتیں بچپن ہی سے اولاد کی دماغ میں اتار دی جائیں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ آگے چل کر ایسی اولاد اپنے خاندان اپنی قوم اور ملک وملت کے لئے فائدہ مند ثابت نہ ہو۔

قومی تعمیر کی ضمانت

بچے کسی بھی قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں آئندہ قومی تعمیر' ترقی پذیر یا ترقی یافتہ ہونے کی ضمانت صرف اسی صورت میں دی جاسکتی ہے جبکہ ان نسلوں کی تعمیر بہترین بنیادوں پر کرنے والے ہوں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس تربیت کی ابتدا کہاں سے ہو؟ جی ہاں بچہ اپنی شخصیت کی تعمیر اس وقت سے شروع کر دیتا ہے جب وہ اس دنیا میں آتا ہے آنکھ کھولتا ہے اپنے اردگرد کے لوگوں کا جائزہ لیتا ہے ہم دنیا میں آتے ہی اس کے کانوں میں اذان دیتے ہیں تاکہ اس کی زندگی کا مقصد اسکے سامنے آجائے لیکن باقی پوری زندگی ہمارا اس کے ساتھ رویہ غیر اسلامی ہوتا ہے۔ جیسے جیسے وقت گزرتا ہے بچہ ماحول کے مطابق عادتیں بناتا چلا جاتا ہے۔ اس بات کا اگر آپ تجربہ کرنا چاہیں تو کسی نومولود بچے کی آواز کا تناسب دیکھ کر اندازہ لگا سکتے ہیں بچہ کی آواز کا تناسب ٹھیک اسی قدر ہو گا جتنا اس کے گرد جو افراد کی مجموعی باتوں کا تناسب ہو گا اگر ماں باپ تیز لہجہ اختیار کرتے ہیں تو لازماً بچے کی آواز بلند ہوگی اور تندی بھی شامل ہوگی ۴ سال کی عمر تک بچہ اسی سراپے میں ڈھل جاتا ہے جیسا وہ اپنے گھر میں ماحول دیکھتا ہے جیسا اس کے ماں باپ اس سے کروانا چاہتے ہیں۔ یہاں سے بچہ ماں کی گود سے معاشرے کی گود میں قدم رکھتا ہے معاشرے میں اس کا پہلا استاد اس کا تعلیمی ادارہ ہوتا ہے جہاں اسکا پورے دن کا قیمتی ترین وقت گزرتا ہے اور یہی درس گاہ اس کی تعمیر بھی کر رہی ہوتی ہے گھر والوں کی مدد اس تربیت میں چار چاند لگا دیتی ہے بچہ یہ

سب کچھ بہت خوشی خوشی اپناتا چلا جاتا ہے۔!!!!!

آج کا مسلمان بچہ کیا سیکھ رہا ہے اور اسے کیا سکھایا جا رہا ہے؟ جی ہاں یہ سوال آج کے تمام والدین کے لئے لمحہ فکریہ ہے آج کا مسلمان بچہ جب تک گھر میں رہتا ہے ٹی وی کے ذریعے اس کی تربیت کی جاتی ہے۔ موسیقی کا وہ شائق ہوتا ہے انڈین گانے ہم اس سے نئے نئے سن سکتے ہیں سارے ڈرامے اسے بالکل یاد ہوتے ہیں۔ کارٹون فلمز کے بغیر تو وہ رہ نہیں سکتے' صبح ۸ ' ۹ بجے تک اٹھنا معمول ہے کیونکہ ابھی چھوٹے ہیں اسکول نہیں جانا ہوتا کھانا عموماً مغربی طرز پر کھاتے ہیں نیچے بیٹھ کر ہاتھ سے کھانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا' سارا دن کھیل' ٹی وی' موسیقی اور کھانا یہ ان کی مصروفیت ہوتی ہے۔

جب اسکول جانے لگتے ہیں تو نرسری سے داخلہ ملتا ہے سارا دن انگلش Poems اور کھیل میں دن گزار کر گھر آتے ہیں ذرا بڑی کلاس تک پہنچتے ہیں تو پڑھائی کی فکر ہوتی ہے ماں باپ سرگرداں ہوتے ہیں بھئی بچے کی انگلش کمزور ہے کوئی ٹیوشن ڈھونڈنی ہے بچہ پڑھ کر عملی میدان میں قدم رکھتا ہے' نیوٹن کے فلسفہ کو رٹتا ہوا' نپولین کی ڈکٹیٹرشپ پڑھتا ہوا' ایڈیسن کے کمالات سے متاثر ہوتا ہوا' کولمبس کا مشکور کہ انہوں نے ''امریکہ'' دریافت کیا شیکسپیئر کا دیوانہ' مائیکل جیکسن اس کا آئیڈیل' جی ہاں یہ ہے اس کی تربیت اور تعلیم کا نچوڑ جو آج کے جدید ماں باپ کا حاصل اور محصول بھی ہے اور ان کے بچے یہ سب کچھ سیکھ رہے ہیں اور بہت محنت سے ان تمام چیزوں کے عادی ہوتے چلے جا رہے ہیں جو مغرب کا طرہ امتیاز ہیں جو کافروں کا وطیرہ ہیں۔

آج اہل علم کے لئے سوچنے کا مقام ہے اکیسویں صدی اسلام کی صدی ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ امت مسلمہ کی امامت یہی جواں اسلامی فکر کرے گی تو کیا آج ماؤں کی گودوں میں پلتے ہوئے بچے کل کے اس بوجھ کو اٹھانے کے قابل ہوں گے؟ مذکورہ بالا تربیت کے لوگ سوائے مغربی طاقت کو سجدہ کرنے کے اور کچھ نہیں

کر سکتے مائیں اگر آج کے ان بچوں کو صحیح اسلامی تربیت دیں گی تو یہ کل اسلام کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل ہوں گے ورنہ یہ امتیاز شاید ہماری قوم سے چھین لیا جائے گا۔

آج اگر مائیں اپنے بچوں کو مستقبل کا خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ' محمد بن قاسم رحمہ اللہ' محمود غزنوی رحمہ اللہ اور ٹیپو سلطان رحمہ اللہ بنانا چاہتی ہیں تو آج سے اپنے بچوں کی تربیت صحیح طریقے پر کرنا شروع کر دیں گھر کا ماحول خالص اسلامی طرز پر بنائیں۔ ابتدائے سحر بیداری' نمازوں کی ادائیگی' معاملات' طرز زندگی سب کچھ اسلام کے مطابق ڈھال لیں اور یہی نہیں ان کے لئے دوسری تربیت گاہیں بھی ایسی منتخب کریں جو آپ کے بچوں کو کل کا مجاہد اول بنا دیں آج الحمدللہ ہر بڑے شہر میں ایسے تعلیمی ادارے موجود ہیں جو آپ کے بچوں کا شاندار مستقبل تیار کرتے ہیں جدید تعلیم کے ساتھ ساتھ بچوں کو مکمل اسلام کا نمونہ بنا دیتے ہیں تاکہ وہ آئندہ اس معاشرے کے کامیاب شہری ہی نہ ہوں بلکہ ایک بہترین مسلمان بھی ہوں اور مومنانہ صفات سے مزین بھی' ان کے جذبات خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرح ہوں تو فہم وفراست عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مانند ہو' بہادری میں محمد بن قاسم ہوں تو خلوص اور محبت میں محمود غزنوی ہوں' دلیری میں ٹیپو سلطان ہوں۔

آج کے بچے کی تیاری کل کے مجاہد اسلام کی تیاری ہے اور اسلام کی اس صدی میں ان شاء اللہ تعالیٰ ہمارے آج کے مسلمان بچے کل کے سالار اعظم ہوں گے اور اپنے انداز تربیت سے وہ یہ بات ثابت کر کے دکھائیں گے کہ اسلام کتنا طاقتور ہے اور اسلام کی طاقت صرف اسلامی تربیت پر منحصر ہے کیونکہ وہ اصحاب صفہ تھے جو ٹوٹے ہوئے چبوترے پر علم حاصل کرتے تھے لیکن اس تربیت نے اور اس تعمیری سوچ نے پوری دنیا مسخر کر لی اور عرب وعجم کے خزانے ان کے پیروں تلے روندے گئے۔ آج نئی نسل کی بہترین تربیت آپ کا اولین فریضہ ہے اور اسلامی تعلیمی اداروں کی محافظت آپ کے بچوں کا بہترین مستقبل !!!!!!

ایسے میں ضروری ہے کہ ہم اپنے بچوں کی تربیت گاہوں میں ترجیح ایسے

اداروں کو دیں جو بچوں کو رحمت اور تدبر کے ذریعے اسلامی روح سے آشنا کروا رہے ہیں۔ وہ پڑھاتے جدید تعلیمی طریقوں کے مطابق ہوں لیکن عادات واطوار اسلامی رنگ ڈھنگ کے بنائیں۔ایسے بچے جن کو آپ آج اسلام کے مطابق ڈھالتے ہیں وہ تمام بچے ہم کہہ سکتے ہیں کہ آئندہ اسلام کے وہ مرد مجاہد ہوں گے جو اسلام کی برتری ثابت کریں گے۔

آج کے بچے کی صحیح تربیت اور رہنمائی ہی دراصل آئندہ مستقبل کی صحیح تعمیر ہے لہٰذا اپنے بچوں کی صحیح نشوونما کو فرض اولین سمجھتے ہوئے' ماں کی گود سے معاشرے کی گود میں منتقل کرتے ہوئے انہیں صحیح اور شعوری طورپر اسلامی مزاج میں ڈھالنے والے تعلیمی اداروں کے سپرد کریں تعلیمی اداروں کا صحیح تعین آپ کے فرائض کو ہلکا کرنے کا باعث بنے گا۔ آیئے اور دیر نہ کیجئے آپ کے بچوں کا بہترین اور شاندار مستقبل اسلام کے روشن تعلیمات میں مضمر ہے اور اسکی صحیح تعمیر دراصل اسلام کے مضبوط بنیادوں پر عمل کرنے میں ہے اسلام کی صدی کیلئے تیاری کیجئے' روشن صدی ہماری راہ تک رہی ہے۔

بچوں کے دل میں عربی زبان کی محبت پیدا کیجئے

محترم والدین! جیساکہ آپ جانتے ہی ہیں کہ اسلام میں عربی زبان کی کتنی اہمیت ہے' حضور اکرم ﷺ نے دعوت الی اللہ والی محنت کا آغاز بھی عربی زبان سے فرمایا جس کے نتیجے میں آج پوری دنیا میں مسلمان موجود ہیں' احادیث میں بھی عربی زبان سے محبت کی تاکید آئی ہے' چنانچہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ

"عربی زبان سے تین وجوہات سے محبت کرو (۱) قرآن کی زبان عربی ہے (۲) جنت کی زبان عربی ہے (۳) میری زبان بھی عربی ہے"۔

لہٰذا اگر کم قسمتی سے آپ کو عربی زبان نہیں آتی توکم ازکم اپنے بچوں کو ضرور عربی زبان سکھلایئے تاکہ وہ قرآن وحدیث کے احکامات کو صحیح طورپر سمجھ سکیں اور

قرآن وحدیث میں جتنی دعائیں وارد ہوئی ہیں انہیں معنی و مفہوم کے استحضار کے ساتھ مانگ سکیں بلاشبہ اللہ جل شانہ تمام زبانوں کو سمجھتے ہیں بلکہ دل کے خیالات سے بھی واقف ہیں لیکن جو دعا عربی میں مانگی جائے اللہ پاک اس سے زیادہ خوش ہوتے ہیں۔

کتنے افسوس کی بات ہے جس ذات اقدس ﷺ نے ہماری خاطر کتنی تکالیف اٹھائیں' رو رو کر ہمارے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں' ہمیں جنت میں جانے کا آسان اور سیدھا راستہ بتایا ہم اس مبارک ہستی کی زبان (عربی) سے بھی واقفیت نہیں رکھتے۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں جتنے ارشادات فرمائے وہ سب عربی میں ہیں ہم اسے بھی سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔

لہٰذا از راہ کرم اپنے بچوں کے دلوں میں عربی زبان کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کریں اور انہیں اس بات کا احساس دلائیں کہ انہیں رسول عربی ﷺ کی زبان سیکھنے اور سمجھنے کی بہت ضرورت ہے تاکہ وہ ان ارشادات کو سمجھ سکیں جو حضور اقدس ﷺ نے فرمائے ہیں مزید یہ کہ احادیث کی معتبر ترین کتب ''صحاح ستہ'' (صحیح بخاری' مسلم' ترمذی' نسائی' ابن ماجہ' ابو داؤد) کو سمجھنے کے قابل ہو جائیں۔

اس کے ساتھ جمعہ کے دن عربی میں خطبہ جو نماز جمعہ سے پہلے دیا جاتا ہے اس کو سمجھ سکیں اور سب سے بڑھ کر قرآن شریف (یعنی اللہ پاک کے کلام) کو سمجھ سکیں' تراویح میں پورا قرآن کریم پڑھا جاتا ہے کیا ہی اچھا ہو کہ آپ کی اولاد قرآن کو سمجھنے والی ہو تاکہ دوران تراویح وہ قرآن کو سمجھتے ہوئے سنے۔ پھر اس کو صحیح طرح سمجھ کر اُمت کی رہنمائی کرنے والے بنیں' اور پوری امت میں اس زبان کو پھیلانے والے بنیں۔

اسی لئے ہماری تمام مسلمان ماؤں کی خدمت میں گزارش ہے کہ اپنی اولاد کو ہرگز عربی زبان سے محروم نہ کریں اور بچپن ہی سے ان کے ذہنوں میں عربی زبان کے فضائل ڈالنے کی کوشش بھی کریں اور دعا

بھی کریں اس کے لئے اپنے گھر میں عربی زبان کو جاری کریں جس حد تک ممکن ہو سکے مختلف چیزوں کے عربی میں نام یاد کروائیں اور خود بھی یاد کریں۔

مثلاً سال کے مہینوں کے نام' ہفتہ کے دنوں کے نام' مختلف پھلوں کے نام' مختلف رشتوں کے نام وغیرہ کتنا بھلا معلوم ہو کہ آپ کے بچے آپ کو ممی کی بجائے ''اُمّی'' اور اپنے والد کو ڈیڈی کی بجائے ''اَبی'' اور اپنے بھائی کو ''أخی'' کہیں اور آپ خود بھی عربی سیکھنے کی کوشش کریں تاکہ جب ہمارے علاقوں میں عربوں سے مستورات بمعہ محرم کی جماعتوں میں دین سیکھنے کیلئے آئیں (جو عموماً اردو زبان سے واقف نہیں ہوتیں) تو آپ انہیں عربی زبان میں دعوت دے سکیں اور اپنے شوہر کو بھی اس کی ترغیب دیں' اس مقصد کے حصول کیلئے پہلے تو اپنے بچوں کو قرآن کریم کا حافظ بنائیں پھر باقاعدہ کسی مدرسہ میں عالم بننے کیلئے داخل کر دیں اور اس کے لئے اللہ پاک سے رو رو کر دعائیں بھی مانگیں کہ ''اے اللہ! مجھے میرے شوہر کو اور بالخصوص میری اولاد کو قرآن وحدیث کو اچھی طرح پڑھنے والا اسکو سمجھنے والا اور ساری دنیا میں اس کو پھیلانے والا بنا دیجئے۔ آمین! اس کے لئے آسان صورت یہ ہے کہ ''عربی کا معلم'' کتاب کو خود پڑھیں اور بچوں کو پڑھائیں۔

بچوں کے اچھے کاموں کی تعریف ضرور کرو

بچہ ہو کہ جوان اگر اس کے اچھے کاموں کی تعریف کی جائے تو اس کو شوق پیدا ہوتا ہے اور اس کی ہمت افزائی ہوتی ہے اور پھر ایسا کام کرنے کا اس کے دل میں جوش پیدا ہوتا ہے۔ اگر اس کے اچھے کام کی قدر نہ کی گئی تو وہ پست ہمت ہو جاتا ہے۔ شوق اور امنگ کے جذبات سرد پڑ جاتے ہیں۔ کتنے لوگ تو اپنی جہالت اور تند مزاجی کی وجہ سے بچوں کے اچھے کاموں کی تعریف تو کیا کریں الٹا ڈانٹ ڈپٹ کر ان کی ہمت ختم کر دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اس طرح کرنے سے بچہ آئندہ اچھے کام کرنے لگے گا لیکن

ان کا یہ خیال غلط ہے۔اس سے کام کرنے کا حوصلہ ختم ہوکر دل ٹوٹ جاتا ہے اسی طرح اگر بچہ کوئی برا کام کرے تو اس کی برائی بھی بیان کر دینی چاہئے۔ اور اس کی بے جا تعریف نہ کی جائے ' ورنہ تو کام کئے بغیر ہی تعریف سننے کا عادی بن جائے گا۔اور تعریف سننے کا اتنا شوقین بھی نہ بنایا جائے کہ خود تعریف کی قدر اس کے دل میں بیٹھ جائے بلکہ اچھے کاموں پر اس طرح تعریف کی جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے والا بنے' اس نعمت کے ذریعہ اس کا اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھے 'مثلاً یوں کہا جائے بیٹا! دیکھو اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنی بڑی نعمت دی ہے' ماشاء اللہ آپ کا ذہن کتنا اچھا ہے' دیکھو آپ نے فلاں سوال کا جواب دیا' اللہ تعالیٰ ہی نے آپ کے دل میں یہ بات ڈالی تھی' اللہ ہی کے حکم سے آپ امتحان میں پاس ہوئے اس لئے آپ اللہ پاک کا شکر ادا کریں' وغیرہ وغیرہ۔

بچوں کی حوصلہ افزائی

خدا کے لئے اپنے نو بالغ اور نابالغ بچوں پر رحم کھا کر ان کے سامنے اعتراف اور ان کی اچھی کارکردگی کو سراہنے سے بخل نہ کیجئے۔انتہائی بخیل اور ظالم ہیں وہ ماں باپ جو اپنے بچوں کو ہروقت ڈانٹ ڈپٹ' مارپٹائی' چیخ پکار' دھونس' اور رعب داب کے ذریعہ تربیت کی کوشش کرتے ہیں۔بچوں کے ہر کام کی اور ہر حرکت کی حوصلہ شکنی کرتے ہیں اور ان کو شاباش دینے میں کوتاہی کرتے ہیں۔یہ ہرگز نہ بھولئے کہ بچہ بالکل ابتدائی زندگی میں جب اسکے اندر تھوڑا تھوڑا شعور پیدا ہونے لگتا ہے محبت اور پیار سے بھی زیادہ اپنے والدین اور متعلقین سے اپنی اہمیت اور وقعت کا اعتراف چاہتا ہے۔ ہر شخص کی توجہ کا مرکز بننا چاہتا ہے۔اپنی اس کوشش میں کبھی وہ معصومانہ مگر بیزار کن شرارت بھی کرنے لگتا ہے جس سے ناسمجھ والدین کو غصہ آنے لگتا ہے اور یہی بچہ کو خراب کرنے کی جڑ ہے۔جو بچہ جتنا زیرک' فہیم اور چنچل ہو گا اتنا ہی وہ دوسروں کو اپنی طرف متوجہ رکھنے اور جاذبیت میں لگا رہے گا۔ایسے بچہ کی اس کے

اچھے افعال اور حرکتوں پر تعریف کرنا بہت ضروری ہے۔

شاباشی ضرور دینا لیکن ساتھ ہی ساتھ اس عادت سے بھی بچانا بہت ضروری ہوگا کہ وہ خود ستائی، خود بینی، خود نمائی، سراہے جانے کی تمام برائیوں کے جال میں نہ پھنس جائے اور اپنے آگے کسی کی کوئی حیثیت نہ سمجھے، کیونکہ اس سے وہ بچہ احساس برتری کے ملغوبے میں پھنس کر نفسیاتی بیماری میں مبتلا ہو جائے گا۔ جو بچے اپنے گھریلو ماحول اور وراثت کے اثر سے ست کاہل بدھو قسم کے ہو جاتے ہیں ان کے اندر بھی اپنی کارکردگی پر سراہے جانے کا جذبہ موجزن رہتا ہے۔ وہ بھی چاہتے ہیں کہ وہ جو بھی کریں اس کی تعریف کی جائے۔

احترام ایک بہت چنچل بچہ تھا۔ شروع ہی سے توڑ پھوڑ اس کا مشغلہ تھا۔ ایک دن کھیلتے کھیلتے ایک بہت بڑا تالا (قفل) جو ایک کمرے میں لگا ہوا تھا۔ اور کسی ضرورت کے لئے کھولا گیا تھا وہ اسکو اٹھا لایا اور جتنے اوزار گھر میں موجود تھے اور نوکیلے پتھر سب کو جمع کر کے اس تالے کو توڑنا شروع کر دیا۔ ماں باپ سب اس کی تنہائی پسندی سے واقف تھے کوئی توجہ نہ دی۔ جب کافی دیر ہو گئی اور وہ اپنے کام میں زیادہ منہمک نظر آیا تو ماں نے اس کو آواز دی، کچھ دیر کے بعد احترام دوڑا ہوا آیا "اماں، اماں! کمال کی محنت کی جب جا کے ٹوٹا" بہت خوش تھا باچھیں کھلی ہوئی تھیں۔ سب لوگ ہنسنے لگے ماں نے پوچھا۔ کیا توڑ کر کے آئے ہو۔ بڑے شوق میں اپنی ماں کا ہاتھ پکڑ کے لے گیا۔ دکھایا۔ اور بولا۔ اماں بہت محنت کی تب جا کے یہ دیکھو یہ ٹوٹا ہے۔ دیکھا تو وہ تالا ٹوٹا پڑا ہے۔ اب احترام کا یہ کارنامہ ماں باپ کے لئے ایک مسئلہ بن گیا۔ اگر تالا توڑنے کی اس حرکت و محنت کو سراہتے ہیں تو جوان ہو کر یہ بچہ تالا توڑنے کا عادی اور چور ہو جائے گا۔ اور اگر شاباشی نہیں دیتے تو دل شکنی ہوتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ جوان ہو کر پست ہمت اور بزدل بن جائے۔

بہرحال انہوں نے اس کی محنت کی بہت داد دی اور فوراً گھر میں ٹوٹی ہوئی گھڑیاں، سائیکل، ہوا بھرنے کا پمپ اور لوہے کے بہت سے بولٹ، بجلی کے سوئچ وغیرہ

جمع کر کے احترام کے سامنے لاکر ڈھیر لگا دیا اس میں وہ محنت کرتا رہا' مہارت حاصل کرتا رہا اور اس کی خوب خوب تعریف ہوتی رہی' جوان ہو کر وہ فوج کا بڑا افسر بنا اور اب وہ امریکن تعمیرات کمپنی کا مالک ہے۔

بچوں کو تربیت دیتے وقت ان کی تعریف ستائش' ضرور کیجئے' لیکن اس بات کا بھی پورا دھیان رکھئے کہ کسی جرم کی کسی صورت میں کسی مقدار میں بھی ہمت افزائی نہ ہونے پائے اور یہ کام اسلامی تعلیمات ہی سے ممکن ہے۔یعنی اس یقین سے کہ اللہ دیکھ رہاہے اور اسکو جواب دینا ہے۔ غرضیکہ سراہے جانے کی خواہش دونوں قسم کے بچوں میں پائی جاتی ہے۔یعنی زیرک' فہیم اور چنچل بچوں کے طرح ست' غبی اور کاہل بچوں کی کارکردگی پر شاباشی نہ دی جائے تو وہ احساس کمتری اور قنوطیت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر ان کے نگران ماں یا باپ نے ان بچوں کی سستی اور کاہلی سے بیزاری کا اظہار کیا اور غبی وست بچوں کو صحیح ڈگر پر نہ ڈالا تو وہ شدید ذہنی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔پھر تو ماں باپ کی بھی زندگی اجیرن ہو جاتی ہے کیونکہ وہی تو بچوں کی نفسیاتی بیماری اور تباہی کے ذمہ دار ہیں۔ صرف حوصلہ افزائی درگزر اور اعتراف کارکردگی ہی ان کو اونچے مقام پر بحال کر سکتاہے اور یہی ان کی ذہنی بیماری کا علاج ہے۔ ماں باپ بچوں میں خدا پر مکمل اعتماد اور اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا جذبہ پیدا کریں۔ یہی جذبہ ایسے مریضوں کو مکمل صحت دینے کا ضامن ہے' جو خداکو راضی کرنے کے لئے اس کے احکامات کی دوسروں کو دعوت دینے کا بیڑا اٹھالیتا ہے۔وہ کبھی کسی سے پیچھے نہیں رہتا۔

بچوں کی نقلیں

آپ نے دیکھا ہو گا کہ جب ماں روٹی پکانے کے لئے بیٹھتی ہے بچے اس کے پاس سے گوندھے ہوئے آٹے میں سے کچھ آٹا لے کر چھوٹی چھوٹی ٹکیاں بنانے اور پکانے لگتے ہیں۔اسی طرح ماں جب سل پر مسالحہ پستی ہے تو بچے دیکھا کرتے ہیں اور

جب سل خالی ہو جاتی ہے تو بچے اس کی نقل شروع کر دیتے ہیں یا پھر جب ماں نماز پڑھنے لگتی ہے تو بچے بھی اس کے پاس کھڑے ہو جاتے ہیں اگر اٹھنا بیٹھنا بھاری پڑے تو سجدے میں پڑے رہتے ہیں۔ سجدے میں پڑے پڑے ادھر ادھر گردن اٹھا کر دیکھ لیتے ہیں لیکن سجدے سے سر نہیں اٹھاتے۔ ان کی یہ حرکت دیکھ کر بے اختیار ہنسی آجاتی ہے لیکن ان کو ہنسی کی پرواہ نہیں ہوتی ان کو تو نقل اتارنے کی غرض ہوتی ہے۔ اگر ان کو منع بھی کر دیا جائے تو بھی اس سے باز نہیں آتے۔ بچے یہ سب کام سمجھ کر نہیں کرتے بلکہ اپنا شوق پورا کرنے کو کھیل سمجھ کر کرتے ہیں۔ اس سے ہی سارا معاملہ سمجھ لینا چاہئے کہ نقل کرنے کا شوق بچوں کو قدرت کی طرف سے ملا ہوا ہوتا ہے وہ اپنے گھر میں جس قسم کے کام ہوتے ہوئے دیکھیں گے ایسے ہی کام خود بھی کرتے ہیں۔ اگر وہ گھر کے لوگوں کو قرآن شریف پڑھتے ہوئے دیکھیں گے تو وہ خود بھی پڑھنے کی نقل کریں گے۔ اور لڑتے ہوئے دیکھیں گے تو لڑنے لگیں گے۔ اگر ماں کو ہر وقت کام میں مشغول دیکھیں گے تو خود بھی کام میں لگے رہیں گے اور بیکار بیٹھے ہوئے نہیں رہیں گے۔ اگر ماں سچ بولے گی تو وہ بھی سچ بولیں گے۔ اسی طرح اگر ماں جھوٹ بولے گی تو بچے بھی جھوٹ بولیں گے۔ ماں اگر طوفانی اور لڑاکو ہے اور شوہر سے لڑتی رہتی ہے تو لڑکیاں بھی اسی طرح اپنے اپنے شوہروں سے لڑنے میں کسر باقی نہیں رکھیں گی۔ اسی لئے عقلمندوں نے اچھی صحبت میں رہنے کی اور بری صحبتوں سے بچنے کی سخت تاکید کی ہے۔ کیوں کہ صحبت کی تاثیر مشہور ہے اور بری بات تو بہت ہی جلد اثر کرتی ہے۔

جو مائیں عقلمند اور تعلیم یافتہ ہیں وہ قصداً ایسے کام کرتی ہیں جس سے بچوں میں اچھی عادتیں منتقل ہو جائیں۔ ایسی مائیں کبھی بھی اپنے بچوں کو لچے لفنگے اور کام چور بچوں کی صحبت میں نہیں جانے دیتیں۔ آپ بھی اپنے بچوں کی تربیت کے لئے ان کے سامنے اچھے کام کیجئے۔

لیکن بچوں کو اچھی تربیت دینے کے لئے ماں کا خود تعلیم یافتہ، دیندار اور باپردہ

ہونا ضروری ہے جو بچوں کو اچھی تربیت دینے کے طریقے جانتی ہو اور ہر کام کی اچھائی اور برائی کو سمجھتی ہو اسلئے آپ اگر ان صفات کی حامل ہیں تو شکر کریں ورنہ آج ہی سے اسکے لئے کوشش اور فکر کریں۔

آپ کے بچے صحیح اردو بولیں

عام طور پر ہمارے معاشرے میں صحیح اردو کم استعمال ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم خود صحیح اردو نہیں بولتے بلاشبہ دوسری زبانوں کی افادیت ضرور ہے لیکن ہماری اپنی زبان تو اردو ہی ہے لہٰذا ہمیں اس سے محبت ہونی چاہئے۔جس کا تقاضا یہ ہے کہ اسے صحیح طور پر اچھے سے اچھا بولنے کی کوشش کریں۔خود بھی زیادہ استعمال اردو ہی کریں اور اس میں خواہ مخواہ دوسری زبانوں کے الفاظ ملانے کی کوشش نہ کریں اور اپنے بچوں کو بھی اس کی عادت ڈالیں کہ وہ عام طور پر اچھی اردو بولیں۔

کچھ عرصہ پہلے اخبار پڑھتے ہوئے ایک مضمون پر نظر پڑی جو اردو زبان سے متعلق تھا اسے ہم تحریر کرتے ہیں۔امید ہے کہ اسے پڑھ کر اپنی زبان اردو کے ساتھ ہم نے جو زیادتی کی ہے اس کا ہمیں احساس ہو جائے گا۔اس مضمون کا خلاصہ کچھ یوں ہے کہ

> اردو ہماری قومی زبان ہے اور ہمارے لئے باعث فخر ہے لیکن کبھی آپ نے غور کیا ہے کہ ہم اکثر وبیشتر اس قومی زبان پر کتنا ظلم کرتے ہیں ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا اور بے چاری اردو دل مسوس کر رہ جاتی ہے۔آخر وہ کون سے ایسے مظالم ہیں جو اردو زبان پر ڈھائے جاتے ہیں؟

اس کا جواب مضمون نگار خاتون نے خود دیا کہ کچھ دنوں پہلے مجھے دو طالب علموں کی گفتگو سننے کا اتفاق ہوا جو بازار جاتے ہوئے مجھ سے تھوڑے فاصلے پر تھے ایک طالب علم دوسرے کو اپنے ساتھ پیش آنے والا واقعہ سنا رہا تھا۔میں آپ کو انہی

کی زبانی وہ واقعہ سنا دیتی ہوں آپ غور کیجئے کہ انہوں نے اپنی قومی زبان کے ساتھ کیا ظلم کیا۔

> ''کل ہم پوری فیملی'' کے ساتھ ''شاپنگ'' کرنے گئے تھے واپسی پر رات ہوگئی اور بارش بھی شروع ہوگئی ''روڈوں'' پر پانی جمع ہوگیا پھر ''مین ہولوں'' پر سے ڈھکن بھی غائب تھے اور ''لائٹوں'' کے ناقص انتظام کی وجہ سے روشنی بھی غائب تھی۔ ''شیڈوں'' کے نیچے کھڑے ہونے کی بھی جگہ نہیں تھی۔ ''سائن بورڈوں'' کے گرنے سے راستہ بھی بلاک ہوگیا تھا' ہماری نئی ''شرٹیں'' بالکل خراب ہو گئیں اور میرے چھوٹے بھائی کے ہاتھ سے تو ''فروٹوں'' کا تھیلا بھی گر گیا۔''

میں اتنی ہی باتیں سن سکی تھی کہ وہ دوسری سڑک کی طرف چلے گئے مگر میں یہ سوچنے پر مجبور ہوگئی کہ ہماری قوم کے بچے جو بظاہر علم کی روشنی سے بہرہ ور ہو رہے ہیں درحقیقت اپنی زبان صحیح طریقے سے بولنا بھی نہیں جانتے اور نہ ہی کوشش کرتے ہیں۔ ایک تو یہ اپنی زبان میں بلا وجہ دوسری زبان کو شامل کرتے ہیں۔ دوسرے اس زبان کا بھی غلط استعمال کر کے نہ جانے کون سی نئی زبان ایجاد کرنا چاہتے ہیں جس کا نہ کوئی سر ہے نہ پیر۔

> کیا ہماری زبان میں ''فیملی'' اور ''شاپنگ'' کے متبادل ''خاندان'' اور ''خریداری'' جیسے الفاظ نہیں ہیں اور پھر ''روڈوں''''شرٹوں'' ''شیڈوں'' اور ''فروٹوں'' جیسے الفاظ کس زبان کی نمائندگی کرتے ہیں؟

اس تجزیے سے یقیناً آپ کے ذہن میں بھی بے شمار ایسے الفاظ آرہے ہوں گے جن کو آپ روانی میں اپنی زبان میں شامل کر لیتے ہیں حالانکہ اگر آپ تھوڑا سا سوچیں تو ہماری زبان میں ان کے متبادل الفاظ موجود ہیں۔ یہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ

ہر زبان میں وقت کے ساتھ تبدیلیاں ہوتی ہیں اور اردو کی تو یہ خاصیت ہے کہ یہ فوراً دوسری زبان کے الفاظ اپنے اندر سمو کر اپنا جزو بنا لیتی ہے۔ اخذ و ماخوذ کا یہ عمل نہ صرف زبان کو زندہ رکھتا ہے بلکہ جدید تقاضوں سے ہم آہنگ ہونے کی نئی قوت بھی فراہم کرتا ہے لیکن زبان کے صحیح استعمال کا شعور بھی وقت کا اہم تقاضا ہے اور اس پر توجہ دیئے بغیر ہم اپنی پیاری زبان کو ترقی کی راہ پر گامزن نہیں کر سکتے۔ (بشکریہ اخبار جنگ)

لہٰذا ہماری جملہ ذمہ داریوں میں سے یہ بھی ایک اہم ذمہ داری ہے کہ ہم اپنے بچوں کو صحیح اردو بولنے والا بنانے کی کوشش کریں۔

بچوں کے سوالات

یہ قدرتی چیز ہے کہ جب بچہ شعور پکڑتا ہے اور اپنے چاروں طرف نئی نئی چیزیں مثلاً چاند سورج' آسمان' ستارے' دیکھتا ہے۔ رات' دن اور صبح و شام کی تبدیلی' اسی طرح موسموں کا بدلنا وغیرہ چیزوں کو نظر سے دیکھتا ہے تو تحقیق کرنے کی خواہش ان سب باتوں کی حقیقت اور اسباب جاننے پر مجبور کرتی ہے اور وہ اپنی ماں کو ان سب چیزوں کی جاننے والی سمجھتا ہے۔ اس کو یقین ہوتا ہے کہ میری ماں سے زیادہ جاننے والا کوئی نہیں اس لئے وہ بار بار اپنی ماں سے ہی پوچھ پوچھ کر اپنی اس کم علمی کی پیاس بجھاتا ہے اور خوش قسمتی سے ماں ان سب باتوں کو جاننے والی ہو اور اس کے سوالوں کا صحیح جواب دے سکتی ہو تو بچوں کے اس قدرتی جذبہ سے فائدہ اٹھا کر وہ ہر چیز کی حقیقت اپنی سمجھ کے مطابق بتاتی ہے۔ مناسب موقع پر قصے اور سبق آموز و نصیحت آمیز کہانیاں سنا کر اس کے خیالات اور اخلاق کی تربیت کرتی ہے۔ بڑے بوڑھوں کا ادب سکھاتی ہے۔ اپنے اور پرائے کا فرق بتاتی ہے۔ ان کے ساتھ عزت واکرام سے پیش آنے اور اسی طرح رشتہ داروں کا لحاظ رکھنے کی تعلیم دیتی ہے۔ وہ سمجھاتی ہے کہ چاند کیا ہے' سورج کیا ہے' صبح کس طرح ہوتی ہے شام کس طرح ہوتی

ہے۔ رات ہوتے ہی سورج کہاں چلا جاتا ہے۔ اندھیرا کیوں چھا جاتا ہے۔ اس طرح کی تعلیم سے بچہ دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا ہے اور اسکول اور مدرسہ جانے سے پہلے اس کے پاس معلومات کا اتنا ذخیرہ ہوتا ہے کہ ان باتوں کو نہ جاننے والا بچہ جو کام دو برس میں کرتا ہے اس کو یہ چھ ماہ میں کر لیتا ہے۔

لیکن اگر ماں تعلیم یافتہ نہ ہو اچھی تہذیب میں پلی ہوئی نہ ہو اور جہالت کی وجہ سے اس کو بتا دے کہ چاند میں جو داغ اور دھبہ نظر آتا ہے وہ تو ایک بڑی بی اور بوڑھی اماں ہے جو اس میں چرخہ چلاتی ہے یا زلزلہ آنے کا سبب یہ ہے کہ زمین گائے کے ایک سینگ پر رکھی ہوئی ہے جب گائے تھک جاتی ہے تو زمین کو دوسرے سینگ پر لے لیتی ہے۔

تو اب بتاؤ کہ ایسی باتوں سے بچوں کے معلومات میں کیا خاک ترقی ہوگی۔

اسی طرح اگر ماں تند مزاج اور چڑچڑی ہو اور بچوں کے ان سوالوں سے چڑ کر ان کو دھتکار دے تو پھر بچہ دوبارہ ایسے سوالات کرنے کی ہمت نہیں کرتا۔ اور بچوں کی ذہنی ترقی میں ایک افسوس ناک رکاوٹ پیدا ہو جاتی ہے اور نت نئی باتیں جاننے کا شوق ختم ہوتا ہے جس کی پوری ذمہ داری اس بیوقوف ماں پر آتی ہے۔

سمجھ دار ماؤں کو یاد رکھنا چاہیئے کہ بچوں کے سوالوں کے جواب ہمیشہ اس طرح دینے چاہئیں کہ ان کے دلوں کو اطمینان ہو جائے۔ ٹال مٹول کر کے جواب نہ دینے چاہئیں۔ ایسے جواب دینے کے لئے کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑے تو اس میں سستی نہ کرے اور اس کو مصیبت نہ سمجھے کیوں کہ یہ تو بچوں کی دماغی تربیت کا اہم معاملہ ہے۔ ساتھ ساتھ یہ بات بھی یاد رکھے کہ جب کسی سوال کا صحیح جواب نہ آتا ہو تو اس کو صاف صاف کہہ دینا چاہیئے کہ میں تجھے فلاں وقت اس کا جواب دوں گی اور پھر کتاب دیکھ کر یا کسی اہل علم سے پوچھ کر اس کا جواب دے۔

یاد رکھو کہ بچپن میں سیکھی ہوئی باتیں پتھر پر لکیر کی مانند ہوتی ہیں اس پر مسلسل عمل کرتے رہنے سے وہی عادتیں بچوں کے خمیر میں داخل ہو جاتی ہیں۔ مائیں اگر تعلیم

یافتہ ہوں گی تو بچوں کے معصوم دماغوں میں انہیں باتوں کے نقوش پیدا کریں گی جو ان کی زندگی کامیاب بنائے اور جس سے وہ ترقی کی سیڑھی پر چڑھ سکیں اور بچوں کی ترقی دیکھ کر خود بھی راضی اور خوش ہو۔

بچوں کو عملی تعلیم دو

اس سلسلہ میں ماؤں کو یہ اصول بھی یاد رکھنا ہوگا کہ بچہ کو حکم یا تنبیہ کرنے کی بجائے مثال دے کر سمجھانا زیادہ مفید ہے۔ مثلاً آپ کسی سے کچھ پکانا یا کپڑا کاٹنا سیکھنا چاہتی ہوں وہ آپ کو زبانی اس کی پوری ترکیب سمجھا دے تو آپ یقین مانئے کہ آپ کو اس ترکیب سے اتنا فائدہ نہ ہوگا جتنا کہ وہ شخص آپ کے سامنے کھانا پکا کر یا کپڑا کاٹ کر بتائے۔ یہ ہی مثال بچہ کے ذہن اور مزاج کی ہے ایک طرف آپ اس کے سامنے لگاتار جھوٹ بولیں اور دوسری طرف امید رکھیں کہ آپ کی سختی سے جھوٹ بولنا چھوڑ دے۔ تو یاد رکھیں کہ آپ کبھی بھی اس کو جھوٹ بولنے سے روک نہیں سکتیں۔

کیا آپ کا بچہ کند ذہن ہے؟

ہر ماں باپ کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کا بچہ پڑھ لکھ کر قابل بن جائے مگر کیا ہر بچہ ماں باپ کی خواہش پر پورا اترتا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہے بعض بچے تو ذرا سی توجہ سے اچھے اچھے نتائج حاصل کر لیتے ہیں مگر کچھ بچے ایسے بھی ہوتے ہیں جو اچھے اسکول میں پڑھنے اور ٹیوشن حاصل کرنے کے باوجود بھی پڑھنے لکھنے میں پیچھے رہ جاتے ہیں ایسے بچوں پر اگر خصوصی توجہ دی جائے تو وہ بھی دوسرے ذہین بچوں کی طرح بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔

عام طور پر دیکھا یہ گیا ہے کہ کند ذہن بچوں پر خصوصی توجہ دینے کے بجائے

ان کے والدین یا اساتذہ انہیں مختلف قسم کے القابات سے نوازتے رہتے ہیں مثلاً یہ بچہ تو بڑالاپرواہ ہے' نہ جانے اس کا دھیان ہروقت کدھر رہتا ہے' ویسے تو یہ خوب تیز ہے' دوسروں کی شکایتیں بھی خوب کرتا ہے کھیل کود میں بھی کسی سے پیچھے نہیں' لڑتا بھڑتا بھی رہتا ہے' مگر پڑھائی کے وقت نہ جانے اسے کیا ہو جاتا ہے۔

کبھی ماں اپنے دوسرے رشتہ داروں یا بچے کے دوستوں کے سامنے یہ فقرے دہراتی نظر آتی ہے کہ اس نے تو ہماری ناک کٹوا دی ہے۔اب اگر تم فیل ہوئے تو یاد رکھنا میں تمہیں آنٹی کے ہاں لیکر نہیں جاؤں گی۔ دیکھو شرم کرو تمہارا فلاں دوست کتنے اچھے نمبر لیکر پاس ہوا ہے اور ایک تم ہو' نکمے نکور' آخر تم کو کب عقل آئے گی.............. وغیرہ وغیرہ۔

ایسی باتیں کرنے والے اساتذہ یا والدین کا شاید یہ خیال ہوتا ہے کہ اس طرح ڈانٹ ڈپٹ سے ان کا بچہ کچھ اثر لے گا اور پڑھائی کی طرف دھیان دے گا مگر یہ سب ان کی خام خیالی ہے ان باتوں کا تو بچے کی شخصیت پر منفی اثر ہی پڑتا ہے وہ جذباتی اور عدم تحفظ کا شکار ہو جاتا ہے اس کے اندر منفی صلاحیتیں مختلف پہلوؤں سے اجاگر ہونا شروع ہو جاتی ہیں وہ تنہائی پسند ہو جاتا ہے اس میں چڑ چڑا پن پیدا ہو جاتا ہے۔اکثر ایسے بچوں کو ایسے الفاظ دہراتے ہوئے پایا گیا''ہاں ہاں میں براہوں' اللہ کرے میں مرجاؤں''۔

اگر آپ کے بچے میں مذکورہ بالا خصلتیں پائی جاتی ہیں تو آپ اپنے بچے کو قصور وارمت ٹھہرائیں اس کی اس کیفیت میں عقلی شعور کا کوئی دخل نہیں اس کا قصور صرف اتنا ہے کہ وہ تمام سوچ اور کوششوں کے باوجود وہ کچھ نہیں کر پاتا جو آپ کی خواہش ہے ایسے بچے میں سیکھنے کی عدم صلاحیت قدرتی طور پر رکاوٹ بنتی ہے اور جو چیز بچے میں قدرتی طور پر کم پائی جاتی ہو اس کا نعم البدل مختلف طریقوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔

۱۹۶۳ء میں نیو یارک میں بچوں کے والدین کا ایک اجلاس ہوا جس

میں ''آموزشی دشواریاں کی اصطلاح سامنے آئی جس کا تعلق ان بچوں سے تھا جن کی ذہنی استعداد تھی تو عام بچوں کی طرح مگر ان کو اپنا سبق یاد کرنے میں عارضی و معمولی دقت محسوس ہوتی ہے۔

بچوں میں پائی جانے والی آموزشی دشواریوں کی چند اقسام یہ ہیں (۱) یاد کرنے میں دشواری (۲) سمجھنے میں دشواری (۳) املا لکھنے میں دشواری (۴) از خود کسی تعلیمی مسئلے کو حل کرنے میں دشواری (۵) بار بار پڑھنے یا کتاب لیکر بیٹھنے کے باوجود صحیح طرح نہ سمجھنے میں دشواری۔

اگر یہ خاص علامتیں بظاہر ایک صحت مند اور نارمل بچے میں پائی جائیں تو ایسے والدین کو چاہئے کہ ان بچوں کے ساتھ اپنے برتاؤ میں مندرجہ ذیل احتیاط برتیں۔

(۱) ایسے بچوں کا کسی دوسرے بچے سے موازنہ نہ کریں۔

(۲) بچے کو ہر وقت ڈانٹ ڈپٹ نہ کریں۔

(۳) ان کے بارے میں طنزیہ یا نفرت کا لہجہ اختیار نہ کریں اور خاص طور پر ان کی شخصیت کو ہرگز نظرانداز نہ کریں۔

تھوڑی سی توجہ سے آپ کا وہ بچہ جسے آپ کند ذہن سمجھتے ہیں دوسرے بچوں کی طرح اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کر سکتا ہے لہٰذا آپ کو چاہئے کہ آپ وقت ضائع کئے بغیر اسے کسی اچھے ماہر نفسیات کو دکھائیں اور دیندار تجربہ کار بزرگ یا ماہر عالم و مفتی سے مشورہ کریں۔ تاکہ مناسب تشخیص کے بعد بچے میں موجود آموزش کی دشواریوں کو خصوصی تراکیب کی مدد سے اگر ختم نہیں تو کم سے کم کیا جا سکے اور آپ کا بچہ بھی تعلیمی مراحل بھرپور طریقے سے طے کرنے۔ یاد رکھئے! ایسا بچہ جس کا ذکر ہم اوپر کر چکے ہیں خصوصی توجہ کا طالب ہوتا ہے' اگر آپ مصروف ہیں تو مصروفیات ترک کر کے اس کو خصوصی توجہ دیں یہ آپ کا دینی اور معاشرتی فریضہ ہے۔

کئی بار ایسا ہوتا ہے کہ بچہ کے کند ذہن ہونے کی کوئی دوسری وجہ نہیں ہوتی بلکہ گھر کے افرد لاڈ و پیار میں اس کم عمر کو کچھ نہ کچھ ہر وقت کھلاتے رہتے ہیں' بزرگوں

نے لکھا ہے کہ کم عمر بچہ زیادہ کھائے تو اس کا حافظہ خراب ہونے کا ڈر ہوتا ہے

(فضائل صدقات ص ۴۱۲)

ہم لوگ ڈانٹ ڈپٹ تو کر لیتے ہیں اسے غذا یا مرغوب چیزیں دینے میں تناسب کا خیال نہیں رکھتے حالانکہ ذرا سی اپنے نظام کی تبدیلی سے ساری شکایت دور ہو سکتی تھی مگر اس کی خاطر خواہ مخواہ اسپیشلسٹ ڈاکٹروں کے چکر لگانے شروع کر دیتے ہیں اپنا نظام درست نہیں کرتے۔

کند ذہن بچوں کی تعلیم

جو بچہ کند ذہن اور کمزور دماغ کا ہو اس کا علاج علم ہے۔ عقل پر لگے ہوئے زنگ کو علم ہی دور کرتا ہے۔ اس کی تعلیم کی طرف سے ہرگز غفلت نہ برتی جائے بلکہ کوشش کرکے حکمت عملی سے کام لے کر اسکو اس میں لگا دے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے سامنے مختلف قسم کی چیزیں پیش کرے۔ ان کے متعلق سوالات کرکے ان کی خوبیاں اور کمزوریاں بیان کرے تھوڑا سبق دے اور اس کو اچھی طرح ذہن نشین کرا دے اور جب تک پختہ نہ ہو جائے آگے نہ بڑھائے۔ اس میں اتنی بات ضرور ہے کہ تعلیم دینے والے کو محنت اور دماغ پاشی زیادہ کرنی پڑے گی اور وہ ایک سیر علم سکھائے گا تو پاؤ بھر جتنا فائدہ ہو گا لیکن ہو گا ضرور اور ایسی امید بھی کی جاسکتی ہے کہ آگے چل کر اس کا دماغ کھل جائے اور وہ ایک ذہین بچہ بن جائے۔

بچوں کی حالتیں وقتاً فوقتاً بدلتی رہتی ہیں۔ ممکن ہے کہ جو بچہ بچپن میں کند ذہن ہو وہ آگے چل کر بے حد ذہین بن جائے اور ذہین بچہ ایک دم کند ذہن بن جائے لہٰذا ناامید ہو کر بچہ کی تعلیم کو موقوف نہیں کرنا چاہئے۔

بچوں کو سمجھاتے ہوئے تین سنتیں زندہ کیجئے

ماں باپ دونوں کو چاہئے اور خصوصاً ماں کو کہ وہ بچے کی غلطی و کوتاہی پر آپے سے باہر نہ ہو' اور اس کا ایک آسان حل یہ ہے کہ ہمیشہ اس بات کو سوچتی رہے کہ میں ان بچوں کی تربیت اس لئے کر رہی ہوں کہ یہ بڑے ہو کر اپنے اعمال سے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے بنیں اور ان کے ذریعے دنیا میں دین پھیلے۔

جو ماں اپنے بچے / بچی کو قائدہ اور امام بنانا چاہے گی تو وہ ضرور صبر سے کام لے گی' جس کو اس بات پر یقین ہو کہ میں جتنا اس بچے / بچی کیلئے تکلیف اٹھاؤں گی اس پر مجھے اجر وثواب ملے گا اور یہ بچے بڑے ہو کر جتنا دین کا کام کریں گے اس سب کا ثواب بھی مجھے ملے گا' تو ایسی ماں ضرور صبر کرے گی ٹھنڈے دل سے بچوں کو سمجھائیں گی' طعنے وغیرہ نہیں دے گی' ان کو شور سے منع کرنے کیلئے خود شور نہیں مچائے گی' دوسروں کا غصہ ان معصوموں پر نہیں اتارے گی' ان کو ذلیل نہیں کرے گی۔ دیکھو! خالہ زینب کی سمیہ کیسی اچھی بچی ہے؟ اور تم ....؟

دیکھو شکیل کیسا اچھا بچہ ہے .... اور تم .... وغیرہ وغیرہ۔

پڑوسی کے بچے دیکھو کیسے سلیقہ مند اور صاف ستھرے ہیں اور تم ....

یاد رکھئے! اس طرح کہنے سے اور بار بار بچوں کو اس طرح ذلیل کرنے سے کبھی یہ بچے ترقی نہیں کرتے' ہمیشہ احساس کمتری' بزدلی' خوف کا شکار رہتے ہیں' ماں کو چاہئے کہ وہ سوچے کہ میں امت مسلمہ کیلئے ایک قائد تیار کر رہی ہوں میں حضور ﷺ کا کامل متبع ایک فرد تیار کر رہی ہوں' جس کی گفتگو' اخلاق' چلنا پھرنا' دیکھ کر لوگ دین سے زیادہ نزدیک آئیں اور کفار دیکھ کر اسلام میں داخل ہوں کہ یہ ہیں مسلمان اللہ تعالیٰ تمام والدین کو ایسی سمجھ عطا فرمائے۔

لہٰذا ماں کو چاہئے کہ بچے کی غلطی پر پیار ومحبت سے سمجھائے اور اس میں وہ طریقہ اختیار کرے جو حضور اکرم ﷺ کیا کرتے تھے' حضور ﷺ کا ہر طریقہ رحمت ہی

رحمت ہے۔ہم ہر کام حضور ﷺ کے طریقے کے موافق کریں گے تو ہماری بہت سی پریشانیاں دور ہو جائیں گی اور گھروں میں بہت سی خیروبرکتیں آئیں گی اس کے لئے ہر ماں کو چاہئے کہ اسوۂ رسول اکرم ﷺ اور معارف الحدیث ان دو کتابوں کا ضرور مطالعہ کرے۔

ان کتابوں میں اور حدیث کی دوسری کتابوں میں حضور اکرم ﷺ کا بچوں کو تربیت دینے کا ایک واقعہ لکھا ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اس طریقے پر بچوں کی تربیت کرنے کی توفیق عطا فرمائے فرماتے ہیں۔

عن رافع بن عمرو الغفاری قال کنت غلاما اَرْمی نخل الانصار فاتی بی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال یا غلام لِمَ تَرْمِیْ النخل قلت اکلُ قال فلا ترم وکل مما سقط في اسفلها ثم مسح، رأسه فقال اللهم اشبع بطنه.

حضرت رافع ابن عمرو غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جب میں بچہ تھا تو انصار کے کھجور کے درختوں پر پتھر پھینکا کرتا تھا (ایک دن) انصار مجھے پکڑ کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لے گئے' آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا لڑکے تو کھجوروں کے درخت پر پتھر کیوں پھینکتا ہے؟

میں نے عرض کیا کہ کھجوریں کھاتا ہوں (یعنی کھجوریں کھانے کے لئے ان کے درختوں پر پتھر مارتا ہوں کسی اور مقصد سے پتھر نہیں پھینکا)۔

آپ ﷺ نے فرمایا پتھر نہ پھینکا کر وہاں جو کھجوریں درخت کے نیچے گری پڑی ہوں ان کو کھا لیا کر۔پھر آپ ﷺ نے میرے سر پر اپنا دست مبارک پھیرا اور فرمایا اے اللہ تو اسکا پیٹ بھر۔

فائدہ: ہر مسلمان والدین کو اساتذہ کو معلمات کو ہم میں سے ہر ایک کو چاہے کہ جس طرح حضور اکرم ﷺ نے اس بچے کو سمجھایا ہم بھی اسی طرح سمجھائیں۔

سب سے پہلے آپ ﷺ نے اس سے وجہ پوچھی یا غلام!

لِمَ تَرْمِي النَّخلَ

اے لڑکے تم کھجوروں پر پتھر کیوں پھینکتے ہو

اس لئے ماں کو چاہئے کہ بچے کی کسی شکایت پر یا کوتاہی نظر آنے پر پہلے اس سے اسی طرح وجہ پوچھے کہ وہ ماں کو مہربان رحمدل سمجھ کر صحیح صحیح وجہ بتا دے کہ مجھے اس چیز نے مجبور کیا تھا۔ اس وجہ سے میں نے ایسا کیا' غلطی وکوتاہی کو نہ پکڑے بلکہ اس کے سبب اور اصل اور وجہ کو پکڑیئے کہ یہ کیوں ہوا؟ اس بری یا گندی حرکت کی وجہ کیا تھی ہو سکتا ہے اس بچے نے یہ بے ادبی کی' لیکن بے ادبی کا سبب کچھ اور ہو اور وہ اتنا برا نہ ہو' اور اس سبب کو پکڑ لیا جائے تو ہو سکتا ہے آئندہ بڑی برائی سے بچ جائے لہٰذا بچے سے پہلے وجہ پوچھے۔

پھر اس کا جواب سنے اور پھر اسکو نصیحت کرے اور نصیحت کرنے میں جس چیز سے منع کر رہے ہیں اس کا نعم البدل بھی ضرور بتانے کی کوشش کرے غور کیجئے حضور اکرم ﷺ نے ایک چھوٹے سے جملے میں اس بچے کو کتنی بڑی نصیحت کی اور اس کا نعم البدل بھی بتلا دیا فرمایا

فلا ترمِ وَكُلْ مِمَّا سَقَط فِي اَسْفَلِهَا.

پتھر نہ پھینکا کر وہاں جو کھجوریں درخت کے نیچے گری پڑی ہوں ان کو کھا لیا کرو۔

دیکھئے بچے کی جو خواہش تھی کھجور کھانے کی وہ بھی پوری ہوگئی اور جو لوگوں کو تکلیف تھی کہ ان کے درختوں پر پتھر پڑتے تھے جس سے اور کھجوریں بھی خراب ہوتی تھیں وہ بھی دور ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے ہر مسلمان ماں باپ کو اپنے بچوں کو اسی طرح سمجھانے کی توفیق عطا فرمائے جب بچوں کو اس طرح سمجھائیں گے تو ضرور ان بچوں پر رافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر آئے گا اور تیسری سنت یہ ہے کہ

ثُمَّ مَسَحَ رأسه فقال اللّٰهمَّ اشبع بطنه.

پھر آپ ﷺ نے اس بچے کے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعا دی اے اللہ تو اسکا پیٹ بھر۔

اس لئے ماں کو چاہئے ہر بات سمجھاتے ہوئے بچے کے سر پر ہاتھ رکھ کر سمجھائے اس سے بچے کے اندر اعتماد پیدا ہوگا وہ ماں باپ کو ظالم سمجھنے کے بجائے اپنا محب سمجھے گا' اسی طرح ہر مرتبہ ماں بچے کو اسی کام کی مناسبت سے دعا بھی دیتی رہے جیسے آپ ﷺ نے کھجور کھانے کے موضوع پر اس بچے کو سمجھانے کے بعد دعا دی۔

کہ اے اللہ اس کا پیٹ بھر دے' ماں اس طرح دعا دے گی تو بچے کا یقین بڑھتا جائے گا' کہ صرف غذا سے اور کھانا کھانے سے پیٹ نہیں بھرتا بلکہ اللہ کے حکم سے بھرتا ہے اس لئے کہ ماں نے مجھے دعا دی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرا پیٹ بھر دے' تو اللہ تعالیٰ تھوڑے کھانے سے بھی پیٹ بھر سکتا ہے اور زیادہ کھانے سے بھی۔ لہٰذا آہستہ آہستہ وہ بچہ اپنے تمام کاموں میں اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنے والا بن جائے گا امید ہے ماں اور باپ اور ہر معلم بچوں کو سمجھاتے ہوئے ان تینوں مبارک سنتوں کا اہتمام کریں گے۔

(۱) پہلے اس سے وجہ پوچھی جائے' وجہ پوچھنے میں سب سے پہلے اس کو یہ بات کہی جائے کہ بیٹا میں آپ کی کیسے مدد کروں' مثلاً دو بھائیوں کا آپس میں جھگڑا سامنے آیا تو ایک ایک کو بلا کر پوچھیں بیٹے میں آپ کی کیسے مدد کروں کہ یہ جھگڑا نہ ہو' بیٹے میں آپ کی کیسے مدد کروں کہ آپ امتحان میں فیل نہ ہوں' بیٹے میں آپ کی کیسے مدد کروں کہ آپ کی نماز قضا نہ ہو' وغیرہ وغیرہ۔

(۲) پھر سمجھائیں اور نعم البدل بتلائے۔

(۳) پھر سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دے ایسا عمل اختیار کرنے سے ضرور بالضرور ہماری نئی نسل مہذب اور شائستہ بنے گی اور ان کی گھٹی میں ایمان ویقین بیٹھ جائے گا' اور یہ بڑے ہو کر اسلام کے مجاہد مبلغ داعی بنیں گے آمین یارب العالمین۔

ٹی وی بچوں کے لئے مضر ہے

ہندوستان میں ہونے والے ایک مطالعے سے ظاہر ہوا ہے کہ بہت قریب سے دیر تک ٹی وی دیکھنے والے بچے مرگی' چڑچڑے پن' بے خوابی اور تناؤ جیسے امراض کا شکار ہو سکتے ہیں۔نفسیاتی امراض کے ماہر ڈاکٹرز کے مطابق ٹیلی وژن کلچر کی وجہ سے بچوں میں مٹاپے جیسی جسمانی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس سلسلے میں ٹیلی وژن کی اسکرین پر ایک فلم میں ایک اداکارہ کو خودکشی کرتا دیکھ کر دہلی میں سلیم پور کی ۹ سالہ پوجا کی خودکشی کا واقعہ بھی ٹی وی کے مضر اثرات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بچوں کے ذہن پر مخرب اخلاق پروگرام یقیناً منفی اثرات مرتب کرتے ہیں۔

ایک وقت تھا کہ کراچی میں اگر کہیں قتل کی کوئی واردات ہو جاتی تھی تو کئی دنوں تک اخبارات میں اس بارے میں خبریں شائع ہوتی تھیں اور اس وقت تک اس کا چرچا رہتا تھا جب تک کہ قاتل کا کھوج لگا کر اسے قانون کے حوالے نہیں کر دیا جاتا تھا۔افسوس کہ ہمارے بچوں کے ذہن ایسی یادوں سے خالی ہیں۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی صورت حال میں ہمیں کیا کرنا چاہئے اس ضمن میں سب سے پہلے ہم میں سے ہر ایک کو خوب رو رو کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہئے' اے اللہ ہماری نئی نسل پر رحم فرما' ہر نماز کے بعد اس دعا کو مانگنا چاہئے اور کبھی ہو سکے تو دو رکعت صلوۃ الحاجت پڑھ کر تمام عالم کے مسلمان بچوں کیلئے دعا مانگنی چاہئے۔

والدین کو اس بات کی تعلیم دی جائے کہ وہ اپنے بچوں کی حقیقی ضروریات کو سمجھیں' ان کی صفائی ستھرائی اور تعلیم کا حتی المقدور خیال رکھیں اور ان کی ذہنی تربیت کو تمام چیزوں پر فوقیت دیں۔والدین کو چاہئے کہ وہ ٹی وی پروگراموں' بیہودہ باتوں اور خراب ماحول سے اپنے بچوں کو دور رکھیں۔بعض کھاتے پیتے گھرانوں میں ناخواندہ نوکر بھی بچوں کو گمراہ کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں لہٰذا والدین کو ان سے بھی

محتاط رہنا چاہئے ۔نوجوانوں کے لئے مساجد میں دینی حلقے' سیکھنے اور سکھانے کی فضا' درس قرآن ودرس حدیث' محلہ کے دوسرے نوجوانوں بوڑھوں پر محنت کرکے ان کو دیندار بنانا'.............. وغیرہ کی فضا بنانی ہوگی' تاکہ نوجوان اس میں مشغول رہیں۔

اس سلسلے میں ہمیں ابتدائی تعلیم و تربیت میں اپنا کردار اداکرنا ہوگا اور جہاں جہاں موقع ملے اس شعورکو بیدار کرنا ہوگا کہ بچے ہی ہمارا مستقبل ہیں اور ان کے لئے ہمیں اپنی بساط کے مطابق کچھ نہ کچھ کرنا ہوگا کہ قطرہ قطرہ دریا بنتا ہے ہم میں سے جس کو بھی اپنے بچوں کے مستقبل کا ذرا سا بھی خیال ہے اسے اپنے بچوں کو ٹی وی پر پیش کئے جانے والے پروگراموں اور فضول اشتہارات دیکھنے سے روکنا ہوگا۔ گھر میں ٹی وی کی بجائے کمپیوٹر لاکر رکھیں' ٹی وی گھر میں رکھیں ہی نہیں کہ بچوں کو شوق ہو ہمارے بزرگ اپنے بچپن اور جوانی میں آج کے بچوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ صحت مند مطمئن اور مسرور ہوا کرتے تھے ۔اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ ان کو نہ صرف یہ کہ خالص غذا' صاف ہوا اور پانی میسر تھا بلکہ سب سے بڑھ کر یہ کہ ان کی فکر پر ذرائع ابلاغ کے منفی اثرات مرتب نہیں ہوتے تھے ۔

آیئے! ہم بھی اپنے بچوں کی مناسب انداز میں تربیت کرنے کا عہد کریں اور انہیں ''انسان'' بننے میں مدد دیں کیوں کہ وہ ہمارا قیمتی سرمایہ اور ہمارا ''کل'' ہیں۔

برے ماحول اور دوستوں سے اپنے بچوں کی حفاظت کیجئے

بعض والدین گھر کے اندر تو بچوں پر خوب توجہ دیتے ہیں لیکن گھر سے باہر اس کے ماحول اور دوستوں کی خبرگیری نہیں کرتے 'کبھی اپنے آرام کی خاطر بچوں کو گھر سے باہر کھیلنے کیلئے نکال دیتے ہیں اور خود مطمئن ہو جاتے ہیں۔یاد رکھئے !گھر کا ماحول اگر ۷۵ فی صد بچے کی تربیت پر اثر ڈالتا ہے تو ۲۵ فی صد باہر کے ماحول اور دوستوں کا بھی اثر پڑتا ہے اس سے لاپرواہ بالکل نہ ہونا چاہئے بلکہ اس بات کا خاص خیال رکھنا

چاہئے کہ بچہ کس ماحول میں اٹھتا بیٹھتا ہے اور اس کے دوست کیسے ہیں یعنی ان کے اخلاق ومعاملات اور ان کے گھروں کا ماحول کیسا ہے یہ بھی بہت ضروری ہے کہ آپ کا بچہ ان بچوں کے ساتھ اٹھے بیٹھے جو نماز کے پابند ہوں' اچھی باتیں کرنے کے عادی ہوں' گالی گلوچ' جھوٹ بولنے' گندی باتیں کرنے سے پرہیز کرتے ہوں اور ویڈیو گیم کی دکان کے قریب بھی نہ پھٹکتے ہوں اور بچی ہونے کی صورت میں اس کی سہیلیاں بچپن ہی سے پردہ کا اہتمام کرنے والی ہوں۔

اپنے بچوں کیلئے سمجھ دار اور دین دار ساتھیوں کا انتخاب کریں

سمجھدار اور اچھے ساتھیوں سے مراد یہ ہے کہ ماں اپنی اولاد کے لئے ایسے دوستوں اور سہیلیوں کا انتخاب کرے جو نیک صالح اور دیانت دار ہوں' اور پختہ اسلامی سمجھ اور کامل تہذیب سے آراستگی میں دوسروں سے ممتاز ہوں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر بچہ بے وقوفوں اور غیر دیندار دوستوں کے ساتھ رہے گا تو لازمی طور سے وہ بھی بے وقوف بن جائے گا اور جب اس کا اٹھنا بیٹھنا ایسے لوگوں کے ساتھ ہو گا جو اسلام کی حقیقت اور مخلوق اور عالم دنیا اور انسان کے سلسلہ میں اسلام کے نظریہ سے بے خبر ہوں گے یا ان کا دائرہ اس سلسلہ میں ناقص یا محدود ہو گا تو بچہ بھی لاشعوری طور پر ان سے اس قصور وکوتاہی کو اپنے اندر پیدا کرے گا۔

لہٰذا صرف اتنی بات کافی نہیں کہ ساتھی نیک صالح اور نمازی ہو اور نہ صرف یہ کافی ہے کہ وہ تہذیب یافتہ اور تیز وطرار اور ذکی ہو بلکہ یہ ضروری ہے کہ صلاح وتقویٰ کے ساتھ ساتھ اس میں عقلی پختگی اور معاشرتی امور کی سمجھ وادراک اور اسلامی فہم میں پختگی بھی ہو تاکہ وہ برابر کا ساتھی اور متقی وپختہ رفیق بن سکے۔

پرانے زمانے کی ایک مثل مشہور ہے کہ: الصاحب ساحب ساتھی اپنے ساتھی کو اپنی طرف کھینچنے والا ہوتا ہے۔

اور اصحاب بصیرت و معرفت کہتے ہیں۔ مجھ سے یہ مت پوچھو کہ میں کون ہوں؟ بلکہ مجھ سے یہ پوچھو کہ میں کس کے ساتھ رہتا ہوں؟ اس کے ذریعہ سے تم پہچان لوگے کہ میں کون ہوں۔

اور کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

عن المرء لا تسئل وسئل عن قرینه، فکل قرین بالمقارن یقتدی

کسی شخص سے خود اس کے بارے میں دریافت نہ کرو بلکہ اس کے ساتھی کے بارے میں پوچھو اس لئے کہ ہر ساتھی اپنے ساتھی کی پیروی کیا کرتا ہے۔

اور نبی کریم ﷺ کا درج ذیل فرمان مبارک کتنا صحیح اور درست ہے۔ جسے امام ترمذی روایت کرتے ہیں کہ:

"المرء علی دین خلیله فلینظر أحدکم من یخالل.

انسان اپنے دوست کے طریقے پر ہوتا ہے اس لئے تم میں سے ہر شخص یہ دیکھ لے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے۔

اس لئے ماں کو چاہئے کہ جب ان کے بچے سن شعور میں قدم رکھیں تو ان کے لئے ایسے نیک صالح اور سمجھدار ساتھیوں کا انتخاب کرے جو انہیں اسلام کی حقیقت سمجھائیں، اور اسلام کی ایسی بنیادی باتیں سکھلائیں جو ہر چیز پر محیط ہیں اور انہیں اسلام کی ابدی تعلیمات سے روشناس کریں، اور ان کے سامنے اس دین کی سچی وصحیح تصویر پیش کر سکیں، یاد رکھئے! جیسے آپ کے بچیوں کی سیلیاں ہوں گی یا بچوں کے دوست ہوں گے اسی طرح آپ کے بچے بھی بنیں گے۔

لہٰذا اپنے بچے کے باہر والے ماحول اور اس کے دوستوں کی خوب خبرگیری کریں اس کی بہترین صورت یہ ہے کہ بچے کے گھر سے باہر نکل کر کھیلنے کا وقت مقرر کر دیں کہ مثلاً اگر بچے کی عمر ۸ سال سے کم ہے تو گھر میں عصر کی نماز پڑھ کر اور ۸ سال سے زیادہ ہے تو مسجد میں جماعت سے نماز پڑھ کر گھر سے باہر کھیلے اور مغرب

کی اذان سنتے ہی اپنی عمر کی مطابق مسجد میں نماز مغرب پڑھ کر یا گھر آکر مغرب کی نماز پڑھے اور اسکے علاوہ بچے کے دوستوں پر بھی نظر رکھیں اگر کوئی بری عادت ان میں موجود ہو تو ان کو بھی شرعی حدود میں رہ کر پیار سے سمجھائیں اور ان کے گھر والوں اور والدین سے بات کریں اور ان کی توجہ اس طرف دلائیں اس کے ساتھ ساتھ اپنے بچے کے ذہن میں بھی اس بری عادت کی مذمت پیدا کریں اور اللہ تعالیٰ سے اپنے بچے اور دوسرے بچے کیلئے دعا مانگیں۔ مزید یہ کہ اپنے بچے کو داعی بنائیں اور نیکی کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کی تاکید بھی کریں۔ تاکہ آپ کا بچہ دوسرے بچوں کو برائی سے روکنے والا اور نیکی پر لانے والا بچپن ہی سے بن جائے اور ظاہر ہے جب وہ کسی بات سے دوسرے کو روکے گا تو خود بھی ضرور اس سے رکے گا اور جس بات کی دعوت دے گا خود اس بات پر پہلے ضرور آئے گا۔

قریب البلوغ بچوں کو شرعی مسائل سکھائیں

ہمارے معاشرے کا ایک اہم ترین مسئلہ یہ ہے کہ ماں اور باپ اپنے بچے سے عجیب طرح کی شرم کرتے ہیں اور اس شرم میں ان کو شرعی مسائل تک سے ناواقف رکھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ جب بڑے ہو جائیں گے تو خود پتہ چل جائے گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اولاد خصوصاً لڑکے جب بلوغت کی عمر کو پہنچتے ہیں اور اپنے جسم میں کچھ مخصوص تبدیلیاں محسوس کرتے ہیں تو ان تبدیلیوں کی وجہ معلوم کرنے کی خواہاں ہوتے ہیں لیکن باپ، ماں یا بڑے بھائی بہن سے یا استاد سے پوچھنے کی جرات نہیں کر سکتے لہٰذا اسٹالوں میں بکنے والے گندے لٹریچر اور ہم عمر دوستوں سے معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نہ کرے بری عادات میں مبتلا ہو جاتے ہیں یا پھر کچھ بے مقصد باتیں ان کے ذہنوں میں بیٹھ جاتی ہیں۔

لہٰذا ہماری درخواست ہے کہ جیسے ہی آپ محسوس کریں کہ اولاد بالغ ہونے کے قریب ہے تو بچیوں کے لئے خود اور بچوں (لڑکوں) کے لئے ان کے والد

صاحب کو تیار کریں کہ وہ انہیں نہایت حکمت سے کچھ ضروری باتیں سمجھا دیں اور کچھ کتب مطالعہ کیلئے انہیں دے دیں۔ مثلاً لڑکیوں کیلئے بہشتی زیور حصہ اول اور لڑکوں کو مسائل غسل تالیف مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب وغیرہ اسی طرح یہ بھی بتا دیں کہ اگر کوئی بات دوران مطالعہ سمجھ نہ آئے تو پوچھ لیں اس طرح کرنے سے ان کے ذہنوں کے سوالات خود بخود ہی ختم ہو جائیں گے اور پریشانی اور دوستوں سے پوچھنے سے بچ جائیں گے اور بالغ ہونے کے بعد جو پاکی اور ناپاکی کے احکامات ہیں۔ ان سے بھی آگاہ ہو جائیں گے اور ان پر عمل کرکے آپ کے لئے آخرت میں نجات اور اپنے لئے اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والے بن جائیں گے۔

بچوں کیلئے ایک کتب خانہ بنائیں

ماں کو چاہئے کہ جب بچہ پڑھنے کے قابل ہو جائے تو اس کے لئے ایسی چھوٹی چھوٹی کتابوں کا انتخاب کرے جو اس کو بچپن سے دین کی طرف لانے کا ذریعہ بنے' ان کتابوں کے ذریعہ اس کے دل میں اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی محبت پیدا ہو' اور اچھی صفات اس کے اندر پیدا ہوں اور بری صفات سے بچنے والا بنیں۔

اسی طرح بچوں کو لکھنے کا کافی شوق ہوتا ہے' اور لکھنے کا کام شوق سے کرتے ہیں' تو ان کو مختلف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے قصہ آسان انداز میں لکھ کر دے کہ

> بیٹا! ان کو لکھو' اسی طرح نورانی قاعدہ اور عم کا پارہ بھی اس سے لکھوائے' جو سبق بچے کو مدرسہ میں ملے اس کو گھر میں کاپی میں لکھوائے' اس کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہو گا کہ بچے کو عربی لکھنی آجائے گی اور حافظ بننا آسان ہو جائے گا۔

پھر آپس میں بھائی بہنوں کا مقابلہ کروائیں کہ دیکھو کس نے اچھا صاف ستھرا لکھا؟

کس نے زیادہ صفحات لکھے؟ اس سے بچے مشغول بھی ہوں گے اور کھیلتے

کھیلتے علمی ترقی بھی ہو جائے گی۔

پھر انہوں نے جو کتابوں میں پڑھا ہے ان سے کہلوایئے کہ آؤ بچو ہمیں اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ سناؤ کہ کس کو کتنے یاد ہیں۔

کون اسماء حسنیٰ کو لکھ سکتا ہے۔ اچھا پیارے بچو! اب یہ بتلاؤ' اسماء حسنیٰ کے معانی کون بتلا سکتا ہے ....؟ کس کو اچھی اچھی نظمیں یاد ہیں .... عربی میں گنتی کس کو کہاں تک یاد ہے ....۔ آیۃ الکرسی دعائے قنوت التحیات کون لکھ کر بتا سکتا ہے ....

سارے بچے ادھر آجاؤ آج ہم تم کو ابراہیم علیہ السلام کا قصہ سناتے ہیں ادب سے سلیقے سے بیٹھ جاؤ اور غور سے سنو .... کیوں بھئی تیار ہو گئے .... امی جلدی سنایئے؟ اچھا بیٹا سنو ....

حفصہ! جاؤ تم الماری میں سے ''نبیوں کی سچی کہانیاں'' کتاب لے آؤ میں اس میں سے پڑھ کر سناتی ہوں .... اچھا زبیر اب یہ قصہ تم ہم کو لکھ کر بتاؤ۔

اور پھر یہ قصہ اپنے دوستوں کو بھی سنانا ہم ہفتے کے دن آپ کا امتحان لیں گے۔

اچھا بچو! تم لوگ تھکے تو نہیں توجہ سے ہماری بات سنو گے؟ .... ہاں امی ضرور ہم سنیں گے .... شعیب! اچھا چاچی آپ تھوڑی دیر صبر کر لیجئے' میں اپنی امی کو بتا کر آتا ہوں پھر سنایئے گا .... ہم آپ کو فضائل اعمال سے پانچ وقت اہتمام سے نماز پڑھنے کے پانچ فضائل سناتے ہیں۔ پہلے اچھی طرح سن لو پھر اس کو کاپی میں لکھ لینا ....

بس میرے پیارے میرے آنکھوں کے تارے اب سو جاؤ .... اسی طرح ماں بچوں کیلئے ایک چھوٹا سا کتب خانہ بنائے اور خود بھی کتب خانہ بننے کی کوشش کرے' ہم آپ کیلئے اور آپ کے بچے کیلئے کچھ کتابیں لکھتے ہیں' اپنی گنجائش اور حیثیت کے موافق ان کتابوں کو خرید کر اپنے پاس رکھیں۔

آپ کے لئے

معارف الحدیث	مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ
اصلاحی خطبات	حضرت مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
تحفہ خواتین	مولانا عاشق الٰہی صاحب دامت برکاتہم
معرفت الٰہیہ	مولانا عبد الغنی پھول پوری رحمہ اللہ تعالیٰ
تحفہ دلہن	مولانا محمد حنیف عبد المجید عفی اللہ عنہ
فضائل اعمال	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ تعالیٰ
بہشتی زیور	مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ
فضائل صدقات	شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ
اسلام اور تربیت اولاد	مولانا حبیب اللہ مختار صاحب دامت برکاتہم
اعمال صالحہ	مولانا حبیب اللہ مختار صاحب دامت برکاتہم
آداب معاشرت	مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ
حیوۃ المسلمین	مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ
تاریخ دعوت وعزیمت	مولانا ابو الحسن علی ندوی
پرانے چراغ	مولانا ابو الحسن علی ندوی
بیس بڑے مسلمان	
مستند مجموعہ وظائف	اساتذہ بیت العلم

بچوں کیلئے

نبیوں کی سچی کہانیاں	حضرت سید رضی الدین احمد فخری
آسان دینیات	اساتذہ مدرسہ بیت العلم

اسمائے حسنیٰ	اساتذہ مدرسہ بیت العلم
عربی کا معلم	مولانا عبد الستار خان صاحب
تعلیم الاسلام	مفتی کفایت اللہ رحمتہ اللہ علیہ
ارکان اسلام	مولانا احتشام الحسن کاندھلوی
اچھی باتیں	حکیم شرافت حسین صاحب
بچوں کی قصص الانبیاء	امۃ اللہ تسنیم صاحبہ

نرم لہجہ اور میٹھی زبان

یہ خاندان کے لئے انتہائی ضروری ہے کہ ہر فرد نرم لہجہ اور میٹھی زبان کا ایسا حامل ہو جس سے مہربانی سے سرشار شگفتگی کے پھول جھڑتے ہوں۔گھر ایک ایسی جگہ ہے جہاں تاریک خیالی اور مالیخولیا کی ذرا بھی گنجائش نہیں ہوتی کیونکہ یہاں تو ہر فرد کا سب سے بڑا فرض اہل خانہ کی ہر قسم کی مدد کرنا ہوتا ہے۔خاص کر جب وہ کسی بیرونی اثرات اور دباؤ سے پریشان ایک سہارا اور حوصلہ افزائی کا محتاج ہوتا ہے۔یہ نعمت اس کو اپنے گھر ہی سے مل سکتی ہے اسی لئے گھر سے باہر نکلتے وقت یہ مسنون دعا پڑھنے کی تاکید آئی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَیَّ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ.

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص گھر سے نکل کر اس دعا کو پڑھے تو اسے (غائبانہ) ندا دی جاتی ہے تیرا یہ عرض کر دینا تیرے لئے کافی ہے' تجھے پوری رہنمائی مل گئی اور تیری حفاظت کا فیصلہ ہو گیا' اور شیطان مایوس و نامراد ہو کر اس سے دور ہو

جاتا ہے۔(ترمذی ۱۸۱ ج ۲)

اسی طرح گھر میں داخل ہوتے وقت اس مسنون دعا کی بھی تاکید ہے:۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا۔

(ابو داؤد ص۳۳۹ ج ۲)

ترجمہ: ''یا اللہ میں مانگتا ہوں آپ سے بھلائی اندر جانے کی اور بھلائی باہر نکلنے کی ہم اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اندر جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے نام کے ساتھ باہر نکلتے ہیں ہم اور اپنے رب پر بھروسہ کیا ہم نے''۔

گھر میں سورۂ اخلاص پڑھتا ہوا داخل ہوتا اور اپنے گھر والوں کو السلام علیکم کہتا تو نہایت ہی خندہ پیشانی سے سب مل کر اس کو جواب دیتے کہ اللہ تعالیٰ تم پر سلامتی' رحمت اور برکت نازل فرمائے۔اسکے بعد ہی عملی طور پر بھی اس کی دستگیری' دلنوازی اور خدمت کی جاتی۔کیسا مثالی گھر اور کیسا پیارا معاشرہ ہم کو حضور اقدس ﷺ کی جوتیوں کے طفیل ملا ہے۔کیا پھر بھی ذہنی بیماریاں ایسے گھر میں مسلط ہو سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں!

اَضْحَكَ اللّٰهُ سِنَّكَ اللہ تمہیں ہنستا رکھے۔

ایسے گھر کا ماحول مثالی اور گھر والے مثالی ہوتے ہیں۔خدمت ایثار' محبت' خلوص اور تمام مقدس جذبات سے آراستہ ہوتے ہیں۔وہ ہر آن نصرت اور مدد کرنے والے ہوتے ہیں۔

اے دوست اگر جان طلبی جاں بتو بخشم
وزجاں چہ عزیز است بگو آں بتو بخشم

(اے میرے پیارے اگر تم میری جان طلب کرو تو وہ حاضر ہے اور اس جان

سے بھی زیادہ عزیز چیز کوئی اور تمہارے خیال میں ہو تو مجھ کو بتا دو میں اسے بھی تم پر قربان کرنے کو تیار ہوں)۔

بہرحال اس بات پر تو ہم سب متفق ہیں کہ خاندان کے بڑے یعنی والدین اپنی اولاد کے کردار اور جذبات بنانے کے لئے نمونہ بنتے ہیں۔اب اگر ایسے والدین جو تنگ مزاج' چڑچڑے اور پست ذہنیت کے حامل' ایک دوسرے سے الجھ پڑتے ہوں اور اپنی کم ظرفی اور گھٹیا جذبات کا مظاہرہ کرتے ہوں۔اپنی اپنی بڑائی اور رعب جماتے ہوں' اور لذت حاصل کرتے ہوں وہ اپنے بچوں کو اچھی تربیت کس طرح دے سکتے ہیں۔ اقوام عالم میں اور اپنے ہی معاشرہ میں کس طرح ان کو امتیازی مقام پر پہنچا سکتے ہیں۔ وہ دو منہ والے اندھے سانپ کی طرح ہیں کہ ان میں سے ایک کی بھی قیادت مان لی گئی تو سب کے سب قعر مذلت میں گر کر فنا ہو جائیں گے۔ایسے والدین کا اسلامی معاشرہ میں کوئی مقام نہیں ہے۔

نظم وضبط کی پابندی

خاندان میں نظم وضبط' معقولیت' پختگی اور خوشگواری کا ماحول بہت ضروری ہے۔

خاندان میں خوشحالی صرف اس وجہ سے ممکن ہوتی ہے کہ اس کا ہر فرد اطاعت' نظم وضبط اور ڈسپلن کا پابند ہوتا ہے۔اگر بچوں کو پر مسرت اور خوشگوار ماحول فراہم کر دیا جائے تو نظم وضبط کے تادیبی مسائل خود بخود حل ہو جاتے ہیں۔اس لئے بچوں کو چند مخصوص بنیادی باتیں سب سے پہلے سکھانی چاہئیں۔ مثلاً دوسروں کے حقوق کا احترام اور خود ان کی ذاتی شخصیت کی بھی عزت کرنا لازمی ہے۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ "جو شخص اپنے بڑوں کی عزت نہیں کرتا' اپنے چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور اپنے علماء کا اکرام اور توقیر نہیں کرتا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔صداقت' دیانت اور شرافت کی یہی کسوٹی ہے۔

کبھی ایسا موقع بھی آتا ہے کہ تادیبی عمل نظم وضبط قائم رکھنے کے لئے ضروری ہو جاتا ہے جب ضرورت ہی پڑ جائے تو تادیب اور تاکید ایسے معقول انداز میں کی جائے جس سے مثبت نتیجہ نکلنے کی امید ہو۔یعنی خوب سمجھ کر ٹھنڈے دل سے یہ بات بتائی جائے کہ فلاں کام کو اس طرح نہیں بلکہ اس طرح کر دیں جس میں ہم سب کی بھلائی ہے اور ہم لوگوں کو یہ کام اس طرح نہیں کرنا چاہئے کہ برائیاں پیدا ہو جائیں ' جو ہم سب کے لئے اور ہمارے اردگرد تمام متعلقین کے لئے تباہ کن ہو سکتی ہیں۔ اس قسم کی تنبیہ اور تاکید تادیبی انداز میں کافی وضاحت کے ساتھ نہایت ہی خوشگوار نرم لہجہ میں سمجھا دینے سے خاطر خواہ نتائج بر آمد ہو سکتے ہیں۔اسی بات کو غصہ میں چیخ پکار کر کے بھڑاس نکالنے سے یقین جا نئے بالکل کچھ نہیں حاصل ہو گا...............

خاندان کے کسی فرد سے کوئی غلطی سرزد ہو جانے پر چیخ پکار یا غصہ سے منہ میں جھاگ بھرلینا برائی یا غلطی کا سدباب نہیں۔

جو طبیعتیں سمجھانے کا اثر نہ لیں ان کے لئے تھوڑی بہت سختی جائز ہے مگر اسی حد تک کہ اصلاح ہو سکے۔ورنہ میرے پیارے عزیزو! جو جوڑ میں کامیابی ہے وہ توڑ میں نہیں ہے۔بعض اوقات جب خاندان کا کوئی فرد جان بوجھ کر دیدہ و دانستہ اور عادتاً کی کوتاہی کرنے لگتا ہے تو اس کو سزا دینے کی بھی ضرورت ہوتی ہے مثلاً جب بچہ دس گیارہ سال کا ہو جائے اور نماز نہ پڑھے تو حکم ہے کہ اس پر سے لکڑی نہ ہٹاؤ۔یعنی مارنے کے لئے لکڑی بھی استعمال میں رکھ سکتے ہیں۔ہاں! منہ پر طمانچہ مارنے کی ممانعت آئی ہے۔یہ حکمت اور دانائی اور تجربہ کی باتیں ہیں۔جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ مار سے لڑکے بگڑ جاتے ہیں تو ان کو جاننا چاہئے کہ یہ مقولہ کسی حد تک محدود ہے۔ ایسے ہی لوگ مار کے وقت طرح دیتے ہیں اور طرح دینے کے وقت اپنے آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔جب چاہیں آپ اس موقع شناسی کے فقدان کو اپنے اندر آزما کر دیکھ لیں۔ہم بھی اس مقولہ کی قدر کرتے ہیں لیکن اس ترمیم کے ساتھ کہ "بے جا، زیادہ بے ضرورت اور بے موقعہ مار سے بچے بگڑ جاتے ہیں۔اگر آپ غصہ میں آکر بچہ کو

ماریں گے تو بچہ بگڑ جائے گا لیکن آپ اپنے آپ کو قابو میں رکھ کر تادیبی انداز میں پیار سے ماریں گے تو بچہ یقیناً سنور جائے گا۔ بچہ خوب سمجھتا ہے کہ یہ کونسی مار ہے؟ بحث کرنے سے پہلے عمل کر کے اس گر کو آزما لیجئے! فطرتاً ہر بچہ مار کھانے والا بچہ نہیں ہوتا۔ اسی طرح آپ کو بھی فطرتاً ہر مارنے والا "پرکھا" مرکھا نہیں کہا جا سکتا۔ لہٰذا موقعہ اور محل کے لحاظ سے بچوں سے پیار اور ان کو مارنا خاندان میں نظم وضبط و تربیت کے لئے ضروری تدبیر ہے اور فطرت کے عین مطابق ہے۔

خود اعتمادی

ماں کے فرائض میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اپنے خاندان کے ہر فرد کے اندر اعتماد پیدا کرے۔ بچوں کا بڑا اور اہم حق یہ بھی ہے کہ اسے خود اعتمادی کا احساس دلایا جائے۔ ہر حیثیت سے مثلاً مالی تحفظ کے لحاظ سے بچوں کو افلاس کا احساس نہ دلانا چاہئے۔ چاہے خود خاندان میں کتنی ہی غربت کا سامنا ہو۔ خاندان کا بچہ بچہ اتنا خود دار' خود اعتماد ہو کہ ہر حال میں خاندان بھر کی بہبودی اور لطف اندوزی کو فراہم کرنا اپنا فرض سمجھتا ہو۔ اسی طرح کوئی بچہ بھی خواہ کتنا ہی بدشکل' بھدا اور پیدائشی پست خیال اور کمزور ہو اس کو ہمیشہ یہی یقین دلایا جائے کہ وہ کسی طرح بھی کسی سے کم فیض و مسرت پہنچانے والا نہیں ہے۔ درحقیقت اس کی ذات تو سورج سے زیادہ فیض رساں ہے۔ اس دنیا میں وہ ہرگز بے مقصد نہیں بھیجا گیا ہے۔ اس کا خاندان ہر وقت اس کو بہت اہمیت دیتا ہے وہ سب کے لئے باعث راحت اور چین ہے۔ اس طرح یہ زندگی گذارنے کا ایک ہنر بن جاتا ہے۔ اور یہ رجحان ایک بنیادی نفسیاتی ضرورت کو بھی پورا کر دیتا ہے۔ اسی قسم کے رجحانات کو بڑھاتے جایئے یہاں تک کہ آگے چل کر بچوں میں سنجیدگی پختہ کاری اور زندگی کے حقائق کو سمجھنے میں مدد ملتی رہا کرے۔

محترم قارئین! آپ بھی اپنے اپنے حالات اور ماحول پر ٹھنڈے دل سے نگاہ ڈالیں آپکو یقین اور اعتماد کی روشنی نظر آئے گی۔ لہٰذا آپ بھی اپنے خاندان میں اللہ

پاک کی منشاء کے مطابق حضور اقدس ﷺ کی حیات طیبہ کی رہبری میں سب سے پہلے باہمی مسرت اور توکل وقناعت کو اپنا شعار بنالیں۔ اسی لمحہ سے یہ کوشش شروع کر دیجئے کہ آپ کے گھر کے ہر فرد کا یہ ایمان بن جائے کہ سب کا مل جل کر اتحاد واتفاق سے ایک روح اور ایک جسم کی حیثیت سے (جسد واحد کی طرح) زندگی بسر کرنا ہی باہمی خوشیوں کا لامتناہی سرچشمہ ہے جو ہر لمحہ سے نیک خواہش محبت اور پیار کی آرزو رکھتا ہے

ایک ایسا ماحول بنائیے اور ہر فرد کی گھٹی میں یہ ڈال دیجئے کہ تمہیں تو ہر حال میں مسکرانا ہے۔ اور مسکرانا سکھانا اور مسکرانا سکھانے والا بناتے چلے جانا ہے۔ ایک فیض جاریہ بننا ہے آپ کا ایسا گھر ہو جہاں خوشیوں اور مسرتوں کے فوارے چھوٹ رہے ہوں۔

حضور! یہ مجذوب کی بڑ نہیں ہے، شیخ چلی کے منصوبے نہیں ہیں۔ کتابوں میں آیا ہے۔

"اللہ تعالیٰ سے بندہ جیسا گمان کر لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ویسا ہی بنا دیتے ہیں"۔

ہمت بلند دار کہ پیش خدا و خلق
باشد بہ قدر ہمت تو اعتبار تو

ایسے گھر کا ہر فرد جب صبح سو کر اٹھتا ہے تو مسنون دعا پڑھتا ہے۔ ایک دوسرے کو سلام کرتا ہے۔ دعائیں دیتا ہے۔ گھر سے باہر جاتا ہے تو یہی عمل گھر میں واپس آتا ہے تو یہی عمل جانے والے کو فی امان اللہ کہتا ہے۔ آنے والے کا استقبال کیا جاتا ہے۔ ہر ہر چیز اور ضروری بات کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اس گھر کا نقشہ سید رضی الدین رحمتہ اللہ علیہ نے ان اشعار میں کیا خوب کھینچا ہے۔

کنبے کا مفہوم یہی ہے، یاد خدا ہو اور فرط خوشی
جیسے کوئل کوک رہی ہو، جیسے ابھی چٹکی ہو کلی!

ابو امی، بھائی، بہن سب کے لبوں پر ایسی ہنسی
جیسے مور ناچ رہا ہو جیسے لگی ساون کی جھڑی
گھر کا گھر فردوس بنے، ماں باپ ہوں گر باتوں کے دھنی
لڑکوں پہ گماں ہو غلماں کا، دختر جیسے حوروپری
حوصلہ اتنا بالا برتر، کہتے ہیں مل جل کے سبھی
کیف اخش الفقر رضی ہم تم سب ہیں عبد غنی

آپ پڑھتے پڑھتے شاید تھک نہ گئی ہوں! چند لمحات کے لئے ذرا توقف فرما لیجئے اور اپنے آپ سے دریافت تو کیجئے!

"میں کس قسم کے خاندان سے تعلق رکھتی ہوں؟ کیا میرے گھریلو ماحول سے غلط قسم کے بات، ذہنی بیماریاں، ذاتی انتشار، غیر متوازن سوچ وفکر اور افسردگی تو خدانخواستہ نہیں پیدا ہو رہی ہے؟ اگر ایسا آپ محسوس کرتی ہیں تو میری آپ سے مخلصانہ درخواست ہے کہ آپ اپنے اوپر اور اپنے گھر والوں پر رحم کھائیں۔ انصاف سے کام لیں۔ آپ کا پہلا کام یہ ہو کہ آپ بلا کسی حیلے اور عذر کے اپنی ان خامیوں کا اعتراف کر لیں جن کی بدولت آپ پر افتاد پڑ رہی ہے۔ اس کے بعد آپ ان تجربات اور معروضات کی روشنی میں جن کا اوپر کے صفحات میں مذاکرہ کیا گیا ہے۔ اپنی اصلاح شروع کر دیں اور دوسروں کے لئے بھی نمونہ بن جائیں۔ آج ابھی سے ابتدا کر دیں۔ اپنے سب چھوٹے بڑے گھر کے تمام افراد کو اپنے شوہر کو اور سب کو نہایت ہی سنجیدگی کے موڈ میں مجتمع کیجئے۔ ہمراہ بٹھا لیجئے اور سرجوڑ کر اس مسئلہ پر غور کیجئے اور سب مل کر باہمی صلاح ومشورے سے ایک ایسا منصوبہ تیار کیجئے جس کے ذریعہ ذرا تفصیل سے گفتگو ہوا کرے اور خاندان کو ایسے نہج پر مرتب کیجئے کہ جب کبھی بھی آپ مضمحل ہوں یا انقباض یا گراوٹ محسوس کریں تو آپ کے غم غلط کرنے کے تمام اسباب موجود ہوں اور ہر ایک فرد ایک دوسرے کے اور آپ کے سہارے اور دستگیری کو ہمہ وقت تیار ہو۔

دوست آں باشد کہ گیرد دست دوست
در پریشاں حالی و درماندگی

عام طور پر ایک خاندان کا قوام تین اجزاء سے بنتا ہے۔ عورت' مرد اور بچے' خاندان کے افراد کے ساتھ انس و محبت پیدا ہو کر راحت و سکون حاصل ہوتا ہے۔ ان کے ہنسی و مزاح سے کیف و سرور نصیب ہوتا ہے۔ جس خاندان میں یہ دولت میسر نہ ہو وہ بھوتوں اور چڑیلوں کا مسکن ہے۔

گھر میں جو آسائش ملتی ہے وہی عبادت کی طرف رغبت دلانے کا سبب بن جاتی ہے' یہ آسائش اور آسودگی تمام ملال و رنج و گھٹن کو ختم کر کے قوت اور توانائی کا سامان مہیا کرتی ہے۔ بزرگوں کا ارشاد ہے کہ عورت جب ایک ماں کی شخصیت سے جلوہ گر ہوتی ہے تو اسکا تقابل اور موازنہ کسی اور حیثیت سے ممکن ہی نہیں' ماں کی محبت اور خلوص ضرب المثل ہے۔ قرآن اور حدیث شریف میں ماں کا بہت بڑا مرتبہ اور حیثیت بیان فرمائی گئی ہے۔ یہ تجربہ کی بات ہے اور ہر شخص اسکا مقر ہے کہ اس دنیائے رنگ و بو میں جتنی تکلیف اور مشقت ایک ماں کو اٹھانی پڑتی ہے اس کی کوئی مثال نہیں۔ میں بعض وقت اس سوچ میں غرق ہو جاتا ہوں کہ میری ماں نے مجھے اس حیات مستعار میں لانے کے لئے کتنی مشقت اور اذیت اٹھائی ہے۔ موت کے منہ سے نکل کر آئی ہیں۔ پھر رات کو رات اور دن کو دن نہ سمجھا۔ میری پرورش اور دیکھ بھال میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اپنی مختصر سی عمر میں انہوں نے ہماری خاطر اپنی زندگی کی بازی لگا دی۔ میں ان کا کس طرح حق ادا کر سکتا ہوں کوئی بڑے سے بڑا انسان اپنی ماں کا حق نہیں ادا کر سکا ہے۔ اس کی محبت اور خلوص یعنی "مامتا" اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمتوں میں سے ایک ہے۔ اپنے بہترین اوصاف میں سے اسے اس وصف کا حصہ عطا فرمایا ہے۔

عورت خواہ کسی حیثیت میں ہو (ماں ہو' بیٹی ہو' بہن ہو' بہو ہو' بیوی ہو) اس کا بلند مقام وہ ہوتا ہے جہاں وہ دنیاوی تفکرات سے اپنے مردوں کو فارغ کر دیتی

کام کاج نہیں کراتی ہیں اور جب سسرال میں جاکر ان کو کام کرنا پڑتا ہے تو مصیبتوں کا پہاڑ ان کے سر پر آجاتا ہے۔ماں لاڈ میں بیٹی کو کسی کام کو ہاتھ لگانے نہیں دیتی یہاں تک کہ روٹی پکوانے میں بھی غفلت برتی جاتی ہے اور بعض گھروں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر گھر میں دو تین بہنیں ہیں تو جو بہن اچھی روٹی پکاتی ہے اس کے ذمہ یہ خدمت سونپ دی جاتی ہے اور جو اس میں مہارت نہیں رکھتی وہ ایسی ہی رہتی ہے' پھر سسرال کے گھر میں اسکی یہی کمی اس کی دوسری خوبیوں پر پانی پھیر دیتی ہے اسی طرح لڑکیوں کی زبان درازی کی بھی عادت نہ ہونے پائے کیوں کہ یہ بہت بڑا عیب ہے۔

بہت سے میاں بیوی کے درمیان لڑائی جھگڑے کی وجہ یہی ہوتی ہے بیوی زبان دراز اور لفاظ ہے۔ماں زبان دراز ہو تو پھر لڑکی کی زبان قینچی کی طرح کیوں نہ چلے۔ماں کا برتاؤ خراب ہو تو لڑکیوں کی عادت بھی خراب ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے وہ پوری زندگی پریشان اور دکھی رہتی ہیں۔

اولاد کو ہمیشہ نرمی' پیار اور محبت سے پالا پوسا جائے بہت مار پیٹ یا غیر مناسب جھڑک سے بچے بگڑ جاتے ہیں اور ڈھیٹ ہو کر پیار بھری باتیں بھی نہیں سنتے جھوٹ' غیبت' برائی چغلی جیسی عادت لڑکیوں کے لئے بہت ہی خطرناک اور خراب ہے۔اس لئے کہ وہ پرائے گھر جانے والی ہیں۔ایسی بری باتوں سے ان کو ضرور بچانا چاہئے۔

لڑکیوں کو صبح سویرے ہی اٹھنے کی عادت ڈالنی چاہئے کیوں کہ رات کو عشا کی نماز پڑھ کر جلدی سو جانا اور صبح کو جلدی اٹھنا اور فجر کی نماز وقت پر پڑھنا' اور فجر کے بعد دوبارہ نہ سونا یہ تندرستی کے لئے بہت ضروری ہے۔ماؤں کو چاہئے کہ بچوں کو صبح سویرے بستر سے اٹھا دے۔لڑکی اور لڑکے کو ایک بستر پر نہ سونے دیا جائے۔ننگی اور برہنہ تصویریں دیکھنا' لڑکوں کے ساتھ کھیلنا' عشقیہ کہانیاں پڑھنے اور ٹی وی اور

سینما دیکھنے دینا یہ ساری باتیں بچوں کے اخلاق کے لئے زہر قاتل ہیں۔ ماؤں کو خاص خیال رکھنا چاہئے اس لئے کہ اگر خدانخواستہ اس کی چال چلن میں کچھ بھی فرق آئے گا تو اس کی ذمہ داری ماں پر ہوگی۔

اسکول اور مدرسہ کی تعلیم کے علاوہ ماں باپ کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو طوطا مینا یا جن پریوں کی کہانیاں سنانے کی بجائے شاندار دینی روایتیں احادیث کی روشنی میں واقعات اور بزرگوں کی نصیحت آمیز داستانیں سنایا کرے کہ اس سے ان کو نیک باتیں حاصل کرنے کی تمنائیں اور شوق پیدا ہو۔ اس کے لئے ''فضائل اعمال'' مولفہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ' اور حیاۃ الصحابہ' سیر الصحابیات' فضائل صدقات' تحفہ دلہن مولفہ مولانا محمد حنیف عبد المجید صاحب وغیرہ کتابوں کا خود مطالعہ کریں۔

جو ماں باپ اپنی اولاد کی تندرستی اور تربیت کا خاص خیال رکھتے ہیں تو وہ بچے بڑے ہو کر کچھ کام کر کے جاتے ہیں' ورنہ زندگی وبال جان بن جاتی ہے اور قسم قسم کی آفتوں اور مصیبتوں میں پھنس کر بری موت سے مرتے ہیں۔

لیکن یہ بات نہیں بھولنی چاہئے کہ عورتوں اور مردوں کے کام الگ الگ ہیں یہ بات ناممکن ہے کہ مرد عورتوں کے کام کرے اور عورتیں مردوں کے کام کریں۔ اگر مردوں کے ذمہ کما کر کے مدد کرنے کی خدمت نہ ہوتی تو زندگی پریشان کن بن جاتی اور یہ دنیا جہنم کا ایک نمونہ بن جاتی' اسی طرح اگر عورت کے دل میں ہمدردی اور خدمت کا جذبہ نہ ہوتا۔ تو بھی دنیا میں گھریلو نظام درہم برہم ہوتا لہٰذا اللہ نے ان کے دل میں یہ جذبہ ڈال دیا اور وہ خدمت کے کام کرتی رہتی ہیں۔ لیکن ان کی تعلیم بھی اس طرح کی ہونی چاہئے کہ جس سے ان میں ہمدردی اور خدمت کے ایسے جذبات پیدا ہوں جو سونے پر سہاگہ کا کام کریں۔ خدمت کی خوبیاں لڑکیوں کو ذہن نشین کرا دے۔ بڑے درخت وہی کہے جاتے ہیں جو زمین پر جھکے ہوئے ہوتے ہیں اور جس سے پھل اور سایہ ملتا ہے۔ گھر میں روزانہ علم کی روشنی میں سمجھاتی رہے۔ اس سلسلہ

میں تحفہ دلہن، تحفہ خواتین تحفہ زوجین، اصلاح النساء اصلاحی خطبات، بہشتی زیور، کتابوں کا مطالعہ کراتی رہے۔

یہ کتابیں بے حد مفید اور دلچسپ ہیں۔ خود بھی پڑھو اور اپنی لڑکیوں کو بھی پڑھاؤ۔ ان مفید کتابوں کا مطالعہ آپ کو بے حد سود مند ثابت ہوگا اور اس کے مضامین آپ کو اتنے پسند آئیں گے کہ آپ فقط اپنی لڑکیوں کو ہی نہیں بلکہ اپنے رشتہ داروں کو اور اپنی سہیلیوں کو ان کتابوں کی پڑھنے کی سفارش کریں گی اور شادی کی تقریبات اور موقعوں پر اپنی لڑکیوں، اپنی بہنوں، اپنی سہیلیوں اور اسی طرح اپنے متعلقین کو قیمتی جہیز سمجھ کر ہدیہ میں دینے کا شوق پیدا ہوگا اور حقیقت بھی یہ ہے کہ ہزاروں کا جہیز دینے کی بجائے ان کتابوں کا دینا ان کے حق میں ہزاروں گنا بہتر ثابت ہوگا۔

اچھے سے اچھے کھانا پکانے آنا، سینا، بننا اور اسی طرح اور ہنر کے کام سیکھنا لڑکیوں کے لئے بے حد ضروری ہے۔ وہی بہو بیٹیاں قابل تعریف ہیں جو جوار کی روٹی بھی اتنی مزیدار پکائے کہ اس کے سامنے دوسرے پکوان کی کوئی حقیقت نہ رہے۔ معمولی کپڑے بھی اس طرح خوبصورت طریقہ پر سی کر تیار کرے کہ مخمل اور ریشم بھی اس کے سامنے ہیچ اور ماند پڑ جائیں۔

لڑکیوں کے لئے نرسنگ (نرس کا کام کرنے) کی تعلیم بھی بے حد ضروری ہے بشرطیکہ اس سے کسی شرعی حکم کی خلاف ورزی نہ ہوتی ہو۔ اس میں زچہ اور بچہ کی دیکھ بھال شامل ہے۔ یہ ایسی باتیں ہیں جو خاص عورتوں سے متعلق ہیں اس میں جتنی زیادہ تجربہ کار ہوں گی اتنا ہی اچھا ہے۔ بہت سی عورتیں بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال کے طریقہ سے واقف نہیں ہوتیں۔ قوم کے ہزاروں بچے عورتوں کی جہالت کے شکار بنے ہوئے ہیں اس جہالت کی وجہ یہ ہے کہ بچپن میں لڑکیوں کو اس قسم کی تعلیم نہیں دی جاتی۔

ایک ماں کو سوچنا چاہئے کہ اس کی بیٹی کو شادی کے بعد دوسرے گھر جانا ہے۔

گھر کے کام کاج سنبھالنے کے علاوہ بچوں کی تربیت اور پرورش بھی ان کے زمہ عائد ہوتی ہے۔ لٰہذا لڑکی کی آئندہ زندگی کو ہر طرح سے کامیاب بنانے کے لئے ماں کو ایک نیک مثال پیش کرنی چاہئے ایک ننھی منی لڑکی گھر میں ماں کو جس طرح کرتے دیکھتی ہے ایسا ہی وہ خود سسرال جاکر کرنے لگتی ہے۔ اس لئے ماں کو اپنے برتاؤ اور اپنے عمل سے بیٹی کو ایک مثالی اور اعلیٰ تعلیم دینی چاہئے۔

جب بیٹی سمجھ دار ہوجائے اور اسکی شادی کی منزل قریب آئے تو اسے یہ بات خوب اچھی طرح سمجھایئے کے خاوند کے ماں باپ کا ادب ہر امر میں مثل اپنی والدہ ووالد کے کرے اور ہر حال میں ان کی رضامندی کو مقدم سمجھے خواہ تکلیف ہو یا راحت مگر ان کی خلاف مرضی ایک قدم بھی نہ چلے زبان سے کوئی ایسا لفظ نہ نکالے جس سے ان کو تکلیف ہوں اور ان سے جب بات کرے تو ایسے الفاظ سے خطاب نہ کرے، جیسے اپنی برابر والیوں سے بات کی جاتی ہے بلکہ ایسے الفاظ سے خطاب کرے جو بزرگوں کیلئے استعمال کئے جاتے ہیں اور اگر ساس کسی بات پر تنبیہ کرے اور ڈانٹے تو ان کے کہنے کو خاموشی کے ساتھ سنے اور کبھی بھی شوہر سے ساس کی شکایت نہ کرے اگر بالفرض ناگوار اور تلخ بات بھی کہیں جس کی امید نہیں ہے تب بھی اس کو شربت خوشگوار کے گھونٹ کی طرح پی لے اور ہرگز سختی سے جواب نہ دے اور ان کی خدمت کو اپنی سعادت سمجھے اگر وہ کسی اور سے کام کا کہیں تب بھی یہ خود انجام دے۔
اگر یہ باتیں اسکی سمجھ میں آگئیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ وہ سسرال میں ہمیشہ سکھی رہے گی اور آپ بھی پر سکون زندگی گزار لیں گی کہ اولاد سکھی ہو تو ماں بھی سکھی ہوتی ہے اور اگر اولاد دکھی ہو تو ماں کا دل بھی کڑھتا ہے نہ مرتی ہے نہ جیتی ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے اور مکمل دین پر چلنے کی توفیق دے۔

مولانا محمد احمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے بچیوں کو نصیحت

ماں کو چاہئے کہ وہ اس طرح اپنی بچیوں کو سمجھائیں

پیاری بچیو! تم ہمیشہ نیک بننے کی کوشش کرنا اور جو نصیحتیں میں کرتی ہوں اس کو زندگی میں اتار لینا۔

(۱) کسی کے ساتھ آنکھیں ملا کر باتیں نہ کرو۔ کسی کے ساتھ ٹھٹھا مسخری نہ کرو۔ کوئی تم کو چھیڑے تو اسکا جواب نہ دو۔ ہر بات میں شرم وحیا کا خیال رکھو۔ بغیر ضرورت اپنے گھر میں کسی کو نہ بلاؤ اور ہر بات میں احتیاط رکھو۔ اپنے کپڑے اس کے ٹھکانے پر رکھو۔ ایسا لباس پہنو جس میں تمہاری عزت محفوظ رہ سکے۔ کسی بات میں دخل نہ دو۔ پان تمباکو کھا کر منہ لال نہ کرو۔ لالی پاؤڈر اور لپسٹک کی تہیں نہ جماؤ۔ نشست وبرخاست میں شرم وحیا کا پورا خیال رکھو۔ آنکھیں مٹکاتی ہوئی نہ چلو۔ کھلی جگہ جہاں بے پردگی ہو ایسی جگہ نہ بیٹھو' تانک جھانک نہ کرو۔ بدنامی سے بچتی رہو اور نہ بد بنو اور نہ بدنام کیوں کہ بری بات جلدی پھیل جاتی ہے۔ لڑکوں کی صحبت سے دور رہو۔ ناول مت پڑھو۔ اسی طرح طنزیہ اور مزاحیہ مضامین پڑھنے کی عادت نہ ڈالو۔ اخلاق خراب کرنے والی کتابیں ہاتھ سے بھی نہ پکڑو' غزلوں اور فلمی گیتوں کا شوق نہ رکھو اگر کچھ گانے کا شوق ہو تو مناجاتیں اور نظم میں لکھی ہوئی دعائیں یاد کرو۔ اس طرح رہو کہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔ کسی کا دل نہ دکھاؤ۔ ہر دل عزیز بن کر رہو۔ بھائی اور بھابھی کو خوش رکھو۔ ہر ایک کے ساتھ ملنساری سے برتو۔ چھوٹوں کے ساتھ پیار محبت سے رہو۔ ان کے کھانے پینے اور کپڑوں وغیرہ کی فکر رکھو۔ ان سے لڑو جھگڑو نہیں نرمی سے کام لو۔ ان کو پڑھنے لکھنے کا شوق دلاؤ۔ اس طرح رہو کہ سب تمہاری

محبت کا دم بھرنے لگیں۔

بڑوں کے ساتھ برتاؤ

(۲) ماں باپ کو تکلیف نہ دو۔اپنی بھول قبول کر لو۔کبھی ان کے سامنے گستاخی سے بات نہ کرو۔ ہرایک کام اپنے ہاتھ سے کرو۔بیکار باتوں پر جھگڑا نہ کرو۔ ہم عمروں کے ساتھ مل جل کر رہو۔ تنہا اور علیحدگی پسند بن جانے کی عادت نہ بناؤ۔ بھابھی سے تہذیب اور اخلاق سے پیش آؤ۔ بڑوں کی عزت کا پورا خیال رکھو۔وہ جو کچھ سمجھ کی باتیں سکھائیں اسے قبول کر لو۔ان کے صلاح مشورہ سے کام کرو۔ان کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ صاف ستھری رکھو۔بھابھی کے ساتھ سگی بہن جیسا برتاؤ کرو' کسی بات کی حرص اور لالچ کو دل میں نہ آنے دو۔بات بات پر نہ بگڑو' جو کام کرو خوش مزاجی سے کرو۔ساتھ ہی کھانے پینے بیٹھو۔ان کے ساتھ کسی قسم کا امتیاز نہ رکھو۔بد گمانی کا موقع نہ آنے دو۔مل جل کر گھر کا کام کاج کرو۔کوئی کام بگڑ جائے یا کسی بات میں بھول ہو جائے تو ماں باپ کے پاس شکایت کے لئے مت جاؤ۔ ان کی چغلی نہ کرو۔ موقع دیکھ کر تصفیہ کر لو۔ ذرا ذرا سی بات کہہ دینے کی عادت نہ ڈالو نہیں تو سسرال میں رہنا بھاری پڑ جائے گا۔

بڑی بہنوں کا ادب کرو۔ ہروقت ان کی تکلیف اور آرام میں شریک رہو۔ ان کی ضرورتوں کو اپنی ضرورتوں پر ترجیح دو۔ان کا دل نہ توڑو۔جو کام بتائیں فوراً کر دو۔ ان کی کسی بات پر نکتہ چینی نہ کرو۔ خود کو ان سے بہتر نہ سمجھو۔اگر ان کو کوئی کام نہ آتا ہو اور وہ کام تم جانتی ہو وہ کام کر دو۔اور اگر وہ گھر کے کام کاج میں مشغول ہوں تو تم بچوں کی نگرانی رکھو۔ان کے ہر کام میں پورا پورا ساتھ دو ماں بہنوں کو اچھا برا نہ سناؤ۔ دل کی بھڑاس نہ نکالو۔تم کو بھی سسرال جانا ہے اسکا خیال رکھو۔جہاں محبت کا ماحول ہو وہاں عداوت پیدا کرنے کی کوشش نہ کرو۔ان کی تلخ باتوں کو بڑا دل کرکے پی جاؤ۔ان سے خفا نہ ہو جاؤ۔بولنا بند نہ کر دو۔تم کو بھی ایسی ہی حالت سے

گذرنا ہے۔ ان سے پوچھے بغیر ان کے کسی چیز کو نہ لو اور اپنی چیزیں ان کے لئے وقف کر دو۔ لوگوں کے سامنے ان کے متعلق سرگوشیاں نہ کرو ورنہ ان کے دل میں تمہاری طرف سے بدگمانی پیدا ہوگی۔ ان کے ساتھ معاملات صاف رکھو اور ہر وقت سمجھ اور عقل سے کام لو کہ بعد میں شرمندہ ہونے کا موقع نہ آئے۔

رات کو جلدی سو جاؤ اور صبح سب سے پہلے اٹھ جاؤ پلنگ پر سے اٹھتے ہی اپنا بستر برابر کر لو۔ بستر' لحاف' تکیہ وغیرہ اس کی جگہ رکھ دو پھر اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر وضو کرو اور فجر کی نماز کے بعد قرآن پاک کی تلاوت کرو۔ گھر کے کام کاج میں ماں کی مدد کرو۔ باپ کے بیدار ہونے سے پہلے ان کے وضو اور نماز کے لئے تمام تیاریاں کر رکھو۔ لوٹے وغیرہ میں پانی بھر دو۔ صابن' منجن' تولیہ' جوتے وغیرہ وہاں رکھ دو۔ تاکہ ان چیزوں کی تلاش میں ادھر ادھر نہ پھرنا پڑے۔ ان کے بیدار ہونے کے بعد بستر برابر کر دو۔ رات کے برتن دھونے باقی ہوں تو اسے دھو مانجھ کر اس کے ٹھکانے کر دو۔ گھر میں جھاڑو دے دو۔ کمروں کو جھاڑو دے کر صاف کر دو۔ کوڑا کرکٹ ردی کی ٹوکری میں اس کی جگہ پر ڈال دو۔ بھائی بہنوں کے کپڑے ادھر ادھر پھیلے پڑے ہوں تو ان کو برابر کر کے ان کی جگہ پر رکھ دو۔ جو بھائی بہن اسکول جاتے ہوں ان کی کتابیں' سلیٹ' پنسل' کاپی' قلم دوات' وغیرہ تیار کر کے رکھو تاکہ اسکول جاتے وقت وہ ہنگامہ نہ مچائیں۔ ان کے ہاتھ منہ دھلا کر ناشتہ دو اور پھر ان کو کپڑے پہناؤ۔ ان کے بال تیل کنگھی سے درست کرو اور ان کی اسکول کی تیاری مکمل کر دو۔

مدرسہ اور اسکول کی تیاری

اب تم خود مدرسہ اور اسکول کی تیاری کرو۔ کنگھی کر و چوٹی بناؤ' جوتے کپڑے تبدیل کرو' ناشتہ کرو۔ ٹائم ہو تو آگے کا سبق دیکھ لو' اور پچھلا سبق تو ضرور یاد کر لو۔ جاتے وقت گھر والوں کو سلام کر کے جاؤ۔ راہ میں چلتے وقت دائیں بائیں اور آگے پیچھے کا خیال رکھو۔ آنکھیں بند کر کے نہ چلو۔ موٹروں اور سائیکلوں اور راستہ چلنے

والوں کا خیال رکھو۔ پوری احتیاط سے راستہ پار کرو۔ بائیں طرف کے راستہ پر چلو' سڑک اور راستہ کے درمیان میں کبھی نہ چلو۔ جلدی جلدی اور صحیح راستہ سے چلو۔ مٹکتی ہوئی نہ چلو۔ وقت پر اسکول پہنچ جاؤ۔ وقت سے بہت زیادہ پہلے جا کر بیٹھی نہ رہو۔ اور اسی طرح ایک منٹ کی تاخیر بھی نہ ہونے دو۔

بیٹی کی خاص خوبیاں

خدا کرے تم مدرسہ اور اسکول سے ان خوبیوں کو لے کر نکلو جو ایک مسلمان عورت کو زیب دے اور یہ تمہاری دینی اور دنیوی تعلیم تم کو مذہبی رنگ میں رنگ دے اور ایسی مہذب بن کر نکلو کہ مذہب سے پوری طرح واقف ہو۔ خدائے پاک اور اسکے رسول اللہ ﷺ کو پہچانتی ہو۔ قوم اور ملک کی خیر خواہ ہو۔ سینے میں درد مند دل ہو آنکھ میں غیرت و حمیت ہو۔ دل میں شرم وحیا ہو مزاج میں غرور و تکبر نہ ہو۔ طبیعت میں شیخی اور خود بینی نہ ہو۔ بے کار اور کام چور نہ ہو۔ کام کرنے کو عیب نہ جانتی ہو۔ اپنے کام کے لئے دوسروں کو تکلیف نہ دیتی ہو۔ فیشن کی رنگین تتلی نہ ہو۔ اپنی خوبصورتی اور بناؤ سنگار دوسروں کو بتانے کا شوق نہ ہو بلکہ حیا دار ہو۔ ماں باپ کی عزت کا خیال ہو۔ دل میں خدا کا خوف ہو۔ اسلام کے احکام پر چلنے کا جذبہ اور شوق ہو۔ ماں باپ کی تابعدار ہو۔ بھائی بہنوں پر جان نچھاور کرنے والی ہو۔ استادوں کی تعلیم کو روشن بنانے والی ہو۔

شادی کی منزل

ایک وقت آتا ہے کہ لڑکی کو دلہن بنا دیا جاتا ہے۔ ماں باپ ایک پرائے آدمی کو اپنا داماد بنا کر لڑکی کا ہاتھ اس کے ہاتھوں میں دے دیتے ہیں اور گھر سے اسے رخصت کر دیتے ہیں۔ لڑکی اپنے ماں باپ' بھائی بہنوں سے الگ ہو کر ہمیشہ کے لئے ایک نئے

گھر کو چلی جاتی ہے جہاں کا ماحول میکے کے ماحول سے بالکل ہی الگ ہوتا ہے۔ جہاں اسے مختلف قسم کے مزاج کے لوگوں کا سامنا ہوتا ہے اور کھاری' کھٹی' تلخ' تیز اور طرح طرح کے طبائع کا تجربہ ہوتا ہے۔ ساس نندوں کی دلجوئی' خاوند کی ناز برداری' بچوں کی دیکھ بھال اور گھر کی ذمہ داریوں کا بھاری بوجھ ہوتا ہے جو اس کے کمزور کندھوں پر لاد دیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کو ایک اچھی بیٹی' اچھی بہو' اچھی بہن' اچھی بیوی اور اچھی ماں بننے کی تربیت دی جائے۔

سسرال میں رہنے کے طریقے

پیاری بیٹیو! سسرال میں تھوڑے دنوں تک تو تم ایک مہمان کی حیثیت سے رہو گی اس مدت میں خوب احتیاط سے رہنا ہے ایسا کوئی کام نہ ہونے پائے کہ تمہیں نیچا دیکھنا پڑے اور شرمندہ ہونا پڑے۔ جو ملے کھا لو۔ پیشانی پر بل نہ آنے دو۔ کوئی چیز پسند نہ ہو تو بھی ناگواری کا اظہار نہ کرو۔ ساس کو اپنی ماں کی طرح مانو۔ سسر کو اپنے باپ کی طرح جانو اور نندوں کے ساتھ اپنی سگی بہنوں کے مانند برتاؤ کرو۔ ہر بات میں ان کی صلاح مشورہ لو۔ ان کے دل میں وہم اور شبہہ پیدا ہو ایسا کوئی کام نہ کرو۔ میکے سے کوئی چیز آئے تو اس کو چھپا کر نہ رکھو بلکہ ساس اور نندوں کے پاس پہنچا دو۔ ان کی اجازت لے کر کپڑوں کا صندوق اپنے پاس رکھو۔ روزانہ پہننے کے کپڑے الگ رکھو۔ اسی طرح تہوار اور تقریبات پر پہننے کے کپڑے الگ رکھو۔ اپنی چیزوں کا خیال خود رکھو۔ ان کے پاس حساب نہ مانگو۔ فرصت کے وقت تھوڑی دیر کے لئے ان کے پاس بیٹھو۔ ان کی بات چیت سنو۔ کام اور فائدے کی بات قبول کر لو۔ اپنی بات میں کوئی خامی نظر آئے تو اس کی اصلاح کر لو گھر کے کام کاج سے واقف ہوتی رہو۔ کیا پکتا ہے۔ کیسے کیسے تقسیم ہوتا ہے۔ کھانے پینے کے کیا طریقے ہیں۔ مہمانوں کی خاطر تواضع کس طرح ہوتی ہے۔ یہ سب باتیں توجہ سے دیکھتی رہو۔ اپنے طریقے چھوڑ دو۔ اور ان کے طریقے اپنانے کی کوشش کرو۔ شریعت کے خلاف رواجوں میں مدد نہ کرو

اور علی الاعلان مخالفت بھی نہ کرو۔بلکہ دھیرے دھیرے پیار سے' نرمی سے 'مٹھاس سے سمجھاتی رہو۔ فرصت کے وقت گھر کی اسی طرح اڑوس پڑوس کی لڑکیوں کو اپنے پاس بٹھاؤ اور جو کچھ تمہارے پاس علم ہو ان کو سکھاؤ۔ادب 'علم اور ہنر کی باتوں سے تمہارا دل بہل جائے گا۔اور وہ سیکھ جائیں گی۔ تمہارے بھائی یا بھتیجے آئیں تو ان کو پر تپاک طریقے پر خوش آمدید کہو۔ان کی خاطر تواضع میں کمی نہ کرو۔ تمہارے پاس کچھ ہو تو تحفہ دو۔ سسرال میں میکے والوں کی پر امنگ طریقے پر آؤ بھگت کرو۔اپنے پاس بیٹھنے والوں سے محبت اور رحم دلی کے ساتھ پیش آؤ۔چھوٹی بچیوں کو مسئلہ اور مسائل سے واقف کراؤ۔ دین کی باتیں سکھاؤ۔ بہشتی زیور' معارف الحدیث پڑھاؤ' بڑی ہونے کے بعد تمہاری عزت کریں گی اور تمہارے بہت سے کام کریں گی اور تم کو بہت سے فائدے پہنچائیں گی۔ مہمانوں اور نندوں کے ادب کا لحاظ رکھنا وہ تم سے کچھ پوچھیں تو ادب سے جواب دو۔ ان کے کام کر دو۔ چائے پان مانگیں تو فوراً حاضر کرو۔گھر میں کسی کو مدعو کیا ہو تو کام کاج کرنے میں پیش پیش رہو۔سب چیزیں پہلے ہی سے تیار کر رکھو۔کھانے پینے کے برتن تیار رکھو اور کھانے سے فارغ ہو کر سب اس کے ٹھکانے کر دو کسی کام میں سستی نہ کرو۔

نندوں اور جیٹھانیوں کے ساتھ بھی عزت واکرام سے پیش آؤ۔ان کے بچوں سے محبت کرو۔بچوں کے آپس کے جھگڑے میں کسی کی طرف داری نہ کرو۔طرف داری کر کے ایک کی ماں کو راضی اور دوسرے کی ماں کو ناراض نہ کرنا۔

بچوں کے ہاتھ منہ کی صفائی کا خیال رکھو گی تو بچوں کی ماں کی محبت اور ان کے دل جیت سکو گی۔سسرال کی باتیں گھر کے باہر کسی سے نہ کہو۔اسی طرح دوسروں سے بھی سسرال کی برائی نہ سنو اور صاف سنا دو کہ بہن! آج کے بعد میرے سامنے ایسی باتیں نہ کرنا۔گھر کے آپس کے جھگڑوں میں حصہ نہ لو۔گھر کے معاملات اڑوس پڑوس کے لوگوں کے سامنے ہرگز نہ کہو۔مطلب یہ کہ جو ایک شریف مسلم خاتون کو زیب دے اس طرح سسرال میں رہو اور اپنے چال چلن ایسے رکھو کہ گھر کے

چھوٹے بڑے سب تمہارے محبت کا دم بھرنے لگیں اور اپنی لڑکیوں کو بھی تمہاری جیسی بنانے کی کوشش کریں۔

کھانے پینے کے آداب

حسب ذیل لکھے ہوئے کھانے پینے کے آداب بچوں کو سکھاؤ۔

(۱) داہنے ہاتھ سے کھانا۔

(۲) شروع میں بِسْمِ اللهِ وَعَلٰی بَرَکَةِ اللهِ کہو۔

(۳) اپنے آگے سے کھاؤ۔

(۴) دوسروں سے پہلے کھانا شروع نہ کرو۔

(۵) کھانے کو حقارت سے نہ دیکھو۔

(۶) کھانے والوں کی طرف نہ دیکھو۔

(۷) بہت جلد جلد نہ کھاؤ۔

(۸) خوب چبا کر کھاؤ۔

(۹) ایک لقمہ حلق میں اتر جائے اس کے بعد دوسرا لقمہ منہ میں رکھو۔

(۱۰) کھاتے وقت بیہودہ باتیں ٹھٹھا مسخری نہ کرو۔

(۱۱) ترکاری وغیرہ کپڑوں کو نہ لگے اس کا خیال رکھو۔

(۱۲) انگلیاں ضرورت سے زائد بگڑنے نہ پائیں۔

(۱۳) لقمہ چباتے وقت ہپ ہپ کی آواز نہ ہو اس کا خیال رکھو۔

(۱۴) کھاتے وقت سر کھلا نہ رکھو۔

(۱۵) کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھولو۔

(۱۶) کھانے سے پہلے ہاتھ دھو کر رومال وغیرہ سے نہ پونچھو۔

(۱۷) کھانے کے بعد ہاتھ دھو کر پونچھ ڈالو۔

(۱۸) پانی دائیں ہاتھ سے اور تین سانس سے پیو۔
(۱۹) جب سب کھاچکیں تب اٹھو۔
(۲۰) کھانے اور پینے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرو۔ کھانے کے بعد حسب ذیل لکھی ہوئی دعا کو پڑھو۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

ایسی غلطی کبھی نہ کریں

بعض گھرانوں میں جہالت کے سبب بات بے بات اپنے بچوں کی بے تکی قسم کھانے کی زبردست غلطی ہوتی ہے۔ کبھی یوں بھی ہوتا ہے کہ ماں اپنے بچے کے سر پر ہاتھ رکھ کر کسی بات کا یقین دلاتی ہے یا خود کو سچا ثابت کرنے کی کوشش کرتی ہے اور لوگ بھی اس کو بہت اہمیت دیتے ہیں بہرحال شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں نہ اس طرح قسم منعقد ہوتی ہے بلکہ سخت گناہ ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں ہم آپ کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں کہ کسی بھی طرح کی قسم کھانے میں احتیاط کی جائے۔

چنانچہ بزرگوں کے واقعات میں یہ بات ملتی ہے کہ پرانے وقتوں میں کسی نے شیطان سے پوچھا کہ میں تمہاری طرح شیطان کیسے بن سکتا ہوں تو شیطان نے جواب دیا کہ اس کی ترکیب یہ ہے کہ نماز میں سستی کر' اور قسم کھانے میں ذرا پرواہ نہ کر جھوٹی سچی ہر طرح کی قسمیں کھایا کر۔ (فضائل اعمال ص ۲۳۷)

مذکورہ بالا واقعہ سے ہمیں دو چیزوں کے اہتمام کا سبق ملتا ہے۔ ایک یہ کہ نمازوں میں کبھی بھی کسی قسم کی سستی یا کوتاہی نہ کریں ایک مسلمان عورت کو چاہئے کہ اول اوقات میں ہی نماز پڑھ لیا کرے اور اپنے شوہر اور بڑے بیٹوں کو اذان ہوتے ہی ترغیب دے کر مسجد میں بھیج دیا کرے۔ اسی طرح چھوٹے بچوں اور بیٹیوں کو گھر

میں ہی اپنے ساتھ نماز پڑھوالیا کرے۔ دوسرا یہ کہ سچی قسم کھانے میں بھی بہت ہی زیادہ احتیاط کریں اور جھوٹی قسم کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ لہٰذا تمام مسلمان ماؤں کی خدمت میں ہماری گزارش ہے کہ سخت غصہ کی حالت میں بھی قسم کھانے سے احتراز کریں اور اپنے شوہر کو بھی اس کا پابند بنائیں اگر کم قسمتی سے آج تک آپ یا آپ کے شوہر اس مسئلے میں کوتاہی کر رہے ہیں تو اب اللہ پاک سے سچی توبہ کریں اور جتنی قسمیں کھا کر توڑی ہیں ان کی تفصیل معتبر علمائے کرام کو بتا کر کفارے کا طریقہ دریافت کریں پھر اس کے مطابق کفارہ ادا کریں اگر مالی طور پر اتنی استطاعت نہیں ہے تو وصیت کر جائیں تاکہ آپ کے انتقال کے بعد کفارے کی ادائیگی کی کوئی مناسب صورت بن سکے۔ اس کے ساتھ ہی قسم کھانے کے متعلق چند مسائل کو ذہن میں رکھیں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا سخت گناہ ہے مثلاً یوں کہا کہ ''باپ کی قسم''، ''رسول کی قسم''، ''کعبہ کی قسم''، ''بھائی کی قسم''، ''شوہر کی قسم'' یا اگر کسی اور کی قسم کھائی ہو تو شرعاً یہ قسم نہیں ہوتی۔ اور سخت گناہ ہوتا ہے' لہٰذا ہمت اور پختہ ارادہ کرتے ہوئے یہ فیصلہ کرلیں کہ آئندہ لفظ قسم استعمال ہی نہیں کروں گی۔ اس ارادہ کرنے کی برکت سے اللہ تعالیٰ آپ کیلئے آسانی فرما دیں گے۔

(۲) اپنے بیٹے' بیٹیوں کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی اور توڑنے پر کفارہ بھی لازم نہیں آتا البتہ سخت گناہ ہوتا ہے۔

(۳) اسی طرح کبھی بھی اپنی اولاد میں سے کسی کو یا شوہر' بھائی' بہن وغیرہ کو یہ کہا کہ ''تمہیں خدا کی قسم ہے تم یہ کرو'' اس سے بھی قسم نہیں ہوتی اور دوسرے اس قسم کو پورا کرنے کے پابند نہیں بنتے۔

(۴) اکثر مائیں اپنی اولاد کو کسی کام کے کرنے کیلئے یہ کہتی ہیں کہ مثلاً ''اگر تم نے فلاں کام نہ کیا تو دودھ نہیں بخشوں گی'' اس طرح سے بھی قسم نہیں ہوتی اور اگر اولاد نے وہ کام نہ کیا تو کفارہ لازم نہیں آتا البتہ نافرمانی کا گناہ ضرور

ہو گا بشرطیکہ ماں نے جائز بات کا حکم دیا ہو۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ہم (قسم کھانے کی بری عادت کو چھوڑنے کیلئے) مسلمان ماؤں کیلئے چند مفید اور آسان تدابیر لکھتے ہیں لہٰذا وہ مائیں جو اس عادت میں مبتلا ہیں ان تدابیر کو پڑھ کر ان پر عمل کرنے کی کوشش کریں۔

(۱) سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کریں۔

(۲) اپنے دل میں پکا عزم کر لیں کہ آئندہ کسی بھی صورت میں قسم نہیں کھاؤں گی۔

(۳) کسی دوسرے (مثلاً شوہر' بھائی' بڑے بیٹے' بیٹیوں سہیلیوں وغیرہ) کو اس بات پر مقرر کریں کہ جب بھی آپ میرے منہ سے قسم کے الفاظ ادا ہوتے سنے تو (فوراً یا دیر سے سب کے سامنے یا الگ میں) مجھے مطلع کر دیں۔

(۴) اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فریاد کریں کہ "اے اللہ! آپ مجھے اس بری عادت سے بچا لیجئے اور اگر آپ کے شوہر یا کوئی اور اس عادت میں مبتلا ہیں تو ان کیلئے بھی خوب دعاؤں کا اہتمام کریں۔

ان تدابیر پر عمل کرنے سے ان شاء اللہ تعالیٰ آپ کو اس شیطانی عادت سے چھٹکارا مل جائے گا۔

بچے کی موت پر صبر کا اجر وثواب

مسلمان جب ایمان کے بلند وعالی درجہ پر پہنچ جاتا اور یقین کی بلندیوں کو چھو لیتا ہے اور تقدیر الٰہی چاہے انسان کے خلاف ہو یا موافق اس پر یہ ایمان رکھتا ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے تو پھر اس کی نگاہ میں حوادث زمانہ کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور مصائب کا جھیلنا اس کے لئے آسان ہو جاتا ہے' اور اس کو جو مصیبت یا حادثہ پیش آتا ہے اس میں وہ خدا ہی کے در پر جھکتا ہے۔ دل مطمئن ہوتا ہے

اور ضمیر مصیبت پر صبر کر کے راحت محسوس کرتا ہے اور ایسا آدمی قضاء الٰہی کے سامنے سر جھکا دیتا اور اللہ رب العالمین کے ہر فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیتا ہے۔

نبی کریم ﷺ جب کسی بچے کو جانکنی کی حالت میں روح پرواز کرتے ہوئے دیکھتے تو صدمہ ودکھ اور بچوں پر رحم وشفقت کی وجہ سے آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے تھے، تاکہ امت کو رحم وشفقت کا درجہ ومنزلت معلوم ہو۔

امام بخاری ومسلم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: نبی کریم ﷺ کی صاحبزادی نے آپ کو پیغام بھیجا کہ میرا بیٹا جانکنی اور نزع کی حالت میں ہے آپ آجایئے، نبی کریم ﷺ نے انہیں سلام کے ساتھ یہ پیغام بھیجا کہ:

"إن لله ما أخذ وله ما أعطى، وكل شيءٍ عنده بأجل مسمى فلتصبر ولتحتسب."

اللہ نے جو لیا وہ بھی اس کا ہے اور جو دیا وہ بھی اسی کا ہے اور اس کے یہاں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اس لئے صبر کرو اور اجر کی امید رکھو"۔

انہوں نے دوبارہ اصرار کے ساتھ پیغام بھیجا کہ ضرور تشریف لایئے۔ تو آپ ﷺ کھڑے ہوگئے ساتھ میں حضرات سعد ابن عبادۃ، معاذ بن جبل، ابی بن کعب، زید بن ثابت رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہ بھی تھے، بچہ رسول اللہ ﷺ کو دیا گیا تو آپ ﷺ نے اسے گود میں لے لیا، اس کی سانس اکھڑ رہی تھی، آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے حضرت سعد رضی اللہ نے فرمایا:

اے اللہ کے رسول یہ کیا بات ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"هذه رحمة جعلها الله تعالى في قلوب عباده."

یہ اللہ کی رحمت ہے جو اس نے اپنے بندوں کے دلوں میں رکھ دی

ہے۔(صحیح البخاری کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۲۰۴)
ایک دوسری روایت میں ہے:

جعلها الله في قلوب من شاء من عباده و إنما يرحمه الله من عباده الرحماء."

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کے دل میں چاہتا ہے اسے ڈال دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے ان بندوں پر رحم کرتا ہے جو دوسروں پر رحم کھاتے ہیں۔

نبی کریم ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ جس کے بچے کا انتقال ہو جائے اور وہ اس حادثہ پر صبر کرے' انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں بیت الحمد تعمیر فرمائیں گے' چنانچہ ترمذی وابن حبان رحمہما اللہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"إذا مات ولد العبد قال الله عزّ وجلّ لملائكته: قبضتم ولد عبدى؟ فيقولون: نعم، فيقول: قبضتم ثمرة فواده؟ فيقولون: نعم، فيقول: ماذا قال عبدى؟ فيقولون: حمدك واسترجع، فيقول الله: ابنو العبدى بيتاً في الجنة وسمّوه بيت الحمد." (ترمذی ج۱ص ۲۹۸)

جب کسی شخص کے بچے کا انتقال ہو جاتا ہے تو اللہ جل جلالہ فرشتوں سے پوچھتے ہیں۔کیا تم نے میرے بندہ کے بچہ کی روح قبض کر لی؟ وہ جواب میں کہتے ہیں' جی ہاں! پوچھتے ہیں' تم نے اسکے دل کے ٹکڑے کی روح قبض کر لی؟ وہ کہتے ہیں ' جی ہاں! پوچھتے ہیں' میرے بندہ نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں کہ 'اس نے آپ کی حمد بیان کی

اور "انا للہ و انا الیہ راجعون۔" پڑھا' تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں میرے بندہ کیلئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھ دو۔

اس صبر کے بڑے عظیم فائدے حاصل ہوتے ہیں جنہیں اجر کی امید رکھنے اور صبر کرنے والا ہی حاصل کرتا ہے یہ فائدے انسان کو اس روز حاصل ہوں گے جس دن نہ اولاد کام آئے گی اور نہ مال و دولت۔

ان منافع و فوائد میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ یہ جنت تک پہنچانے اور دوزخ سے بچانے کا ذریعہ ہے چنانچہ امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ عورتوں سے ارشاد فرمایا:

"ما منکن امرأة یموت لها ثلاثه من الولد إلا کانوا لها حجاباً من النار، فقالت امرأة: وآثنان؟ قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: اثنان."

تم میں سے کوئی ایسی عورت نہیں کہ جس کے تین بچے وفات پا جائیں مگر یہ کہ وہ بچے اس عورت کے لئے دوزخ سے حجاب بنیں گے ایک عورت نے کہا: اور اگر دو بچے مرجائیں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دو بھی۔

امام احمد وابن حبان حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا' میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:

"من مات له ثلاثة من الولد فاحتسبهم دخل الجنة، قال قلنا: یا رسول الله و اثنان، قال: و اثنان."

جس کے تین بچے مرجائیں اور اس پر اجر کی امید رکھتے ہوئے صبر کرے وہ جنت میں داخل ہو گا۔ راوی کہتے ہیں۔ ہم نے عرض کیا۔

اے اللہ کے رسول ﷺ : اگر دو مرجائیں' تو آپ ﷺ نے فرمایا: دو بھی۔

ایک راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کہتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اگر آپ حضرات ایک بچے کے بارے میں پوچھتے تو آپ ﷺ ایک کے لئے بھی یہی فرماتے' حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ میرا بھی یہی خیال ہے۔

صبر کے فائدوں میں سے ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ جو بچہ بچپن ہی میں مر جاتا ہے' وہ قیامت میں اپنے والدین کے لئے شفاعت کرے گا' چنانچہ طبرانی عمدہ سند سے حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی کہ وہ وہاں نبی کریم ﷺ بھی تشریف لے آئے اور آپ نے فرمایا:

"ما من مسلمين يموت لهما ثلاثة من الولد لم يبلغوا الحنث رأى سن البلوغ إلا جيئ بهم يوم القيامة حتى يوقفوا على باب الجنة فيقال لهم : ادخلوا الجنة، فيقولون : حتى تدخل أباؤنا، فيقال لهم، أدخلوا الجنة أنتم وأباؤكم."

کوئی بھی دو مسلمان ایسے نہیں ہیں کہ جن کے تین بچے بالغ ہونے سے پہلے مرجائیں مگر یہ کہ ان (بچوں) کو قیامت میں لایا جائے گا اور ان کو جنت کے دروازے پر کھڑا کر دیا جائے گا اور ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں داخل ہو جاؤ' تو وہ کہیں گے کہ ہم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہوں گے جب تک ہمارے والدین جنت میں داخل نہ ہو جائیں تو ان سے کہا جائے گا کہ جاؤ تم اور تمہارے والدین سب جنت میں داخل ہو جاؤ۔

امام مسلم اپنی ''صحیح'' میں ابو حسان سے روایت کرتے ہیں کہ' میرے دو بچے وفات پا گئے تو میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے اس سلسلہ میں کوئی حدیث سنی ہو تو اسے سنا کر مرنے والوں کی طرف سے ہمارے دلوں کو کچھ سکون پہنچائیں' انہوں نے فرمایا: جی ہاں ارشاد ہے:

"صغارهم دعاميص الجنة على أحدهم أباه – أو قال أبويه، فيأخذ بناحة ثوبه أو يده، كما أخذ بصنفة ثوبك هذا فلا يفارقه حتى يدخله الله و أياه الجنة."

چھوٹے بچے جنت کے کیڑے ہیں' وہ اپنے باپ یا والدین کے کپڑوں کا کنارہ یا ہاتھ پکڑ لیں گے جیسا کہ میں نے تمہارے اس کپڑے کے کنارے کو پکڑا ہے اور پھر وہ اس وقت تک ان کو نہ چھوڑیں گے جب تک کہ اللہ تعالیٰ انکو اور انکے والدین کو جنت میں داخل نہ فرما دیں۔

ایمان کی قوت اور جذبہ ایمانی کی اگر بہترین مثال دیکھنا ہو تو حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ازواج کی سیرت سامنے رکھئے جو اس بات پر کھلی ہوئی دلیل ہے کہ انہوں نے بچوں کے مرنے پر کس قوت ایمانی اور رضاء بالقضاء اور صبر کا ثبوت دیا۔ ملاحظہ کیجئے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا وہ عجیب' عظیم اور صبر آزما موقف جو انہوں نے امت مسلمہ کے لئے پیش کیا' لیجئے مکمل قصہ بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق پیش خدمت ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک بیٹا بیمار تھا۔ حضرت ابو طلحہ سفر پر چلے گئے بچہ انتقال کر گیا جب ابو طلحہ واپس آئے تو اپنی بیوی ام سلیم سے پوچھا۔ بچہ کیسا ہے' بچے کی ماں ام سلیم جواب دیتی ہیں' پہلے سے زیادہ پرسکون ہے۔ پھر ام سلیم نے شوہر کو کھانا کھلایا اور ان کے لئے اپنے آپ کو خلاف معمول زیادہ آراستہ و پیراستہ کیا' شوہر اپنی بیوی سے ہم بستر ہوئے۔ جب فارغ ہو چکے

اور اپنی دونوں خواہشیں (کھانے اور ہم بستری کی) پوری کر چکے تو ام سلیم نے ان سے کہا' اے ابو طلحہ بتلایئے اگر کوئی جماعت اپنی کوئی چیز کسی کے پاس عاریتاً رکھائے اور پھر ان سے واپس مانگے تو کیا ان لوگوں کو روکنے کا حق ہے؟ انہوں نے جواب دیا' ہرگز نہیں' تو ام سلیم نے اپنے شوہر سے کہا' اپنے بیٹے کی وفات پر صبر کیجئے۔ بیٹا وفات پا گیا ہے' اللہ سے اجر کی امید رکھئے' یہ سن کر ابو طلحہ آزردہ خاطر ہو گئے اور فرمانے لگے' تم عجیب عورت ہو' مجھے پہلے خبر نہ کی جب میں تم سے ہم بستر ہو چکا تو اب میرے بیٹے کی وفات کی خبر دے رہی ہو۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے پورا واقعہ ذکر کیا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کچھ نہ فرمایا اور یہ فرمایا' اللہ تعالیٰ تمہاری گذشتہ رات میں برکت دے' ایک دوسری روایت میں آتا ہے' اے اللہ ان دونوں میں برکت دے' چنانچہ ان کے یہاں ایک بچہ پیدا ہوا نبی کریم ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا' ایک انصاری صحابی کہتے ہیں' میں نے ان عبداللہ کے نو بیٹوں کو دیکھا جو سب کے سب قرآن کے عالم و قاری تھے' یہ رسول اللہ ﷺ کی اس دعا کی برکت تھی جو آپ ﷺ نے ان الفاظ میں دی تھی۔ اے اللہ! ان دونوں میں برکت دے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب مومن کے دل میں خدا کی ذات پر کامل ایمان راسخ ہو جاتا ہے تو اس کی وجہ سے عجیب عجیب کارنامے ظاہر ہوتے ہیں' جس کی وجہ یہ ہے کہ ایمان ''کمزوری وضعف'' کو قوت وطاقت سے' اور بزدلی کو شجاعت وبہادری سے' اور بخل وکنجوسی کو جود وسخاوت سے' اور جزع فزع کو صبر اور اللہ پر اعتماد وبھروسہ سے بدل دیتا ہے۔

اس لئے ماں باپ کو چاہئے کہ اپنے ایمان میں قوت پیدا کریں اور اگر کوئی مصیبت درپیش ہو تو اس وقت یقین وایمان کے ہتھیار کو استعمال کریں' اگر کسی بچے کا انتقال ہو جائے تو تنگ دل اور آزردہ خاطر نہ ہوں بلکہ یہ کہیں بے شک ہم سب اللہ ہی کی امانت ہیں اور اسی کی طرف ہم سب کو لوٹ کر جانا ہے' جو خدا نے واپس لے لیا

وہ اس کا ہے اور جو اسنے ہمیں دیا ہے وہ بھی اسی کا ہے' اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہے اس لئے یہ سوچ کر صبر کرنا چاہئے اور اجر کی امید رکھنا چاہئے تاکہ جو ذات سب چیزوں کی مالک اور حاکم مطلق ہے اس سے اجروثواب حاصل ہو۔

لے اللہ! دنیا کے مصائب ہم پر آسان کر دے اور اپنے فیصلہ اور تقدیر پر ہم کو راضی کر دے اور دنیا و آخرت دونوں میں تو ہی ہمارا والی بن جا' اس لئے کہ لے رب العالمین آپ ہی بہترین والی و مولیٰ ہیں۔

ماں وصیت کا اہتمام ضرور کرے

ہر مسلمان ماں کو چاہئے کہ اپنی زندگی میں وصیت لکھ کر رکھے کیوں کہ اب آپ اکیلی نہیں ہیں ایک شوہر کی بیوی ہونے کیساتھ بچے کی ماں بھی بن چکی ہیں لہٰذا ضروری ہے کہ جو کچھ آپ کی ملکیت میں ہے (سوئی دھاگہ سے لے کر پلاٹ مکان' گاڑی' نقد رقم' زیورات وغیرہ تک) ان سب کی وضاحت لکھ کر رکھیں تاکہ ان سب کی تقسیم آپ کے انتقال کے بعد شریعت کے مطابق ہو' اس طرح وصیت کرنے سے آپ کو سب سے بڑا فائدہ تو یہ ہو گا کہ جو کچھ آپ کی ملکیت میں ہے اس کا علم ہو جائے گا ورنہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض خاندانوں میں اس کی وضاحت نہیں ہوتی کہ شادی پر جو زیورات بہو کو دیئے گئے ہیں وہ عاریتاً دیئے گئے ہیں یا ان کو زیورات کی مالکہ بنا دیا گیا ہے۔اسی طرح بیٹی کو جو جہیز دیا گیا ہے یا شادی میں جو تحفے ملے ہیں اس کا مالک کون ہے؟ اس وضاحت نہ ہونے کی وجہ سے تین نقصانات ہوتے ہیں۔

(۱) ان زیورات کی زکوۃ کس پر فرض ہے؟ آیا بہو پر .... شوہر پر .... یا شوہر کے والدین پر .... کچھ خبر نہیں ہوتی

(۲) میاں اور بیوی میں خدا نہ کرے چھوٹ چھٹاؤ کی نوبت آجائے تو یہ اشیاء بہت بڑے جھگڑے کا باعث بن جاتے ہیں کہ ہر فریق اس میں اپنا حق ثابت کرتا ہے۔

(۳) میاں یا بیوی کے انتقال پر ان اشیاء کی بطور ترکہ تقسیم کے وقت جھگڑوں تک نوبت پہنچ جاتی ہے وجہ یہ ہوتی ہے کہ اصل مالک معلوم نہیں ہوتا۔ چنانچہ اپنی بیٹی کی ملکیت سمجھ کر بہو کے والدین اس کو لے جانا چاہتے ہیں اور لڑکے والوں کی طرف سے یہ شور ہوتا ہے کہ یہ سب ہمارے بیٹے اور ہمارے پوتے پوتیوں کا ہے اس لئے اس پر ہمارا حق ہے۔

لہٰذا ہماری گزارش ہے کہ سب سے پہلے اپنی مملوکہ اشیاء کی تفصیل معلوم کریں تاکہ اگر آپ شریعت کی رو سے صاحبہ نصاب ہوگئی ہیں تو اولاً ان اشیاء کی زکوۃ نکالنے کی فکر کریں آج تک اس سلسلے میں کوتاہی ہوگئی ہے تو اب سچے دل سے توبہ کرکے آئندہ باقاعدگی سے زکوۃ نکالنے کا عزم کرلیں اور جب سے آپ صاحبہ نصاب ہوئیں ہیں اس وقت سے آج تک کی جتنی زکوۃ کی ادائیگی آپ پر فرض ۔ ان کو ادا کرنے کا شرعی طریقہ ماہر علمائے کرام سے پوچھ کر انہیں ادا کرنے کا اہتمام کریں۔

ثانیاً آپ کی مملوکہ اشیاء کی صحیح تفصیل سامنے آنے کے بعد اگر آپ پر حج کرنا فرض ہوگیا ہے اور کوئی شرعی رکاوٹ سامنے نہیں ہے یعنی پکا محرم آپ کے ساتھ جا سکتا ہے کوئی ایسی بیماری نہیں ہے جو سفر کرنے میں مانع ہے تو ہرگز اس میں کوئی کوتاہی نہ کریں اس سلسلے میں کسی قسم کے شیطانی وساوس کا شکار نہ ہوں' مثلاً یہ کہ پہلے میرے والدین یا ساس سسر حج کرلیں پھر میں کروں گی یا پہلے بچوں کی خاص کر بیٹیوں کی شادی ہو جائے پھر حج کروں گی یا ابھی تو بہت زندگی پڑی ہے بڑھاپے میں حج کرلوں گی وغیرہ۔

ثالثاً صاحب نصاب ہونے کی حیثیت سے اگر آپ نے عید الاضحیٰ کے موقعہ پر قربانی نہیں کی تو اب سے ہر سال قربانی کرنے کا اہتمام کریں اور پہلے کی جتنی قربانیاں کرنا آپ پر واجب ہے اس مسئلے کی تفصیل بھی علمائے کرام سے پوچھ کر ادا کرنے کی کوشش کریں۔

نوٹ: بعض عورتیں اس غلط فہمی کا شکار ہیں کہ میرے زیورات کی زکوۃ

شوہر صاحب ادا کرنے کے مکلّف ہیں تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ جن زیورات کی مالکہ آپ ہیں ان کی زکوۃ ادا کرنا آپ کے شوہر پر ہرگز فرض نہیں ہے اس کی زکوۃ تو آپ کو ہی ادا کرنی ہے یہ الگ بات ہے کہ آپ کے شوہر احساناً آپ کی طرف سے زکوۃ ادا کر دیں۔ یا بعض عورتیں یہ سوچتی ہیں کہ جب شوہر صاحب کہیں گے تو حج کروں گی ورنہ نہیں یہ سوچ بالکل غلط ہے اگر آپ پر حج فرض ہو چکا ہے تو آپ پر لازم ہے کہ آپ خود اپنے شوہر کو حج کرنے پر تیار کریں اور اسی طرح بعض عورتیں خود کو قربانی کرنے کی پابند ہی نہیں سمجھتی' شریعت کی رو سے اگر عورت پر قربانی واجب ہو چکی ہو تو اسے اپنی طرف سے خود قربانی کرنی چاہئے البتہ اگر آپ کے شوہر آپ کی طرف سے حسن سلوک کے طور پر قربانی کر دیتے ہیں تو اس صورت میں آپ بری الذمہ ہیں۔

مندرجہ بالا ہدایات کو اچھی طرح پڑھ کر ان باتوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے اپنا وصیت نامہ ضرور لکھ لیں شرعی طور سے آپ اپنے کل مال کے صرف ایک تہائی ۱/۳ حصہ کی وصیت (شرعی ورثاء کے علاوہ) کسی اور کے حق میں کر سکتیں ہیں۔

محترم ماؤں! شریعت میں وصیت کرنے پر بہت تاکید آئی ہے حتیٰ کہ پیٹ میں جو بچہ یا بچی ہے اس کا حصہ بھی ترکہ میں شامل ہے اور جب تک وہ پیدا نہ ہو جائے تقسیم میراث مناسب نہیں اکثر لوگ اس خوش فہمی کا شکار ہوتے ہیں کہ ماں کی میراث میں بیٹیوں کا کوئی حصہ نہیں یہ بالکل غلط ہے جس طرح باپ کی میراث میں بیٹیوں کا حصہ ہے اسی طرح ماں کی میراث میں بھی بیٹیوں کا حصہ شامل ہے۔ ان مسائل میں ہرگز کوتاہی نہ کریں اور یہ مسائل شوہر کو باپ کو بھائی کو اپنے رشتہ داروں کو اپنی سہیلیوں کی ضرور بتائیں۔ اب ہم آپ کی سہولت کیلئے وصیت لکھنے کا مختصراً طریقہ لکھتے ہیں۔ آپ کی وصیت میں درج ذیل باتیں ضرور ہوں۔

(۱) میری ملکیت میں جو کچھ بھی ہے (ہیرپن سے لے کر ہیرا موتی پلنگ' فریج اور گھر کی تمام اشیاء تک) اس کی تقسیم مکمل شریعت کے مطابق ہو۔

(۲) میرے انتقال کے بعد تمام ناجائز خلاف سنت افعال سے بچنے کا اہتمام ضرور کیا جائے مثلاً میت کے منہ دکھانے کی رسم کئی قباحتوں پر مشتمل ہوتی ہے جن میں سے ایک یہ بھی ہوتی ہے کہ محرموں کے ساتھ غیر محرم بھی چہرہ دیکھ لیتے ہیں۔ اور میت کی فوٹو یا مووی وغیرہ بنانا، قبر میں عہد نامہ وغیرہ رکھنا۔

آپ خود بہتر جانتی ہیں کہ آپ کے خاندان یا سسرال میں کون سی اوٹ پٹانگ رسومات ہوتیں ہیں ان سب سے بچنے کی وصیت ضرور کریں۔

(۳) میری اولاد کو حافظ حافظہ، عالم عالمہ بنانے کے علاوہ دین کا داعی داعیہ، مجاہد اسلام اور مجاہدہ اسلام، لوگوں کی خدمت کرنے والا / والی ضرور بنانے کا اہتمام کیا جائے۔

(۴) اپنے وصیت نامہ میں شوہر کو اس بات کی ترغیب ہو کہ آپ کے انتقال کے بعد وہ دوسری شادی کر لیں تاکہ ان کے نفس کی حفاظت ہو سکے یعنی وہ شہوت کے غلبہ سے مجبور ہو کر کسی نامحرم پر غلط نظر ڈالیں یا خدانخواستہ کسی اور حرام کام میں مبتلا ہوں اس سے محفوظ رہے ۔۔۔ لیکن ایک بات کی تاکید ضرور کر دیں کہ ایسی صورت میں آپ کے بچوں پر کسی بھی قسم کا ظلم نہ ہونے پائے۔

(۵) میرے بیٹوں کی شادی کے بعد انہیں الگ گھر (چاہے کرایہ ہی کا ہو) میں رکھیں کیوں کہ شریعت نے اس بات کو پسند کیا ہے کہ گھروں میں ساس بہو اور نند بھابھی اور دیورانیوں جیٹھانیوں میں آپس میں جھگڑے نہ ہوں اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے انہیں یعنی (بیٹا بہو کو) خود سے الگ گھر میں رکھیں۔ آپ یہ خیال کریں کہ آج کل سگی ساس کے ساتھ بہو کا گذارہ مشکل ہوتا ہے تو سوتیلی ساس سے گذارہ کیسے ہو سکتا ہے؟ لہٰذا نہ دن کا چین رہے گا اور نہ رات کا آرام۔ اور اس چکی میں پسنے والا ہمارا لخت جگر ہی ہو گا۔

لہٰذا نکاح کی سادی تقریب منعقد کر کے اور دیگر فضولیات سے رقم بچا کر یہی رقم بیٹے بہو کے لئے علیحدہ رہائش کا بندوبست کرنے میں استعمال کر دیجئے گا، اس کے

بہتر نتائج کا آپ خود بھی مشاہدہ کریں گے۔

(۶) بچے جب نکاح کی عمر کو پہنچ جائیں تو خاندان کے بڑوں کے مشورے سے اور بچوں کی رضامندی کا بھی خیال رکھ کر اور استخارہ کرکے سادگی سے نکاح کر دینا' لڑکیوں کے بارے میں خصوصاً کچھ تجربہ وسلیقہ دیکھ کر نکاح کرنا۔

اور یاد رکھئے! ہمارے داماد دیندار ہونے چاہیں اس لئے کہ جس کا اللہ سے تعلق صحیح ہو اس کی دنیا و آخرت دونوں سنور جاتی ہیں' اس لئے دیندار داماد ڈھونڈنے کی کوشش کیجئے گا۔

والسلام

آپ کی رفیقہ حیات

وصیت لکھنے کا مفصل طریقہ دیکھنے کیلئے کتاب ''طریقہ وصیت'' (مرتبہ اساتذہ مدرسہ بیت العلم) ضرور مطالعہ کریں اس کے علاوہ احکام میت (ڈاکٹر عبدالحیٔ رحمہ اللہ علیہ) بھی اپنے مطالعہ میں رکھیں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ پاک ہم سب کو وصیت لکھنے کا اہتمام کرنے والا بنائے (آمین)

آنکھ کے تارے سو جا

کھیلا خوب اور تھکا بہت ہے بھنوں سے تو ہنسا بہت ہے
دوڑ دھوپ میں رہا بہت ہے اب لے راج دلارے سوجا!
سو جا آنکھ کے تارے سو جا!

سوئے پڑے ہیں سونے والے ننھے منے گورے کالے
سیدھے سادے بھولے بھالے میری جان سے پیارے سو جا!
سو جا آنکھ کے تارے سو جا!

نیند نہیں چڑیا نے کھوئی کوئل سوئی بلبل سوئی
دیکھ تو جاگ رہا ہے کوئی تو بھی میرے پیارے سوجا!
سو جا آنکھ کے تارے سو جا!

جھانک رہے ہیں دیکھ ستارے کرتے ہیں سب پڑے اشارے
وہ بھی سو جائیں گے سارے سو جا اے مہ پارے سو جا!
سو جا آنکھ کے تارے سو جا!

سو جا میرے لال!

پیاری پیاری تیری صورت گورے گورے گال
میٹھی میٹھی تیری باتیں ریشم جیسے تیرے بال
تو سب کا دلچسپ کھلونا' کیا گھر کیا ننھیال
سو جا میری آنکھ کے تارے سو جا میرے لال
نیکی سے ہو تجھ کو الفت اور بدی سے بیر
سب تیرے جینے سے خوش ہوں کیا اپنے کیا غیر
سب کے لئے بن جائیں نمونہ تیرے نیک اعمال
سو جا میری آنکھ کے تارے سو جا میرے لال
دل سے مان اللہ تعالیٰ کے سارے احکام
روشن کر دے دنیا میں انسانیت کا نام
عزم وعمل تلوار ہو تیری ایماں تیری ڈھال
سو جا میری آنکھ کے تارے سو جا میرے لال
پیارے ہوں اخلاق تیرے اور اچھی ہوں عادات
دین کو قائم کرنے کی دھن تجھ کو رہے دن رات
رب کی رضا جوئی میں گذریں تیرے ماہ وسال
سو جا میری آنکھ کے تارے سو جا میرے لال
لختِ جگر اے پارۂ دل اے میری نظر کے نور
جھوٹ' دغا' غیر انصافی سے رہنا کوسوں دور
دنیا نے پھیلا رکھے ہیں حرص وہوس کے جال

سو جا میری آنکھ کے تارے سو جا میرے لال
ہو کے جواں باطل کی کھیتی کو کر دے برباد
دنیا میں بھی شاد رہے تو عقبیٰ میں بھی شاد
سورج کے مانند درخشاں ہو تیرا اقبال
سو جا میری آنکھ کے تارے سو جا میرے لال

سید صوفی عبدالرب ایم اے

شوہر بیوی کی قبر پر

السلام اے نو بہار زندگانی کی خزاں
السلام اے مرے گلزار جوانی کی خزاں
مری دنیا تھی تمہارے دم سے جنت کی بہار
مرحمت فرمائے جنت اب تمہیں پروردگار
اے مری شمع حریم ناز کیوں خاموش ہو
مجھ سے بھی گھونگھٹ حیا کا مجھ سے بھی روپوش ہو
یہ تمہاری قبر ہے یا میری خوشیوں کا مزار
خاک کے پردے میں ہیں دونوں نہاں باغ وبہار
آہ وہ جسم سراپا رنگ اب تک دل میں ہے
بجھ گئی ہے شمع لو اس کی ابھی محفل میں ہے
آہ وہ دن جب کہ تم رنگینیوں کی جان تھیں
کیا خبر تھی ایک رنگین خواب کا ساماں تھیں
مری آنکھوں میں ابھی تک ہے وہ تصویر بہار
دل پہ چھایا ہے وہی رنگ جمال کیف یار
وہ وجود جلوہ پرور خاک میں پوشیدہ ہے
مری حور خلد اس تربت میں آرامیدہ ہے۔
خاک کے پردے میں ہے وہ قصر جنت کی دلہن
قبر میں خوابیدہ ہے اوڑھے ہوئے سر سے کفن
سو گئیں تم آکے اس گور غریباں میں۔ کہاں

کھو گئیں تم ہائے اس خاک بیاباں میں کہاں
اے مری دولت! تم اس ویرانے میں برباد ہو
اے مری پردہ نشین صحرا میں یوں آباد ہو
اے مری عفت کی دیوی تم کہاں روپوش ہو
آہ تم کنج لحد کی زینت آغوش ہو
یہ تمہاری ہی لحد ہے آہ مری غم گسار
ہے تمہارا ہی وجود نازنین زیر مزار؟
انقلابات جہاں میں ہائے کیا اندھیر ہے
ایک جسم نازنین پر خاک کا یہ ڈھیر ہے
میری تصویر حیا تم چھپ گئیں زیر زمیں
مری پردہ پوش تم مٹی میں پنہاں ہو گئیں
اے مری قندیل عزت اے چراغ آرزو
جب سے تم خاموش ہو تاریکیاں ہیں چار سو
آہ یہ دن ہے کہ تم ہو آج مٹی میں نہاں
اور میں ہوں تمہاری قبر پر الحمد خواں
آہ مری طوطی شیوا بیاں خاموش ہے
مری تصویر چمن! اسی خاک میں روپوش ہے
بلبل سدرہ نشین نے دام الفت توڑ کر
راہ لی اس آشیاں کی اس قفس کو چھوڑکر
آہ یہ چشم محبت اف وہ باغ آرزو
آہ یہ گوش تمنا اف وہ شیریں گفتگو
تم تو سوتی ہو لحد کی گود میں آرام سے
واسطہ ہے مجھ کو لیکن نو بنو آلام سے

اے مری سلطانہ اے خاتون جنت پائگاہ
ہو تمہاری جنت الفردوس میں آرام گاہ
خواب میں آنکھوں کو حسرت ہے تمہارے دید کی
یا قیامت آخری میعاد ہے اس عید کی
بے خبر ہو تم کہ کیسا رنج میرے دل کو ہے
اب تڑپنا بھی محال اس طائر بسمل کو ہے
دہلتا ہے دل اندوہگیں اس عالم ہو سے
بلائیں ہیں کہ لپٹی جا رہی ہیں مجھ کو ہر سو سے
یہ تاریکی یہ قبرستان کی پرہول سنسانی
ٹپکتی ہے بھیانک جھاڑیوں سے کتنی ویرانی
نظر آتے ہیں گویا ہر طرف لیٹے ہوئے مردے
ٹھہر جائے یہاں اک رات کس کے اتنے دل گردے
نظر اُٹھتی نہیں دہشت کے مارے دل دہلتا ہے
خدا جانے کسی کا دل یہاں کیسے بہلتا ہے
یہ تم! یہ کنج مرقد! یہ بیاباں! اف یہ تنہائی
نہیں معلوم تم کو کوٹھری یہ کیوں پسند آئی
کہو وہ کیا ہوا سائے سے ڈرنا وہم کے مارے
بھلا کچھ یاد ہے وہ رات چھٹکے ہوئے تارے
کہ جب تم سے نکل کر صحن میں آیا نہ جاتا تھا
بھرے گھر میں نہ جانے کیوں تم کو یوں ڈر آتا تھا
یہاں پر آدمی کوئی نہ آدم زاد بستا ہے
اندھیری کالی گھٹا ہے خوف ہر جانب برستا ہے
مگر تم ہو گویا محو خواب ناز ہے کوئی

یہ خوا ناز کیسا ہے کہ اس میں رازہے کوئی
اسے بھی نیند یوں آئے پڑا ہو دور جو گھر سے
بچھونا ہو زمین کا اور اوڑھے ہو کفن سر سے
یہ جنگل! یہ گھٹائیں! اور یہ ساون کی برساتیں
یہ ہر سو گھپ اندھیرا اور یہ بھیگی ہوئی راتیں
تمہارے لاڈلے روتے ہیں جھولے کے بہانے سے
غرض ہے آج کل ان کو فقط آنسو بہانے سے
نہیں آتا ابھی ان کم سنوں کو غم منانا بھی
بہانہ کرکے روتے ہیں نہیں بنتا بہانہ بھی
اگر رونا تو کھانے کے لئے روئے چلے جانا
تمہاری یاد میں رو رو کے یونہی جی کو بہالانا
مرا یہ حال ہے کہ آنسو جو نکلے پونچھ لیتا ہوں
مشیت ہے کہ کشتی صبر کی خشکی میں کھیلتا ہوں
جو آنکھیں ڈبڈبا آتی ہیں بچے گھیر لیتے ہیں
ہمیں اس طرح تکتے ہیں کہ ہم منہ پھیر لیتے ہیں
نہ یارا ہے تحمل کا نہ رونے کی اجازت ہے
ہمارے واسطے پیہم مصیبت پر مصیبت ہے
یہ بھولا پن ستم ہے صبر ہم ناچار کرتے ہیں
چلو ماں کے وہاں بچے یہی اصرار کرتے ہیں
لڑائی تم نے ان بچوں سے بھی کیا برمحل کی ہے
اگر ہم بھی کریں یہی کہ خود تم نے پہل کی ہے
پڑا ہے آج تک الجھا ہوا بستر مسہری پر
گزر جاتی ہے ساری رات ان بچوں کو سمجھا کر

تمہارے بعد اب مجھ کو تمہاری قدر ہوتی ہے
لہو کے آنسوؤں سے پھوٹی ہوئی تقدیر روتی ہے
چلو اک بار پھر گھر کو کہ گھر آباد ہو جائے
جو تم چاہو تو پھر دلشاد یہ ناشاد ہو جائے
تمہارے نازنینوں سے کہو تو کیا کہا جائے
کہ صوفی خود بھی ان کے ساتھ رو رو کر رہا جائے
آہ صوفی رونے والا رو رہا ہے زار زار
مرنے والا بیکس ومجبور ہے زیر مزار
مجھے اب صبر کی دولت عطا فرما مرے مولیٰ
ترا طالب بنے مجنون دنیا عاشق لیلیٰ

مثالی ماں ایک نظر میں

۱۔ اولاد کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا انعام سمجھئے' ان کی پیدائش پر خوشی منائیے۔ ایک دوسرے کو مبارک باد دیجئے۔ خیروبرکت کی دعاؤں کے ساتھ استقبال کیجئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے آپ کو اپنے ایک مسلمان بندے کی پرورش کی توفیق بخشی۔ اور یہ موقع فراہم فرمایا کہ آپ اپنے پیچھے اپنے دین ودنیا کا جانشین چھوڑ جائیں۔ اور مسلمانوں کی آبادی میں ایک مسلمان داعی اور خادم دین کے اضافے کا ذریعہ بنیں۔

۲۔ اولاد نہ ہو تو اللہ جل جلالہ سے صالح اولاد کے لئے دعا کیجئے جس طرح اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر حضرت زکریا علیہ السلام نے صالح اولاد کے لئے دعا فرمائی:

رَبِّ هَبْ لِي مِن لَّدُنكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً إِنَّكَ سَمِيعُ الدُّعَاءِ (مریم)

میرے رب! تو اپنے پاس سے مجھے پاک باز اولاد عطا فرما۔ بے شک تو دعا کا سننے والا ہے۔

۳۔ اولاد کی پیدائش پر کبھی تنگ دل نہ ہوں' معاشی تنگی یا صحت کی خرابی یا کسی اور وجہ سے اولاد کی پیدائش پر کڑھنے یا اس کو اپنے حق میں ایک مصیبت سمجھنے یا ایسے بول بولنے یا کوسنے طعنے دینے وغیرہ سے سختی کیساتھ پرہیز کیجئے۔

۴۔ ولادت کے بعد نہلا دھلا کر دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہئے۔ پیدا ہوتے ہی بچے کے کان میں اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا نام پہنچانے میں بڑی حکمت ہے' علامہ ابن قیم اپنی کتاب ''تحفۃ الودود'' میں فرماتے ہیں:

''اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے کان میں سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی کی آواز پہنچے۔ اور جس شہادت کو وہ شعوری طور پر ادا کرنے کے بعد داخل

اسلام ہو گا اس کی تلقین پیدائش کے دن ہی سے کی جائے جس طرح مرنے کے وقت اس کو کلمہ توحید کی تلقین کی جاتی ہے' اذان اور اقامت کا دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ شیطان جو گھات میں بیٹھا ہوتا ہے اور چاہتا ہے کہ پیدا ہوتے ہی انسان کو آزمائش میں مبتلا کرے اذان سنتے ہی بھاگ جاتا ہے اور شیطان کی دعوت سے پہلے بچے کو اسلام اور عبادت الٰہی کی دعوت دے دی جاتی ہے۔

۵۔ اگر ممکن ہو تو اذان واقامت کے بعد کسی نیک مرد یا عورت سے کھجور یا کوئی اور میٹھی چیز چبوا کر بچے کے تالو میں لگوائیے اور بچے کے لئے خیروبرکت کی دعا کرائیے۔

۶۔ بچے کے لئے اچھا سا نام تجویز کیجئے جو پیغمبروں کے نام پر ہو' صحابہ کرام وصحابیات رضوان اللہ تعالیٰ علیھم اجمعین کے نام پر ہو یا اللہ تعالیٰ کے نام سے پہلے عبد لگا کر ترتیب دیا گیا ہو جیسے عبداللہ' عبدالرحمٰن وغیرہ۔

۷۔ اگر کبھی لاعلمی میں غلط نام رکھ دیا ہو تو اس کو بدل کر اچھا نام رکھ دیجئے۔

۸۔ ساتویں دن عقیقہ کیجئے۔ لڑکے کی طرف سے دو بکرے اور لڑکی کی طرف سے ایک بکرا کیجئے لیکن لڑکے کی طرف سے دو بکرے کرنا ضروری نہیں ہے۔ ایک بکرا بھی کرسکتے ہیں۔ اور بچے کے بال منڈوا کر اس کے برابر سونا یا چاندی خیرات کیجئے۔

۹۔ لڑکے کی ساتویں دن ختنہ بھی کرادیجئے۔ لیکن کسی وجہ سے نہ کرائیں تو سات سال کی عمر کے اندر اندر ضرور کرادیں۔ ختنہ اسلامی شعار ہے۔

۱۰۔ جب بچہ بولنے لگے تو سب سے پہلے اس کو کلمہ لا الٰہ الا اللہ سکھائیے۔

۱۱۔ بچے کو اپنا دودھ بھی پلائیے "ماں پر بچے کا یہ حق ہے" قرآن نے اولاد کو ماں کا یہی احسان یاد دلا کر ماں کے ساتھ غیرمعمولی حسن سلوک کی تاکید کی ہے۔ جو ماں بچے کو دودھ پلاتی ہے اس بچے کے دل میں ماں کی محبت فطری بڑھتی رہتی ہے اور اکثر ایسے بچے ماں کے فرمانبردار بھی ہوتے ہیں اور ایسی ماؤں کو اپنے بچوں سے بہت کم شکایت ہوتی ہے اسی طرح ماں کا فرض یہ ہے کہ وہ بچے کو اپنے دودھ کے ایک ایک قطرے کے ساتھ توحید کا درس' رسول ﷺ کا عشق اور دین کی محبت بھی پلائے اور

اس محبت کو اس کے قلب وروح میں بسانے کی کوشش کرے۔ پرورش کی ذمہ داری والد پر ڈال کر اپنا بوجھ ہلکا نہ کیجئے بلکہ اس خوشگوار دینی فریضے کو خود انجام دے کر روحانی سکون اور سرور محسوس کیجئے حتی الامکان بچوں کیلئے تعویذ سے بچئے تعویذ کے بجائے بچوں کو دعائیں یاد کروائیے۔ خود ان پر دم کیجئے' منزل پڑھنے اور بچوں کو منزل میں درج شدہ آیات یاد کروانے کا اہتمام کیجئے۔

۱۲۔ بچوں کو ڈرانے سے پرہیز کیجئے۔ ابتدائی عمر کا یہ ڈر ساری عمر دل ودماغ پر چھایا رہتا ہے اور ایسے بچے بالعموم زندگی میں کوئی بڑا کارنامہ انجام دینے کے لائق نہیں رہتے اسی طرح بھوک کی حالت میں بچے کو زبردستی کوئی حکم نہ دیجئے۔

۱۳۔ اولاد کو بات بات پر ڈانٹنے' جھڑکنے اور برا بھلا کہنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے اور ان کی کوتاہیوں پر بیزار ہونے اور نفرت کا اظہار کرنے کے بجائے حکمت وسوز کے ساتھ ان کی تربیت کرنے کی محبت آمیز کوشش کیجئے' اور اپنے طرز عمل سے بچوں کے ذہن پر یہ خوف بہرحال غالب رکھئے کہ ان کی کوئی خلاف شرع بات آپ ہرگز برداشت نہ کریں گی۔

۱۴۔ اولاد کے ساتھ ہمیشہ' شفقت' محبت' نرمی کا برتاؤ کیجئے۔ اور حسب ضرورت وحیثیت ان کی ضروریات پوری کرکے ان کو خوش رکھئے اور اطاعت وفرمانبرداری کے جذبات کو ابھاریئے۔ بچوں سے کیوں کیا کب کیسے کے سوالات سے بچئے' ایسا کیوں کیا؟ شرم نہیں آتی ایسا کیسے کر دیا؟ کب عقل آئے گی تمہارے اندر' تمہارا کیا کروں' مجھے سمجھ نہیں پڑتی' اس طرح ڈانٹنے کے بجائے مثبت پہلو سے سر پر ہاتھ رکھ کر دعا دیتے ہوئے سمجھائے کہ بیٹا ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا وغیرہ وغیرہ۔

۱۵۔ چھوٹے بچوں کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیریئے' بچوں کو گود میں لیجئے' پیار کیجئے اور ان کے ساتھ خوش طبعی کا سلوک کیجئے' ہروقت تند خو اور سخت گیر حاکم نہ بنے رہئے' اس طرز عمل سے بچوں کے دل میں والدین کے لئے والہانہ جذبہ محبت بھی پیدا نہیں ہوتا اور ان کے اندر خود اعتمادی بھی نہیں پیدا ہوتی اور ان کی فطری نشوونما پر

بچنے کی پوری پوری کوشش کیجئے۔ اگر طبعاً کسی ایک بچے کی طرف زیادہ میلان ہو تو معذوری ہے لیکن سلوک و برتاؤ اور لین دین میں ہمیشہ انصاف اور مساوات کا لحاظ رکھئے۔

۲۹۔ بچوں کے سامنے ہمیشہ اچھا عملی نمونہ پیش کیجئے۔ آپ کی زندگی بچوں کے لئے ایک ہمہ وقتی خاموش معلم ہے جس سے بچے ہروقت پڑھتے اور سیکھتے رہتے ہیں بچوں کے سامنے کبھی مذاق میں بھی جھوٹ نہ بولیئے۔

۳۰۔ لڑکی کی پیدائش پر بھی اسی طرح خوشی منایئے جس طرح لڑکے کی پیدائش پر مناتے ہیں۔ لڑکی ہو یا لڑکا دونوں ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا ہوا عطیہ ہیں اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں کہ آپ کے حق میں لڑکی اچھی ہے یا لڑکا۔ اسی طرح آپ کسی کی نند یا ساس ہیں تو بھابھی کے ہاں لڑکی کی پیدائش پر منہ نہ چڑھایئے اور بھابھی پر یا بھائی کے سسرال والوں پر اتنا مالی بوجھ نہ ڈالیے کہ وہ آپ کو بد دعائیں دیں اور آپ جبری ہدیہ تحفہ وصول کرکے حرام مال کھانے اور لینے کے گناہ کی مرتکب ہوں اسلئے کہ حدیث شریف میں آتا ہے الا لایحل مال امرائی الا بطیب نفس منه (مشکوۃ ص ۲۵۵ حدیث نمبر۸) کسی مسلمان کا مال (زبردستی لینا) بغیر اسکی طیب نفس کے حلال نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حرام ہدیہ سے حفاظت فرمائے۔

۳۱۔ لڑکیوں کی تربیت وپرورش انتہائی خوش دلی' روحانی مسرت اور دینی احساس کے ساتھ کیجئے۔ اور اس کے صلے میں خدا سے بہشت بریں کی آرزو کیجئے۔

۳۲۔ لڑکی کو حقیر نہ جانئے' نہ لڑکے کو اس پر کسی معاملہ میں ترجیح دیجئے۔ دونوں کے ساتھ یکساں محبت کا اظہار کیجئے اور یکساں سلوک کیجئے۔

۳۳۔ جائداد میں لڑکی کا مقررہ حصہ پوری خوش دلی اور اہتمام کے ساتھ دیجئے۔ اور اپنے بعد وصیت بھی کرجائیں کہ بیٹیوں کو محروم نہ کیا جائے' اور اسکے لئے کتاب ''طریقہ وصیت'' اور کتاب ''احکام میت'' کا ضرور مطالعہ کریں۔

۳۴۔ مثالی ماں وہ ہوتی ہے جو بچوں کے دلوں میں اپنے شوہر یعنی بچوں کے والد کی

خوب عزت وعظمت بٹھائے اوران کا حاکم ہونا امیر ہونا مختلف اسلوبوں کے ذریعہ سمجھائے' مثلاً کوئی بات ہو تو یوں کہے تمہارے ابو سے پوچھ لینگے' ابو ہاں کہے گے تو کریں گے ابو نے منع کیا تو نہیں کریں گے' اسلئے کہ ابو کی بات ماننے میں بہتری ہوتی ہے۔ اللہ میاں راضی ہوتے ہیں' ابو گھر کے امیر ہوتے ہیں اور امیر کی جائز بات میں اطاعت کرنے سے بہت سی مصیبتیں دور ہوجاتی ہیں' اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوتی ہے ۔وغیرہ وغیرہ۔

۳۵۔اسی طرح مثالی ماں وہ ہوتی ہے جو بچوں کے سامنے شوہر سے بحث مباحثہ یا تو تو میں میں کسی حال میں بھی نہ کرے بلکہ شوہر کی ناگوار سے ناگوار بات پر بچوں کے سامنے صبر کرلیتی ہے اور شوہر سے کہتی ہے ہاں میری غلطی ہوگئی میں معافی چاہتی ہوں آئندہ نہیں کرونگی پھر اکیلے میں شوہر کو سمجھاتی ہے کہ بات یوں تھی مگر بچوں کی تربیت کی خاطر چپ رہی۔ اسی طرح شوہر اور بچوں کے گھر آتے ہی انکو کوئی غم کی خبر یا سوالات کی بوچھاڑ' یا انکی کسی کمی کوتاہی پر تنبیہ کرنے کے بجائے ان کے سلام کا جواب دے کر ٹھنڈا پانی پلاکر کھانا وغیرہ کھانے کے بعد انکو کوئی خبر سناتی ہیں۔

۳۶۔مثالی ماں وہ ہوتی ہے جو دو بچوں کے درمیان اتنا مناسب وقفہ کرنے کی کوشش کرے کہ ایک بچہ مکمل شرعی مدت تک ماں کا دودھ پیئے اور پھر سنبھلا ہوا ہوجائے اور ماں بھی کھوئی ہوئی کمزوری (جو بچہ جننے اور دودھ پلانے سے ہوئی تھی) پر قابو پالے اور بہت منے بچے والے جھمیلے سے اسکی گردن چھوٹے اور مزید کوئی شرعی عذر نہ ہو تو اب دوسرے بچہ کی تیاری کرلے تاکہ دونوں کی تربیت ونگہداشت صحیح طرح ہوسکے اور ہر بچے پر انفرادی توجہ دی جاسکے ایام طفولیت ورضاعیت کا ضعف دور ہوسکے موجودہ شیرخوار بچے کے دودھ پر دوسرا حمل ٹھہر جانے کی وجہ سے اثر نہ پڑے اسلئے بہتر ہوگا دو بچوں کے درمیان عارضی مانع حمل کی تدبیر کے ذریعہ مناسب وقفہ کیا جائے ہاں زچہ اور بچہ کی صحت کی خاطر اور عذر شدید کی حالت میں مفتیان کرام سے پوچھ کر لمبا وقفہ بھی کیا جاسکتا ہے' جبکہ کوئی فاسد نیت نہ ہو۔

۳۷۔ مثالی ماں اپنے شوہر کی ماں اور خود اپنی ماں کی اتنی عزت واحترام کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس عمل سے راضی ہو کر اسکے بچوں میں بھی وہی شرافت اور دینی حمیت اور والدین کا احترام پیدا کر دیتے ہیں اسلئے کہ جو خود اپنے شوہر کی والدہ کیلئے اور اپنی والدہ کیلئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنتی ہے، تو اسکی اولاد بھی اسکے لئے اسی طرح آنکھوں کی ٹھنڈک بنتی ہے۔

۳۸۔ مثالی ماں وہ ہوتی ہے جو خود بھی اس کتاب میں دی ہوئی ہدایتوں پر عمل کرے اور اپنی دوسری مسلمان بہنوں میں بھی ان صفات کو پیدا کرنے کی کوشش کرے، اور زیادہ سے زیادہ مسلمان بہنوں کو اس کتاب اور تحفہ خواتین اور تحفہ دلہن فضائل اعمال اور فضائل صدقات کتابوں کے پڑھنے کی ترغیب دے اور شوق دلوائیں اسی طرح اس کتاب کی ترتیب دینے والے اور اسمیں ہر قسم کے تعاون کرنے والون کیلئے اور دین کی محنت کرنے والے مردوں اور عورتوں کیلئے خوب خوب دعائیں کرے۔

۳۹۔ دو مختلف المزاج بلکہ ضد المزاج بہوؤں کو ایک ساتھ نہ رکھیں، کوشش کریں کہ دو بیٹوں کی شادی کبھی ایک ساتھ نہ ہو اور اگر کرنا ہی ہو تو شادی کے بعد الگ الگ رہیں اس میں بہت سے فوائد اور بہت سی مصلحتیں ہیں اس کے لئے کتاب تحفہ دولہا کے اندر دولہا کے والد اور والدہ کو نصیحت کے باب ملاحظہ فرمائیں۔

۴۰۔ سات سال کی عمر سے بچی کی تربیت اس طرح کریں کہ وہ کسی مرد سے مصافحہ نہ کرے اور باہر جائے تو سر اس طرح ڈھک کر رکھے کہ کوئی بال کھلا نہ رہے اور اسی طرح بچپن سے شلوار کرتا پہنانے کا اہتمام کروائے تاکہ ٹانگیں کھلی نہ رہیں۔

۴۱۔ ان تمام عملی تدبیروں کے ساتھ ساتھ نہایت سوز اور دل کی لگن کے ساتھ اولاد کے حق میں دعا بھی کرتے رہئے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے بچتی اور بچاتی رہے خدائے رحمٰن ورحیم سے توقع ہے کہ وہ والدین کے دل کی گہرائیوں سے نکلی ہوئی پرسوز دعائیں کبھی ضائع نہ فرمائے گا۔

امتحانی پرچہ

محترم ماں..... مندرجہ ذیل سوالات کو غور سے پڑھئے اور ہر سوال کو کم از کم تین بار تو ضرور پڑھئے پھر ٹھنڈے دل ودماغ سے اچھی طرح سوچ سمجھ کر صحیح صحیح جواب دیجئے اگر آپ کا جواب ''جی ہاں'' میں ہے تو آپ دس نمبروں کی مستحق ہیں لہٰذا نمبر والے خانے میں دس نمبر لگا لیجئے۔ اور اگر کسی سوال کا آدھا جواب جی ہاں اور آدھا جواب جی نہیں میں ہے تو اس خانے میں پانچ نمبر لگا لیجئے۔

اور اگر کسی سوال کا جواب جی نہیں میں ہے تو آپ اس سوال میں صفر کی مستحق ہیں لہٰذا نمبر کے خانے میں صفر لکھئے۔

اگر آپ کے کل نمبرات سو بنے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیجئے کہ اللہ رب العزت جل جلالہ عم نوالہ نے آپکو مثالی ماں بنایا اور آپ کے نمبرات سو سے کم ہیں تو اس کے لئے دعاؤں کے ساتھ ساتھ فکر اور کوشش کیجئے کہ اللہ آپ کو مثالی ماں بنادے۔

سوال نمبر۱ : کیا آپ فجر کے وقت اٹھ کر وضو وغیرہ سے فارغ ہونے کے بعد اپنے شوہر اور بڑے بچوں کو نہایت پیار ومحبت سے نماز کیلئے اٹھاتی ہیں اور ان کو مسجد میں تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھنے کی ترغیب دیتی ہیں اور ان کے لئے دعاؤں کا اہتمام کرتی ہیں؟ اسی طرح سات سال سے بڑی بچیوں کو اپنے ساتھ نماز پڑھواتی ہیں؟

جواب .... نمبر............

سوال نمبر۲ : کیا آپ اپنے بچوں کو ساتھ لیکر گھر میں کسی بھی مقررہ وقت پر انکے سامنے فضائل اعمال وفضائل صدقات وغیرہ کی تعلیم کرواتی ہیں۔ اور انکو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اس طرح تابعین رحمہم اللہ کے واقعات سناتی ہیں تاکہ ان کا ایمان مضبوط ہو اور وہ اسلام کے مجاہد وداعی

بنیں؟

جواب .... نمبر..................

سوال نمبر۳ : آپ کسی کی شکایت پر بلاتحقیق اپنے بچے کو سب کے سامنے برا بھلا کہنے سے بچتی ہیں اور خدانخواستہ مارنے پیٹنے کے بجائے اپنے بچے سے تحقیق کرکے اور غلطی ثابت ہونے پر تنہائی میں نہایت پیار ومحبت اور نرمی سے سمجھاتی ہیں تاکہ اس کی عزت نفس مجروح نہ ہو؟

جواب .... نمبر..................

سوال نمبر۴ : کیا آپ صبح بچوں کو جگاتے ہوئے بجائے باورچی خانہ سے چیخنے کے کہ ''اٹھ جاؤ دیر ہوگئی اسکول کی وین چلی جائیگی'' وغیرہ ہرایک بچے کے بستر پر جاکر اسکے بالوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے پیار سے جگاتی ہیں اور انکو اسکول ومدرسہ جانے کے فوائد بتاتی ہیں اور غیرحاضریوں کے نقصانات ذہن نشین کرواتی ہیں؟

جواب .... نمبر..................

سوال نمبر۵ : بچے کی کسی نادانستہ غلطی پر آپ بچے کو نرمی سے سمجھانے کے بعد پیار سے تنبیہ کرتی ہیں۔اور ایسے مثبت تدابیر اختیار کرتی ہیں کہ آئندہ ایسی غلطی نہ ہو۔ اور کسی ایسی غلطی پر جسکے کرنے پر آپ نے سزا کی دھمکی دی ہو سزا دیتی یا دلواتی ہیں تاکہ بچے کے دل میں آپ کا رعب رہے اسی طرح بچوں کی دینی تربیت کے خاطر اپنے اور بچے کی صحت کی رعایت رکھتے ہوئے شریعت کی دی ہوئی گنجائش کے مطابق دو بچوں کے درمیان مناسب وقفہ کرتی ہیں؟

جواب .... نمبر..................

سوال نمبر۶ : کیا آپ روزانہ بچوں کو صفائی ستھرائی غسل اور صاف کپڑوں کا اہتمام کرتی ہیں - اور بچوں کو پاکیزہ دینی تعلیم سے آراستہ کرنے اور اپنے بچے /بچی کو عالم /عالمہ حافظ/ حافظہ اسلام کا داعی /داعیہ بنانے کی کوشش کررہی ہیں؟

جواب .... نمبر....................

سوال نمبر۷ : آپ بچے کو فیڈر اور چوسنی سے محفوظ رکھتی ہیں یا اپنا دودھ جو بچے کی قدرتی غذا ہے پلاتی ہیں اور دودھ پلاتے وقت وضوء اور تسبیحات کا اہتمام کرتی ہیں کہ دودھ کے ساتھ بچے کے دل ودماغ میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی محبت کے ساتھ ساتھ آپکی محبت بھی پیدا ہو اور وہ آئندہ ایک جری وبہادر مسلمان نوجوان بنے؟

جواب .... نمبر....................

سوال نمبر۸ : آپ اولاد کے ساتھ برابری کا سلوک کرتی ہیں اور بچوں کے کسی اچھے کام پر ان کی خوب خوب تعریف کرتی ہیں کہ ان کا اعتماد بڑھے اور ان میں مزید اچھے کام کرنے کا حوصلہ پیدا ہو اسی طرح بچوں کے گھر آنے کے وقت اور باہر جانے کے وقت ان دو وقتوں میں خوب خیال رکھتی ہیں کہ بعض اوقات ماں اور بچے میں تلخ کلامی اسی وقت ہوتی ہے' مثلاً بچے مدرسہ اسکول سے واپس آئے اور وہ چاہتے ہیں ماں اس وقت مکمل توجہ انکو دے اگر ماں اس وقت انکو مکمل توجہ اور پیار ومحبت نہیں دیتی تو اسکا کافی نقصان ہوتا ہے اسی طرح گھر میں داخل ہوتے ہی بچے کو ڈانٹنا' یا اسکی کوتاہی پر کمرہ عدالت قائم کردینا یہ مناسب نہیں لہٰذا کیا آپ ان دو وقتوں میں شوہر اور اپنے بچوں کا خصوصی خیال رکھتی ہیں کہ گھروں میں اکثر جھگڑے ان دو وقتوں پر احتیاط نہ کرنے ہی کی وجہ سے ہوتے ہیں؟

جواب .... نمبر..................

سوال نمبر۹ : بچوں کی شادی کرنے کے بعد حتی الامکان انکو الگ رکھنے کی کوشش کرتی ہیں اسلئے کہ اس زمانہ میں دیورانیوں اور جٹھانیوں کے ساتھ رہنے سے کئی گھریلو مفاسد پیدا ہوتے ہیں اس لئے دو بہوؤں کا ایک باورچی خانہ میں ہونا اور ساس نند سب کا ساتھ رہنا اکثر خانگی گھر فسادات کا سبب بنتا ہے کیا آپ اس سے بچنے اور بچانے کا اہتمام کرتی ہیں؟

جواب .... نمبر..................

سوال نمبر۱۰ : ''اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ''
اس آیت کے تحت آپ پر جتنی ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں یعنی اپنے شوہراور بچوں کو دین دار بنانے کی بھرپور کوشش کرنا وغیرہ کیلئے آپ مثبت طریقے پر داعیانہ اسلوب سے پورا کرنے کی کوشش کرتی ہیں؟

جواب .... نمبر..................

سوال نمبر۱۱ : کیا آپ نے اپنا وصیت نامہ لکھنے کے ساتھ ساتھ اپنے شوہر اور بالغ بچوں کو ترغیب دیکر ان سے وصیت نامہ لکھوالیا ہے۔ اور اسکے لئے کتاب طریقہ وصیت۔ مرتبہ اساتذہ مدرسہ بیت العلم (۲)احکام میت۔ مرتبہ ڈاکٹرعبدالحیٰ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ (۳)اکابر کے وصایا۔ مرتبہ مفتی صبار دانش اور (۴)کتاب وصایا۔ مرتبہ خواجہ آفریدی 'کتابوں کا مطالعہ کیا ہے؟

جواب .... نمبر..................

مثالی باپ

اسکولوں ومدارس کے
اساتذہ ومعلمات کیلئے
بہترین رہنما کتاب

ہر مسلمان والد اور بچوں کی
تربیت کرنے والوں کیلئے
ایک انمول تحفہ

کیا آپ نے والد ہونے کی حیثیت سے اس کتاب کا مطالعہ کیا ہے؟

اگر نہیں تو آج ہی عمل کی نیت سے ہدایت کی دعا مانگ کر اس کتاب کا مطالعہ کیجئے اس کتاب میں ....

☆ بچوں کی تربیت کے دینی وشرعی اصول
☆ بچوں کی اصلاح کے مختلف طریقے
☆ بچوں کی دینی ذہن سازی کی چند تدبیریں
☆ بچوں کے مزاج کو پہچاننا
☆ بچوں پر شفقت ومحبت
☆ بچوں کے مزاج کو پہچان کر ان سے بات کرنا
☆ بچوں کو حافظ عالم داعی مجاہد ملت بنانا
☆ بچوں میں اطاعت وفرمانبرداری کا جذبہ پیدا کرنا
☆ بچوں میں قائدانہ صلاحیت پیدا کرنے کے طریقے
☆ خوشحال اور مطمئن معاشرہ کی تشکیل کے چند سنہری اصول

اور ان جیسے بیشمار اہم مضامین شامل ہیں ہر مسلمان گھر کی ضرورت ہے آج ہی اپنے کسی قریبی کتب خانہ پر یا براہ راست ہمارے پاس آرڈر بک کرائیں۔

تحفۂ دُلہن

سُسرال جانے والی بیٹی کو نصیحت

شادی میں دینے کے لئے ایک بہترین دینی تحفہ

پسند فرمودہ
حلیم العصر مولانا محمد یوسف لدھیانوی

تالیف
مولانا محمد حنیف عبدالمجید

عورت پر بیوی ہونے کی حیثیت سے اسلامی ذمّہ داریاں صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن اور نیک عورتوں کی عملی مثالیں، شوہر کی اطاعت، عزّت، خدمت اور شوہر سے محبّت، نیک بیویوں کی صفات۔ میاں بیوی کے آپس کے جھگڑوں سے بچنے کی بہترین تدبیریں اور ساس، نند، دیورانی، جیٹھانی کی ناچاقیوں سے بچنے اور ہر گھر کی تمام پریشانیوں اور غموں سے نجات پانے کے بہترین نفسیاتی اُصول، مفید ہدایات، بزرگوں کی نصیحتوں پر مشتمل ایک اہم کتاب ہے۔

دُلہن اِن ہدایات پر عمل کرے تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہر گھر جنّت کا نمونہ بن سکتا ہے اور دین و دُنیا میں سُرخ رُوئی اور کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔

اپنے قریبی بک اسٹال سے یا ہم سے براہِ راست طلب فرمائیں۔

فرید بُک ڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ

FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.

Corp. Off.: 2158, M.P. Street, Pataudi House, Darya Ganj, N. Delhi - 2
Phones : 3289786, 3289158 Fax : 3279998 Res.: 3262486
E-mail : farid@ndf.vsnl.net.in Websites : faridexport.com, faridbook.com

تحفہ دولہا

اس کتاب "تحفہ دولہا" میں ایک مرد شوہر ہونے کی حیثیت سے عائد ہونے والی اسلامی ذمہ داریوں کی نشاندہی ----- بیوی کے حقوق ادا کرنے کی ترغیب ----- بیوی سے سدا نبھانے کے اصول ----- بیوی سے محبت کی قدر اس کے ساتھ حسن سلوک اس کی خامیوں سے درگذر کی لطیف ترکیبیں ----- اپنی بیوی کو اللہ تعالی کی نافرمانیوں سے بچانے اور اس کے ذریعے رشتہ دار اور محلے کی عورتوں کو پورے پورے دین پر عمل کروانے کی فکر دلانے والے مضامین اسی طرح میاں بیوی 'ساس بہو' نند بھابھی' کے مابین کشیدگی اور اس قسم کی تمام پریشانیوں اور غموں سے نجات پانے کے لئے مسلم نفسیاتی اصول ----- اس طرح بیان کئے گئے ہیں کہ ایک خوشحال اور مطمئن معاشرہ کی تشکیل ہو اور میاں بیوی میں خوب محبت والفت اور مودت و اپنائیت پیدا ہو دولہا صاحبان کتاب میں درج ہدایات پر عمل کریں تو انشاء اللہ تعالی ہر گھر جنت کا نمونہ بن سکتا ہے اور گھر والوں کو دین دنیا کی کامیابی و سرخروئی حاصل ہو سکتی ہے لہذا ہر مسلمان شوہر کو یہ کتاب دعائیں مانگ کر عمل کی نیت سے پڑھنی چاہیئے تاکہ اللہ تعالی اپنے فضل وکرم سے تمام شادی شدہ جوڑوں میں سچی دلی محبت پیدا فرمائے (آمین)

ناشر

فرید بکڈپو (پرائیویٹ) لمٹیڈ

مشورہ لینے کے لئے عُلماءِ کرام کے عنوانات و فون نمبر

جن عُلماء حضرات کے اسماءِ گرامی درج ذیل ہیں، ان سے اپنے بچّوں کی تعلیم و تربیت، ازدواجی پریشانیوں والجھنوں اور اپنی بیماریوں میں جائز تعویذ اور مناسب تدبیروں اور اپنے لڑکے اور لڑکیوں کے مناسب رشتوں کے لئے مشورہ کیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح کسی قسم کی کوئی پریشانی ہو، یا کسی مسئلہ میں کوئی راہ نہ سلجھائی دے یا رشتہ داروں میں صلح کروانی ہو تو ان بزرگوں سے مشورہ کرلیں۔

نام	خط لکھنے کا پتہ	پوسٹ کوڈ	فون نمبر	اوقات ملاقات	فیکس یا رہائش نمبر
مفتی شاہد صاحب	جامعہ علامہ بنوری ٹاؤن	75180	4913570	صبح ۸ تا ۱۱	
مولانا شمس الرحمٰن	غفوریہ مسجد سولجر بازار کراچی	74550	7228521	عصر تا مغرب	7228562
مفتی محمد عاصم ذکی صاحب	۹۹ گلستان جمشید روڈ	74800	4912806	مغرب تا رات ۱۰	2561313
مولانا عبدالقادر صاحب	مدرسہ عائشہ للبنات گلستان جوہر	11182	8110659	رات ۱۰ تا ۱۱	72217704
مولانا محمد عثمان صاحب	مدرسہ بیت العلم گلشن اقبال کراچی	75300	463068	صبح ۸ تا ۱۰ بعد عشاء تا ایک گھنٹہ	4940615
مولانا محمد حسین صدیقی	استاذ جامعہ بنوریہ سائٹ ایریا کراچی	75530	293267	صبح ۸ تا ۱۲ بعد عشاء ایک گھنٹہ	6335351
مولانا نعیم اشرف صاحب	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ لسبیلہ چوک کراچی		7216488	صبح ۱۱ تا ۱۲	7223688
مولانا عمر فاروق صاحب	مدرسہ عائشہ للبنات گلستان جوہر	75290	8110659	صبح ۸ تا ۱۰	
مولانا محمد حنیف صاحب	مدرسہ بیت العلم گلشن اقبال	75300	463068	صبح ۸ تا ۱۰	472186

دینی کتب کا مرکز، نورانی قاعدے، سپارہ سیٹ، اسلامی فقہی کتب، عربی، اردو، انگریزی کیلئے رجوع کریں۔

اپنے دینی مسائل اور ازدواجی زندگی کی پریشانیوں کا حل معلوم کرنے کیلئے.....

اور اپنی دینی دنیوی تمام پریشانیوں میں مشورہ کے لئے ماہر علماء کرام کو خط لکھنے کے لئے ہم ان کے پتے اور فون نمبرات لکھتے ہیں تاکہ آپ ان سے خط کے ذریعے یا فون پر اپنے مسائل پوچھ کر دینی رہنمائی حاصل کریں' اور اپنے بچوں کی اسلامی تربیت کے سلسلے میں ان سے مشورہ کر کے رہنمائی حاصل کریں یاد رکھیئے دین کا مسئلہ پوچھنا' اپنی پریشانیوں میں ماہر علماء کرام سے مشورہ کرنا' بہت ہی بڑے ثواب کا کام ہے اور انسان کی عقل مندی اور خوش بختی کی دلیل ہے' اور ہر غیر ماہر ناتجربہ کار طالب علموں سے یا ہر باشرع آدمی سے مسئلہ پوچھنے سے دونوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑتا ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو ماہر و تجربہ کار علماء اور صاحب تقویٰ بزرگوں سے پوچھ پوچھ کر چلنے والا بنائے۔ آمین

اس لئے آپ کو جب کبھی کسی مسئلہ میں شریعت کا حکم معلوم کرنا ہو ...... یا کسی دینی معاملہ میں کسی قسم کی رہنمائی کی ضرورت ہو یا پورے دین پر خود عمل کرنے اور اس کو اپنے گھر اور معاملات میں زندہ کرنے کی تدبیریں معلوم کرنی ہوں تو ان بزرگوں کو خط لکھ کر یا فون کر کے پوچھ لیں۔ اور یاد رکھیں خط کے ساتھ جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔ اور ایک خط میں تین سے زیادہ سوالات نہ لکھیں۔

اسی طرح فون کرنے میں یہ خاص خیال رکھیں کہ ان بزرگوں کے بات فرمانے کے اوقات معلوم کرلیں کہ کس وقت یہ حضرات دینی مسائل بتلانے کے لئے تشریف رکھتے ہیں۔ اور صرف ضروری اور مختصر بات کریں۔

اور ایک مرتبہ کے فون پر تین سے زیادہ مسائل نہ پوچھیں تاکہ دوسروں کو بھی وقت مل سکے اور ایسے ضروری مسائل پوچھیں جن کی خود کو ضرورت ہے' بحث مباحثہ کیلئے یا دوسروں کے متعلق فضول فرضی سوالات کیلئے ہرگز فون نہ کریں اور نہ ہی خط لکھیں تاکہ اپنے اور دوسروں کے قیمتی اوقات کی حفاظت رہے۔

اخیر میں گزارش ہے ہمیں اپنی دعاؤں میں ضرور یاد رکھیں۔

ہدیہ از جانب ......

دینی مسئلہ معلوم کرنے کے لئے عُلماءِ کرام کے عُنوانات وفون نمبر

نام	خط لکھنے کا پتہ	پوسٹ کوڈ	فون نمبر	فون پر اوقاتِ ملاقات	فیکس یا رہائش نمبر
مفتی محمد تقی عثمانی صاحب	دارالعلوم کے ایریا، کورنگی	75180	5040923	صبح ۱۲ تا ۱	5040234
مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب	دارالعلوم کے ایریا، کورنگی	75180	311217	صبح ۱۱ تا ۱۲	5040234
مفتی عبدالرؤف صاحب	دارالعلوم کے ایریا، کورنگی	75180	317422	صبح ۱۱ تا ۱	5040234
مفتی اصغر صاحب	دارالعلوم کے ایریا، کورنگی	75180	317422	صبح تا عصر	5040234
مفتی سُبحان محمود صاحب	دارالعلوم کے ایریا، کورنگی	75180	311217	صبح ۱۲ تا ۱	5040234
مفتی رشید احمد صاحب	دارالافتاء والارشاد ناظم آباد نمبر ۴ کراچی نمبر ۱۸	74600	622361	صبح ۱۰ تا ساڑھے ۱۰ بعد عشاء تا ایک گھنٹہ	
مفتی محمود اشرف صاحب	دارالعلوم کے ایریا، کورنگی	75180	317422	صبح ۸ تا ۱۲	5040935
مفتی محمد یوسف لدھیانوی	دفتر ختم نبوت پرانی نمائش کراچی	74400	7780337	صبح ۱۰ تا ۱۲	7780340
مفتی نظام الدین صاحب	جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن	74800	4913570	صبح ۱۰ تا ۱۱ مغرب تا رات ۱۰	4918234
مفتی عبدالسلام صاحب	دارالافتاء علامہ بنوری ٹاؤن	74800	4913570	صبح ۱۱ تا ۱۲	4914665
مفتی محمد انعام الحق صاحب	دارالافتاء علامہ بنوری ٹاؤن	74800	4913570	صبح ۸ تا ۱۰ بعد عشاء تا ۱۰	7771568
مفتی اشرف صاحب	دارالافتاء مسجد بیت المکرم گلشن اقبال کراچی	75300	4967208	صبح ۸ تا ۱۱ شام ۳ تا ۵	4967208
مولانا رشید اشرف صاحب	دارالعلوم کے ایریا، کورنگی	75180	4985084	بعد عشاء تا ایک گھنٹہ	5040936
مولانا محمد عثمان صاحب	دارالافتاء مدرسہ بیت العلم گلشن اقبال	75300	463068	صبح ساڑھے ۷ تا ۹ بعد عشاء تا ۱ گھنٹہ	4940615
مفتی محمد عاصم ذکی صاحب	دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن	74800	4912806	مغرب تا رات ۱۰	ATT. 2561313
مولانا نعیم اشرف صاحب	ادارۃ القرآن العلوم الاسلامیہ لسبیلہ چوک کراچی	74800	7216488	صبح ۱۱ تا ۱۲	7223688

ضروری گزارش: ان علماءِ کرام سے صرف اور صرف دینی اور شرعی مسئلہ معلوم کیجئے، اور تفصیلی مشورہ کے لئے دوسرے صفحہ پر دیئے ہوئے علماءِ کرام سے معلوم کیجئے۔

مثالی ماں

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ قومیں ماؤں کی گود میں پلتی ہیں۔ ایک مسلمان ماں کو کن کن اوصاف کا حامل ہونا چاہیئے تاکہ اس کے بچے حافظِ قرآن، عالمِ دین، داعی اور مجاہدِ ملت بنیں اور امتِ مسلمہ کی قیادت کرسکیں۔ کتاب "مثالی ماں" کے ذریعہ مسلمان مائیں اپنی اسلامی معاشرتی ذمہ داریوں سے بخوبی عہدہ برآ ہوسکتی ہیں۔

(2) مستند مجموعۂ وظائف

اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر اور تکالیف اور مصائب پر صبر کے ذریعے انسان بلند درجات حاصل کرسکتا ہے، ہر موقع پر اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کا جو طریقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو سکھایا ہے وہی ساری پریشانیوں کے لئے تریاق بھی ہے اور مصیبتوں اور پریشانیوں سے بچنے کا ذریعہ بھی ہے۔ اس کتاب میں پنج سورہ، درود شریف، اسماءِ حسنیٰ اور قرآن پاک و احادیث میں مذکورہ مستند دعائیں ہیں جو دل و دماغ کے سکون و اطمینان کا بہترین ذریعہ ہیں۔

(3) تحفۂ دلہن

عورت پر بیوی ہونے کی حیثیت سے اسلامی ذمہ داریاں صحابیات اور نیک عورتوں کی عملی مثالیں، شوہر کی اطاعت، عزت، خدمت اور شوہر سے محبت، نیک بیوی کی صفات، میاں بیوی کے آپس کے جھگڑوں سے بچنے کی بہترین تدبیریں اور ساس، نند، دیورانی، جیٹھانی کی ناچاقیوں سے بچنے اور ہر گھر کی پریشانیوں اور غموں سے نجات پانے کے بہترین نفسیاتی اصول، مفید ہدایات، بزرگوں کی نصیحتوں پر مشتمل ایک اہم کتاب۔

(4) تحفۂ دولہا

ایک مرد پر شوہر کی حیثیت سے عائد ہونے والی اسلامی ذمہ داریاں، بیوی کے حقوق کی ادائیگی، سدا نباہ کے اصول، بیوی سے محبت، بیوی کی قدر اور اس سے حسنِ سلوک، اس کی خامیوں سے درگذر کی لطیف ترکیبیں، اپنی بیوی کو اللہ کی نافرمانیوں سے بچانے اور اس کے ذریعہ رشتہ دار اور محلہ کی عورتوں میں تبلیغِ دین کی صورتیں، گھریلو زندگی کو جھگڑوں، پریشانیوں اور غموں سے پاک کرکے مطمئن و پرمسرت زندگی گذارنے کا طریقہ بتانے والی بہترین اور لاجواب کتاب۔

www.idara.com
00468491
MRP-80 SP-SC
Misali Maa (U)